یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب .



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

یا عباسؑ

۷۸۶
۱۱۰-۹۲
یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں

یزید پلید کے ظلم اور فسق و فجور کے حقیقی واقعات پر مشتمل جامع کتاب

تحقیق مزید فی مسئلہ یزید

المعروف بہ

کردارِ یزید

کا تحقیقی جائزہ

حسب الارشاد

حضور قبلۂ عالم الحاج پیر

سید محمد باقر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم القدسیہ

زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مصنف

محقق اہلسنت علامہ حافظ

شفقات احمد رضا صاحب نقشبندی مجددی کیلانی حفظہ

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو
ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں

یزید پلید کے ظلم اور فسق و فجور کے حقیقی واقعات پر مشتمل جامع کتاب

تحقیق مزید فی مسئلہ یزید

المعروف بہ

کردار یزید

کا تحقیقی جائزہ

حسب الارشاد

حضور قبلۂ عالم الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم القدسیہ
زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مصنف

محقق اہلسنت علامہ حافظ شفقات احمد رضا صاحب نقشبندی مجددی کیلانی حفظہ

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

سہیل سکینہ
حیدر آباد لطیف آباد، یونٹ نمبر [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔ کردار یزید کا تحقیقی جائزہ

مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔ علامہ حکیم حافظ شفقات احمد نقشبندی مجددی کیلانی

کتابت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ملک غلام مصطفیٰ علی پور چٹھہ

اشاعت سوم ۔۔۔۔۔۔۔۔ جنوری 2006ء

تحریک ۔۔۔۔۔۔۔۔ چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر ۔۔۔۔۔۔۔۔ چوہدری عبدالمجید قادری

قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔ R150 روپے

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ مکتبہ جمال کرم سستا ہوٹل لاہور

☆ اسلامی کتب خانہ اُردو بازار لاہور

☆ شبیر برادرز اُردو بازار لاہور

☆ روحانی پبلشرز ظہور ہوٹل گنج بخش روڈ دربار مارکیٹ لاہور

☆ الریاض پبلشرز خالد ایجوکیشنل سنٹر اُردو بازار لاہور

انتساب

شمس العارفین سراج السالکین سند الکاملین زبدۃ العارفین سیدی
وسندی ملجائی وماوائی حضور قبلہ عالم

السید پیر نور الحسن شاہ صاحب بخاری

نقشبندی، مجددی، کیلانی قدس سرہ العزیز

کی لامحدود نوازشات میں سے صرف ایک فقرۂ جانفزا کے نام جو آج سے تقریباً چالیس سال قبل آپ نے قبلہ والد صاحب مدظلہ العالی کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا تھا

"حافظ صاحب آپ کا مطالعہ بھی ہماری طرف سے ہی ہوگا۔"

اسی فیض جاودانی کے صدقہ سے بتوسط قبلہ والد صاحب ادام اللہ فیوضہ بندہ ہیچ مداں اہل بیت کرام کی خدمت میں اپنا یہ نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے قابل ہوا۔

وگرنہ من آنم کہ من دانم
گر قبول افتد زہے عز و شرف

خویدم تاجدار کیلانی

شفقات احمد عفی عنہ

تقریظ سعید: آفتاب شریعت ماہتاب طریقت امین

دولت مجدد الف ثانی قسیم فیض شیر ربانی تاجدار کیلانی حضور قبلۂ عالم

الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب

زیب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیلیانوالہ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادرانِ اسلام کچھ عرصہ سے خارجی ٹولہ نے اہل سنت وجماعت کا لبادہ اوڑھ کر یزید پلید کے جنتی ہونے کا اعلان کرنا شروع کر رکھا ہے اور اس سلسلہ میں بخاری شریف کی ایک روایت کا غلط مطلب بیان کر کے لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ عزیزم مولانا حافظ شفقات احمد نے اس کتاب میں نہایت ہی محققانہ اور منصفانہ طریقہ پر اس خارجی ٹولہ کی سرکوبی کی ہے اور یزید پلید کے اصلی خدوخال نہایت معتبر کتابوں سے واضح کئے ہیں۔ یہ کتاب میں نے سنی ہے اور سن کر مجھے نہایت ہی خوشی ہوئی ہے اور عزیزم مولانا شفقات احمد کے لیے میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ عزیز کی یہ خدمت اہل بیت کی بارگاہ میں مقبول ومنظور فرمائے اور مسلمانوں کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے اور میرا مشورہ ہے کہ اس پرفتن دور میں یہ کتاب ہر محب اہل بیت کے پاس موجود ہونی چاہیے۔ ایں دعا از من است از جملہ جہاں آمین باد۔

ناچیز	دعاگو
السید عظمت علی شاہ نقشبندی مجددی	ابوالعظمت سید محمد باقر علی شاہ
(المعروف قبلہ چن جی سرکار)	حضرت کیلیانوالہ شریف

تقریظ

عمدۃ العلماء زبدۃ الفقہاء صوفی باصفا حضرت علامہ الحاج الحافظ قاضی پیر سید محمد یعقوب شاہ صاحب فاضل بریلی شریف۔ آستانہ عالیہ کیرانوالہ شریف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ الطیبین الطاہرین

عن زید بن ارقم قال لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم عن یعلی بن مرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔

احادیث مذکورہ اور دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ محبت اہل بیت جزو ایمان ہے اور محب اہل بیت، محب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دشمن اہل بیت، دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ چونکہ اس دور میں خارجی فرقہ سادہ دل مسلمانوں کے دلوں سے اہل بیت کی عظمت نکالنے اور یزید پلید کی محبت کا بیج بونے کی تقریر اور تحریر کے ذریعہ سے بھرپور کوشش کر رہا ہے۔ لہذا اس پر فتن دور میں خارجی فرقہ کی سرکوبی کے لیے ایسی مدلل اور جامع کتاب کی اشد ضرورت تھی مدت سے اشتیاق تھا کہ اللہ تعالی کوئی صاحب قلم پیدا کرے جو اس شیطانی فرقہ کے سامنے سپر بن کر کھڑا ہو۔

الحمد للہ کہ مولا کریم نے یہ منصب عزیزی مولانا شفقات احمد کو عطا کیا آجتک اس فن میں ایسی جامع اور مدلل کتاب نظر سے نہیں گزری۔ انشاء اللہ یہ کتاب یزیدی فرقہ کے لیے شمشیر براں ثابت ہوگی۔ اللہ تعالے انکے علم و عمل میں برکت کرے اور اجر عظیم عطا کرے

(السید محمد یعقوب شاہ۔ ناظم مدرسہ عربیہ غوثیہ۔ کیرانوالہ سیداں ضلع گجرات)

فاضل لوذعی عالم بلیغی جامع معقول و منقول استاذ العلماء حضرت علامہ الحاج مفتی حافظ محمد سعید احمد صاحب دامت برکاتہم القدسیہ مہتمم جامعہ محمدیہ رضویہ برکات القرآن علی پور چٹھہ (ضلع گوجرانوالہ)

مقدمہ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(پ ۲۴ سورۃ حٰم سجدہ ع ۱۹)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی اس آیت کریمہ کی مجسم تصویر تھی۔ آپ کا بچپن ہو یا جوانی، سن کہولت ہو یا زندگی کے آخری لمحات، سفر یا حضر ہر حال اور ہر مقام میں آپ دعوت الی اللہ اور عمل صالح کی مجسم تصویر نظر آتے ہیں۔ ایسی تصویر جسکے سراپا میں دیکھنے والے کو کہیں بھی کوئی نقص اور عیب نظر نہیں آتا۔ آپ کو جس پہلو سے بھی دیکھا جائے کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجاست والا معاملہ نظر آتا ہے اس پر مستزاد یہ کہ آپ نواسہ رسول ہیں جگر گوشہ بتول ہیں، راحت قلب مصطفٰے ہیں، نور نظر مرتضٰے ہیں، سردار جوانان جنت ہیں، قبلہ قلوب اہل معرفت ہیں۔ درحقیقت حسین کی قدر و منزلت صحابہ کرام ہی جانتے تھے بالخصوص سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان ذوالنورین اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنھم جنہوں نے اپنے اپنے دور خلافت میں حضرت امام عالی مقام کی ناز برداریاں کیں اور انعامات واکرامات سے نوازا جن سے تاریخی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ لیکن صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید پلید نے اپنے والد ماجد کے طور طریقوں کو یکسر بھلا دیا، جناب امام کے علو نسب کو فراموش کیا۔ حضرت امام عالی مقام کے متعلق فرامین رسول کو بھی درخور اعتنا نہ سمجھا اور خلافت راشدہ اور خلافت امیر معاویہؓ

کے دور میں حضرت امام حسین کے ساتھ دربارِ خلافت کی طرف سے جو جو حسن سلوک کیا جاتا تھا اس نے اس سے بھی صرف نظر کرلیا بلکہ خود اپنے والد ماجد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت امام حسین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کو بھی نظر انداز کر دیا۔ خاندان نبوت پر وہ مظالم ڈھائے کہ ہر دیکھنے والا الامان والحفیظ پکار اٹھا بلکہ پوری کائنات اس کے افعال شنیعہ پر نفرین بھیجنے لگی یہاں تک کہ اس کے گھر کی بیبیاں اور اس کا اپنا بیٹا بھی اس کی مذمت کئے بغیر نہ رہ سکا جیسا کہ کتب تواریخ سے ظاہر ہے لیکن ہمارے دور میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوگئے ہیں جو یزید کے خود ساختہ فضائل و مناقب تقریر و تحریر کے ذریعہ سے بیان کر رہے ہیں۔ انکی کتابیں کذب بیانی، دھوکہ دہی اور فریب بازی کا شاہکار ہوتی ہیں۔ عبارات میں قطع و برید حوالہ جات میں تحریف و خیانت ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے اس پر مستزاد یہ کہ وہ یزید کی مدح سرائی اہل سنت کا لبادہ اوڑھ کر کرتے ہیں جس سے کم پڑھے لکھے لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں حالانکہ عقائد اہل سنت کی مشہور درسی کتاب میں تحریر ہے!

فلعنۃ اللّٰہ علیہ وعلی اعوانہ وانصارہ یعنی ہم اہل سنت یزید پر اور قتلِ اہل بیت میں اس کے تمام مددگاروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ان حالات میں ایک ایسی جامع کتاب کی سخت ضرورت تھی جو ان یزید پرستوں کی تمام مکاریوں کے پردے چاک کرے اور یزید کے صحیح خدوخال نمایاں کرے اور یزید کے متعلق اہل سنت وجماعت کا نظریہ باحوالہ واضح کرے۔ الحمد للہ عزیزم حکیم شفقات احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مالایلیق کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا کی ہے اور یہ کتاب دیکھنے والا کہے گا فجزاہ اللہ کما ینبغی کتاب پڑھنے والا آدمی خود ملاحظہ کرلیگا کہ حوالہ جات کا ایک ایسا سیل بے پناہ ٹھاٹھیں مار رہا ہے جس میں یزید پرستوں کی تمام مکاریاں خس وخاشاک کی طرح بہتی نظر آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزیز کی اس کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

دعاگو:- حافظ محمد سعید نقشبندی مجددی
مفتی آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

فہرست کتب محوّلہ

قرآن مجید فرقان حمید	بیہقی شریف	مکتوبات امام ربانی	شرح مسلم الثبوت
بخاری شریف	عمدۃ القاری	بستان المحدثین	وفاء الوفاء
مسلم شریف	ارشاد الساری	تاریخ صغیر	خلاصۃ الوفاء
ترمذی شریف	الکوکب الدراری	تفسیر خازن	روض النضیر
ابن ماجہ شریف	فتح الباری	تفسیر روح المعانی	الجصاص
نسائی شریف	تیسیر الباری	تفسیر مظہری	مجمع الزوائد
ابوداؤد شریف	مقدمہ بخاری	تفسیر در منثور	طبقات کبریٰ
مشکوٰۃ شریف	نووی شرح مسلم	البیان فی علوم القرآن	البدایہ والنہایہ
دار قطنی شریف	مقدمہ مسلم	الاتقان	تاریخ طبری
مسند امام احمد	انوار المحمود	تفسیر مواہب الرحمان	تاریخ کامل ابن اثیر
دارمی شریف	مقدمہ ترمذی	تفسیر معارف القرآن	تاریخ ابن خلدون
موطا امام مالک	حاشیہ ترمذی	شرح فقہ اکبر	تاریخ یعقوبی
الترغیب والترہیب	حاشیہ مشکوٰۃ	شرح عقائد نسفی	تاریخ ابن خلکان
معجم کبیر طبرانی	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	نبراس شرح شرح عقائد	طبقات ابن سعد
معجم اوسط طبرانی	اشعۃ اللمعات	الاصابہ فی تمییز الصحابہ	انساب الاشراف بلاذری
مصنف ابن ابی شیبہ	مظاہر حق	اسد الغابہ	مقدمہ ابن خلدون
دلائل النبوۃ بیہقی	مشارق انوار	الاستیعاب	تاریخ ابن عساکر
مسند فردوس دیلمی	حاشیہ معجم	نخبۃ الفکر	تاریخ الخلفاء
مسند رویانی	نسیم الریاض	نزہۃ النظر	تاریخ مدینہ
مستدرک	اوجز المسالک	بغیۃ الرائد	جذب القلوب

سیرۃ النبی شبلی، ندوی	رحمۃ للعالمین	حاشیہ مکتوبات	ہدیۃ المہدی
ازالۃ الخفاء	جلاء الافہام	تطہیر الجنان	حاشیہ ہدیۃ المہدی
تاریخ خمیس	تکمیل الایمان	مرج البحرین	کرامات اہلحدیث
سیرۃ النعمان	فتاوی عبدالحی	غنیۃ الطالبین	باران انوارع
نور الابصار	ماثبت من السنہ	مثنوی بوعلی قلندر	احیاء المیت
تنویر الازہار	مکتوبات قاضی ثناء اللہ	ابیات باہو	منہاج السنۃ
حجۃ اللہ علی العالمین	خصائص کبریٰ	دیوان فرید	عقائد اسلام
اسعاف الراغبین	ینابیع المودۃ	صحابیات وعارفات	نزل الابرار
شواہد النبوۃ	تاریخ ذہبی	عرفان شریعت	تبلیغی نصاب
سوانح کربلا	شذرات الذہب	تحفہ اثنا عشریہ	شہید کربلا اور یزید
نزہۃ المجالس	فتح القدیر	تذکرۃ الحفاظ	شہید کربلا
روضۃ الاصفیا	مطالب السئول	الابریز	سانحہ کربلا
حیاۃ الصحابہ	شرح مقاصد	الیافعی الشافعی	فتاوی ابن تیمیہ
تاریخ اسلام ندوی	سفینۃ الاولیاء	احسن الوعاء	جامع کرامات اولیاء
تاریخ اسلام اکبر شاہ	مقتل حسین خوارزمی	ذوق نعت	تشریف البشر
تاریخ اسلام حمیدالدین	مروج الذہب	فتاوی مہریہ	امداد الفتاوی
تاریخ اسلام عبدالقادر	امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی	بہار شریعت	مکتوبات شیخ الاسلام
تاریخ اسلام امیر علی	فتاوی عزیزی	توضیح العقائد	فتاوی رشیدیہ
صواعق محرقہ	سر الشہادتین	کلام اقبال	مناقب موفق
حجۃ اللہ البالغہ	تقریب التہذیب	علوم القرآن	محرم نامہ
تذکرۃ الخواص	تہذیب التہذیب	تاریخ التفسیر	
کشف المحجوب	میزان الاعتدال	تاریخ الحدیث	
مدارج النبوۃ	حیاۃ الحیوان	الرد علی المتعصب العنید	

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مقام اہل بیت قرآن وحدیث کی روشنی میں۔	۱۷	حدیث ۱	۴۶
		یزید دین میں رخنہ اندازی کرنیوالا	
پہلا باب۔ آیاتِ قرآنیہ	۲۳	یزید نبی کا طریقہ بدلنے والا ہے	۴۶
آیت ۱	۲۳	حدیث ۲	
آیت ۲	۲۷	یزید کے دور حکومت سے خدا کی پناہ	۴۷
آیت ۳	۲۸	یزیدی دور میں اہالیان مدینہ پر ظلم	۴۸
آیت ۴	۲۹	حدیث ۳	
آیت ۵	۳۱	یزیدی دور میں خون کی ندیاں	۵۳
آیت ۶	۳۲	مدینہ والوں پر ظلم سے یزید خوش ہوا	۵۵
آیت ۷	۳۲	حدیث ۴	
آیت ۸	۳۳	مدینہ والوں پر ظلم کرنیوالے کی سزا	۵۷
آیت ۹	۳۴	حدیث ۵	
آیت ۱۰	۳۵	یزید سات وجہ سے ملعون	۶۴
آیت ۱۱	۴۱	پہلی وجہ کی تفصیل	۶۸
آیت ۱۲	۴۱	دوسری وجہ کی تفصیل	۶۹
دوسرا باب۔ احادیث مقدسہ	۴۴	تیسری وجہ کی تفصیل	۷۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
چوتھی وجہ کی تفصیل	۷۳	دو غزوات والی پوری روایت	۱۰۶
پانچویں وجہ کی تفصیل	۷۵	یہ روایت شاذ ہے	۱۰۸
چھٹی وجہ کی تفصیل	۷۶	یہ روایت منکر ہے	۱۱۰
حدیث ۶		چند غور طلب امور	۱۱۰
واقعہ کربلا کے ذکر پر حضور کا آبدیدہ ہونا	۷۷	یہ روایت مدرج ہے	۱۱۳
حضور کا میدان کربلا کی نشاندہی فرمانا	۷۸	اس روایت کے راوی	۱۱۴
حدیث ۷		قدریوں کے متعلق فیصلہ مصطفوی	۱۱۷
یزید امت محمدیہ کو ہلاک کرنیوالا ہے	۸۴	حب علی کی شرعی حیثیت	۱۱۹
علامہ عینی کا یزید پر لعنت کرنیکا نرالا انداز	۸۵	بشارت اور یزید	۱۲۲
حدیث ۸		کیا یزید جیش اولی میں شامل تھا	۱۲۵
اہل بیت کا دشمن حضور کا دشمن	۹۱	جیش ثانی میں یزید کی حیثیت	۱۲۷
چار آیات سے مسئلہ کی وضاحت	۹۱	مغفور لہم کے الفاظ پر تحقیقی بحث	۱۳۰
حدیث ۹		**چوتھا باب**	
اپنے عزیز کے قاتل سے حضور کی نفرت	۹۳	**اکابرین اسلام کے نظریات**	
حدیث ۱۰		اکابرین اسلام کی اقتدا کی شرعی حیثیت	۱۳۷
اہل بیت کا دشمن تباہ	۹۵	یزید کے متعلق ام المومنین کا فرمان	۱۴۲
تیسرا باب	۹۹	" جناب حیدر کرار کا نظریہ	۱۴۲
حدیث قسطنطنیہ کا تحقیقی جائزہ		" جناب امام حسین "	۱۴۳
یہ روایت مضطرب ہے	۱۰۱	" جناب امام زین العابدین "	۱۴۴
نقال مثل مقالتہ کی بحث	۱۰۴	" سیدہ زینب "	۱۴۴

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
یزید کے متعلق سیدہ سکینہ کا نظریہ	۱۴۶	یزید کے متعلق علامہ عبدالعزیز حنفی کا نظریہ	۱۷۳
" جناب ابن عباس "	۱۴۶	" قاضی ابویعلی "	۱۷۳
" جناب عبداللہ بن زبیر "	۱۴۸	" علامہ ابن جوزی "	۱۷۴
" جناب ابوہریرہ "	۱۵۱	" علامہ ذہبی "	۱۷۵
" ابوسعید خدری "	۱۵۱	" علامہ عسقلانی "	۱۷۵
" جناب معقل بن سنان "	۱۵۲	" شیخ صبان "	۱۷۶
" جناب منذر "	۱۵۳	" علامہ قسطلانی "	۱۷۷
" ابن غسیل ملائکہ "	۱۵۳	" علامہ سیوطی "	۱۷۷
" جناب عبداللہ بن ابی عمر "	۱۵۵	" علامہ عینی "	۱۷۷
" شرفاء مدینہ "	۱۵۶	" علامہ کرمانی "	۱۷۸
" ملت عربیہ "	۱۵۹	" علامہ نووی "	۱۷۸
" جناب عمران بن حصین "	۱۵۹	" علامہ مسعودی "	۱۷۸
" حضرت سمرہ بن جندب "	۱۶۰	" علامہ آلوسی "	۱۷۸
" جناب حسن بصری "	۱۶۱	" علامہ ابن کثیر "	۱۸۰
" جناب عمر ثانی "	۱۶۲	" مورخ ابویعقوب "	۱۸۰
حضرت امام اعظم کا مسلک	۱۶۳	" مورخ دینوری "	۱۸۰
یزید کے متعلق امام احمد کا نظریہ	۱۷۰	" مورخ ابن خلدون "	۱۸۱
" علامہ تفتازانی حنفی "	۱۷۲	" علامہ اصفہانی "	۱۸۱
" علامہ علی قاری حنفی "	۱۷۳	" مورخ ابن اثیر "	۱۸۲
" علامہ ابن ہمام حنفی "	۱۷۳	" داتا گنج بخش صاحب "	۱۸۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
یزید کے متعلق جناب مجدد الف ثانی کا نظریہ	۱۸۳	مولوی صدیق حنفی دیوبندی	۱۹۵
" شیخ عبدالحق "	۱۸۴	کا یزید کے متعلق نظریہ	
" جناب شاہ ولی اللہ صاحب "	۱۸۵	یزید کے متعلق مولوی محمود الحسن حنفی	۱۹۵
" علامہ قطب الدین خاں "	۱۸۶	دیوبندی کا نظریہ	
" قاضی ثناء اللہ حنفی "	۱۸۶	" مولوی انور شاہ حنفی دیوبندی	۱۹۵
" شاہ عبدالعزیز حنفی "	۱۸۷	" مولوی خلیل احمد حنفی دیوبندی	۱۹۵
" اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی حنفی "	۱۸۸	" مولوی شبیر احمد حنفی عثمانی دیوبندی	۱۹۵
" مولانا حسن رضا خاں "	۱۸۹	" مولوی رشید احمد حنفی گنگوہی	۱۹۵
" خواجہ فرید الدین گنج شکر "	۱۸۹	" اشرف علی حنفی تھانوی دیوبندی	۱۹۶
" سلطان العارفین "	۱۸۹	" سید امیر علی دیوبندی حنفی کا نظریہ	۱۹۶
" حضرت بحر العلوم "	۱۹۰	" شبلی نعمانی دیوبندی حنفی "	۱۹۷
" مولانا نعیم الدین حنفی "	۱۹۰	" سید سلیمان ندوی دیوبندی حنفی "	۱۹۷
" پیر مہر علی شاہ صاحب "	۱۹۱	" قاری طیب حنفی دیوبندی "	۱۹۷
" شیخ بو علی قلندر "	۱۹۱	" مفتی شفیع حنفی دیوبندی "	۱۹۷
" صدر الشریعہ حنفی "	۱۹۱	" عبدالرب دیوبندی حنفی "	۱۹۸
" مولانا عبدالحئی حنفی "	۱۹۱	" ڈاکٹر حمید الدین "	۱۹۸
" مولانا رکن عالم حنفی "	۱۹۳	" پروفیسر سید عبدالقادر "	۱۹۸
" شاعر مشرق "	۱۹۳	" پروفیسر شجاع الدین "	۱۹۸
" مولوی قاسم نانوتوی حنفی صاحب	۱۹۴	" مولوی خرم علی دیوبندی حنفی "	۱۹۸
دیوبندی کا نظریہ		" قاضی سلیمان منصور پوری غیر مقلد "	۱۹۹

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
یزید کے متعلق مولوی وحید الزمان	۱۹۹	سیدہ زینب کا نظریہ	۲۲۰
غیر مقلد کا نظریہ		جناب امام احمد بن حنبل ″	۲۲۰
″ نواب صدیق حسن غیر مقلد کا نظریہ	۲۰۱	جناب ابو بردہ اسلمی ″	۲۲۱
″ جنات کا نظریہ	۲۰۲	جناب معاویہ بن یزید کی گواہی	۲۲۱
″ ابن عرادہ شاعر ″	۲۰۲	ابن زیاد ″	۲۲۱
″ معاویہ بن یزید ″	۲۰۳	شمر لعین ″	۲۲۲
″ مروان ″	۲۰۳	مورخ ابن اثیر ″	۲۲۳
″ ابن زیاد ″	۲۰۴	مورخ ابو یعقوب ″	۲۲۴
″ ابن سعد ″	۲۰۴	علامہ خوارزمی ″	۲۲۴
″ جناب حر ″	۲۰۵	علامہ شیبانی ″	۲۲۵
″ رومی قاصد ″	۲۰۶	علامہ ابن کثیر ″	۲۲۵
یزید کا اقبالِ جرم	۲۰۷	علامہ دینوری ″	۲۲۸
یزید کے اٹھائیس فاسقانہ اشعار	۲۰۷	علامہ طبری ″	۲۲۸
باب ۵		علامہ قسطلانی ″	۲۲۹
کیا یزید واقعہ کربلا کا ذمہ دار ہے	۲۱۵	علامہ ابن ہمام ″	۲۲۹
قانون خداوندی	۲۱۵	علامہ علی قاری ″	۲۲۹
فرمان مصطفوی	۲۱۷	علامہ تفتازانی ″	۲۳۰
جناب ابن عباس کا نظریہ	۲۱۹	علامہ آلوسی ″	۲۳۰
جناب ابن زبیر ″	۲۱۹	قاضی ثناء اللہ پانی پتی ″	۲۳۰
ابن غسیل ملائکہ ″	۲۲۰	علامہ سبط ابن جوزی ″	۲۳۱

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
محدث ہیتمی کی گواہی	۲۳۱	مولوی وحید الزمان غیر مقلد کی گواہی	۲۴۰
حضور غوث اعظم "	۲۳۱	نواب صدیق حسن غیر مقلد "	۲۴۱
شیخ صبان "	۲۳۱	مولوی عبد الحئی صاحب لکھنوی "	۲۴۱
علامہ عسقلانی "	۲۳۳	مولوی اشرف علی صاحب تھانوی "	۲۴۱
علامہ سیوطی "	۲۳۳	شاعر مشرق "	۲۴۱
شیخ عبد الحق "	۲۳۳	پروفیسر سید عبد القادر "	۲۴۲
ایک شبہ کا ازالہ	۲۳۵	پروفیسر محمد شجاع الدین "	۲۴۲
علامہ قطب الدین کی گواہی	۲۳۶	ڈاکٹر حمید الدین "	۲۴۲
علامہ ابن جریر "	۲۳۶	مجرم کا اقبال جرم	۲۴۳
علامہ ابن اثیر "	۲۳۶	واقعہ حرہ اور یزید	۲۴۵
علامہ سبط ابن جوزی "	۲۳۶	علامہ سبط ابن جوزی کی گواہی	۲۴۵
علامہ ابن کثیر "	۲۳۶	علامہ شعبی "	۲۴۵
علامہ عسقلانی "	۲۳۶	علامہ ابن کثیر "	۲۴۶
ڈاکٹر اسرار یزیدی "	۲۳۶	شیخ عبد الحق "	۲۴۶
شاہ ولی اللہ "	۲۳۸	کیا علامہ طبری شیعہ تھے	۲۴۷
شیخ بو علی قلندر "	۲۳۸	علامہ ابن کثیر کا فیصلہ	۲۴۸
		عباسی صاحب کی بددیانتی	"
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی "	۲۳۹	علامہ سیوطی "	۲۵۰
مولانا نعیم الدین "	۲۳۹	علامہ نووی "	۲۵۰
مفتی محمد شفیع دیوبندی "	۲۳۹	علامہ ذہبی "	۲۵۰
مولوی عبد الرب دیوبندی "	۲۳۹	علامہ ابن کثیر "	۲۵۱

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
علامہ ابن خلدون کا فیصلہ	۲۵۱	علامہ ابن کثیر کی گواہی	۲۵۶
شیخ دباغ "	۲۵۱	علامہ سیوطی "	۲۵۶
ڈاکٹر صبحی صالح "	۲۵۱	شیخ مومن مصری "	۲۵۶
علامہ حقانی حنفی "	۲۵۲	شیخ صبان "	۲۵۶
عبدالصمد صارم "	۲۵۲	**قاتلین حسین کے چند عبرت آموز واقعات**	۲۵۸
شبلی نعمانی حنفی "	۲۵۳		
سلیمان ندوی حنفی "	۲۵۳	ابن زیاد کا انجام	۲۶۰
ابن تیمیہ "	۲۵۳	شمر لعین "	۲۶۱
جناب امام حسن کا قاتل یزید	۲۵۵	خولی "	۲۶۱
علامہ ہیثمی کی گواہی	۲۵۵	حرملہ "	۲۶۱
علامہ سبط ابن جوزی "	۲۵۵	یزید یہ جل گیا	۲۶۲
علامہ عسقلانی "	۲۵۶	یزید یہ اندھا ہو گیا	۲۶۳

مقام اہل بیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا

امابعد

فرمانِ خداوندی ہے، قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (پ ۲۵ ع ۴ س شوریٰ آیت ۲۳)

یعنی اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اُمت محمدیہ کے دعوے داروں کو فرما دو میں اپنے احسانات وانعامات کے بدلہ میں تم سے کوئی دنیاوی مال ومتاع نہیں چاہتا ہاں البتہ اگر تمہیں میری نوازشات وعنایات کا پاس ہے تو میری اہلِ بیت سے محبت کا معاملہ رکھنا۔ پھر اس حکم خداوندی کی احادیثِ مبارکہ میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں تشریحات ارشاد فرمائی گئی ہیں اور مودۃ اہل بیت کی تاکید مزید فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے جب صلوا علیہ وسلموا تسلیما پر نماز میں عمل کرنے کا طریقہ پوچھا تو حضور نے فرمایا نماز میں درود یوں پڑھا کرو اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد الخ (مسند امام احمد ج۲ ص ۱۱۹، دار قطنی ج۱ ص۲۵۵ بیہقی شریف ج۲ ص ۸۲ جلاء الافہام ص ۵)

یعنی آپ نے درود شریف میں اپنے ساتھ اپنی آل اطہار کو شامل فرما کر یہ واضح فرما دیا کہ میرے ساتھ صرف اسی کا تعلق واسطہ ہے جس کا تعلق میری آل اطہار کے ساتھ ہے۔ نیز فَبِحُبِّي اَحَبَّهُمْ فَبِبُغْضِي اَبْغَضَهُمْ، فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا میرے ساتھ محبت اسی

کی سچی ہو گی جو ان نفوسِ قدسیہ سے بھی محبت رکھتا ہو گا۔ اور جو ان پاکیزہ ہستیوں کے ساتھ بغض وعناد رکھتا ہو اُسے جان لینا چاہیے کہ وہ صرف اہلِ بیت کرام سے دشمنی نہیں کر رہا بلکہ وہ بدنصیب اللہ اور اس کے رسول کی دشمنی مول لے رہا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اسی بات کو جذبۂ حبِ اہلِ بیت میں مخمور ہو کر یوں بیان فرمایا ہے۔

یا اهل بیت رسول الله حبکم

فرض من الله فی القرآن انزله

کفاکم من عظیم القدر انکم

من لم یصل علیکم لاصلوٰة له

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۸)

یعنی اے اہلِ بیت کرام تمہاری محبت کو اللہ تعالےٰ نے قرآن میں فرض کیا ہے نیز تمہارے لیے اتنی بزرگی ہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ یا پھر بالفاظِ دیگر یوں کہہ لیں۔

"بے حب اہلِ بیت عبادت حرام ہے"

نیز حضور نے مثل اہلِ بیتی کسفینۃ نوح فرما کر یہ بھی بتا دیا کہ نسبت اہلِ بیت کی ضرورت صرف اس حیاتِ ظاہری ہی میں نہیں بلکہ عالمِ برزخ و حشر میں بھی یہ نسبتِ محبت اپنے محب کے سر پر سایۂ افگن رہے گی۔

امام شافعی رحمہ اللہ اس بات کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

آل النبی ذریعتی — وهم الیه وسیلتی

ارجو بهم اعطی غدا — بیدی الیمین صحیفتی

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۸۰)

یعنی حضور کی اہلِ بیت اطہار ہی میرے لیے بخشش کا ذریعہ ہیں اور یہ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں

میرا وسیلہ ہیں اور میں اس بات کا امیدوار ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان انفاس طاہرہ کے صدقہ سے کل قیامت کو میرا نامۂ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں عنایت فرمائیں گے۔

اور چونکہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے آئندہ ظاہر ہونے والی اہل بیت کے متعلق بدعقیدگیوں کا علم بھی عنایت فرمایا تھا لہذا آپ نے اللھم ھؤلاء اھل بیتی فطھرھم تطھیرا کی دعائے مستجاب فرما کر ان انفاسِ طاہرہ کے متعلق حرصِ دنیا اور اتباعِ خواہشاتِ نفسانیہ جیسے رذائل سے پاک ہونے کی سند بیان فرمادی، اب ایسے مقدس ومزکی ومطہر گروہ کے ایک بزرگ فرد کے متعلق حریصِ دنیا، متمنیٔ بادشاہت اور باغیٔ مملکتِ اسلامیہ جیسے الزامات وہی شخص لگا سکتا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجابت دعا پر یقین اور اعتماد نہ ہو حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی نے حضرت امام عالی مقام کے متعلق ایسے تمام خرافات وسفاہات کو بیت عنکبوت کی طرح تار تار کرکے ہبا ً منثورا کر دیا ہے۔ ذرا غور فرمائیں جنہوں نے کائنات میں ظہور فرمائی کے بعد سب سے پہلے رخِ انور محمد مصطفےٰ کی تلاوت کی ہو، جن کو گھٹی لعابِ مصطفوی کی دی گئی ہو، جن کے کان میں اذان حبیبِ کردگار نے پڑھی ہو، جن کی رگوں میں خونِ شیرِ خدا کا دوڑ رہا ہو، جن کی پرورش خاتونِ جنت کے شیرِ اطہر سے ہوئی ہو، جن کی تربیت آغوشِ مصطفےٰ میں لا الہ الا اللہ کی میٹھی لوریاں دے کر کی گئی ہو، جن کا بچپنا راکبِ دوشِ مصطفےٰ بن کر گزرا ہو، جن کی جوانی سیدا شباب اہل الجنہ کی شان سے گزری ہو ان کو اگر یزید پلید اپنی بیعت پر مجبور کرے تو وہ کل شئ یرجع الی اصلہ کا مصداق بن کر اس طاغوتی طاقت سے کیوں ٹکرا نہ جاتے۔ آپ نے یزیدی ظلم وتشدد سے لبریز چھڑیوں کی خونی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمۂ حق بلند کیا اور اپنے نانا جان کے فرمان فیض نشان افضل الجھاد کلمۃ حق عند سلطان جائر پر عمل پیرا ہو کر رہتی دنیا تک یہ ثابت کر دیا کہ

شاہ است حسین بادشاہ است حسین

دین است حسین دین پناہ است حسین

سر داد نہ داد دست در دستِ یزید

حقا کہ بنائے لاالٰہ است حسین!

برِ صغیر پاک و ہند میں حدیث کے مسلم اُستاد جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "جب خلیفہ ضروریات دین میں سے کسی ضروری حکم کا منکر ہو کر کافر ہو جائے تو اس کے ساتھ قتال کرنا راہِ حق میں جہاد کرنا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹)

جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت اطہار کا مقام اور ان کی محبت و مودت کے متعلق سینکڑوں فرامین ارشاد فرمائے ہیں وہاں تصویر کا دوسرا رخ بھی کافی واضح فرما دیا ہے۔ یعنی جہاں آپ نے اہلِ بیت اطہار کی محبت فرض بتائی ہے اور ان کی مودت و اطاعت پر خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے انعامات کی بارش کی خبر دی ہے وہاں بمطابق فرمانِ خداوندی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ رپ ۲۲ احزاب آیت ۵۷

اور حدیثِ قدسی: من عادیٰ لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (بخاری ۹۶۳ ۔ مشکوٰۃ ۱۸۹)

اور فرمانِ مصطفوی: من تخلف عنھا فقد ھلک او غرق ۔ (ترمذی)

انا حرب لمن حاربھم، انا ابنی من یریبھم اور من آذاھم فقد آذانی ومن اذانی فقد اذ اللہ وغیرہ کے تحت ان ہستیوں کی بغض و عداوت رکھنے والے کا اللہ اور اس کے رسول کا دشمن اور بدعقیدہ و بدعاقبت ہونا اور اس کا حلاوتِ ایمانی سے محروم ہونا بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ اس پر تمام کائنات کی لعنتیں برستی ہیں اور وہ بمطابق حکم خداوندی و لا یزید الظالمین الا خسارا دونوں جہانوں میں خسارا پاتا ہے۔

ویسے تو یزید پلید کو امام کے مقابلہ میں لانا ہی امامت کی توہین ہے البتہ اس شقی ازلی

کے متعلق ایک خام خیالی کی اصلاح کی خاطر اس کے فسق و فجور کا کچھ آئینہ دکھایا جاتا ہے جس میں ادلہ اربعہ (قرآن و حدیث، آثار صحابہ اور اقوال سلف صالحین) سے اس کی شقاوت اظہر من الشمس نکھر کر سامنے آجائے گی اور یزید بے دید کے متعلق فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ ویسے تو نقویٰ شیخ نے "نما خود ہی ان کو اپنی جفاؤں کا اعتراف" امیر الاشقیاء سیدھم یزید علیہ ماعلیہ کے ایمان سوز اشعار ہی اس کے سراب ایمانی کا پردہ چاک کرنے کے لیے کافی و وافی ہیں۔

"مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری"

بارگاہ رب العزت سے امیدوار ہوں کہ میری یہ مختصر مگر مخلصانہ اور محبانہ کاوش ہر غیر متعصب قاری کے لیے یمیز اللہ الخبیث من الطیب کا سبب بنے گی اور مجھ عاجز (یکے از خویدم اہل بیت) اور میرے تمام اصول و فروع کے لیے بمطابق قانون خداوندی و من یتولھم منکم فانہ منھم اور بمطابق بشارت مصطفوی انت مع من احببت (بخاری) اور اس کارِ خیر میں میرے جملہ معاونین (در فراہمی کتب محولہ و اشاعت رسالہ ہذا) بمطابق الدال علی الخیر کفاعلہ (بخاری) باعث مغفرت و رحمتِ خداوندی اور قیامت کو وسیلۂ نجات اور سبب شفاعت و عنایت مصطفوی ثابت ہو گی۔

اللھم ارزقنا ھذا بحق قولک انا عند ظن عبدی بی (بخاری)

جیسا کہ ایک شاعر میدانِ کربلا میں سے گزرا اور اہلِ بیت اطہار کے مصائب یاد کر کے بہت رویا اور صدق دل سے کہا یا امام! کاش میں آپ کی مصیبت کے وقت یہاں موجود ہوتا تو آپ کے دشمنوں کو قتل کرتا اور آپ کی محبت و خدمت میں جان قربان کر دیتا چنانچہ اسی رات اسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے فلاں تجھے مبارک ہو، اللہ تعالےٰ نے تیری محبت حسین قبول فرمالی ہے اور تیرا نام کربلا کے خدام حسین میں شامل کر لیا ہے (تذکرۃ الخواص ص۲۷۲) اللہ اکبر اللھم ارزقناہ اور جیسا کہ ابن عم محمد مصطفےٰ، جناب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا۔ اے یزید اگر تو ہمارے ہاتھ سے زخم

خوردہ ہونے سے بچ بھی گیا ہے تو ہماری زبان اور قلم کی زد سے نہیں بچ سکتا" (تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۷۶)

اسی طرح میں بھی الحب للّٰہ والبغض فی اللّٰہ کے تحت دشمنِ اہلِ بیت یزید بے دید کے خلاف اپنے علم و عقل زبان و کلام اور نوک قلم کو استعمال کر کے رضائے خداوندی اور شفاعت محمدی کا امیدوار ہوں۔ اللّٰھم تقبل منی گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ خویدم اہلِ بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللہ عنہم۔

الحافظ حکیم شفقات احمد نقشبندی عفی عنہ

فاضل الطب والجراحت

سلور اینڈ گولڈ میڈلسٹ

پہلا باب

آیاتِ قرآنیہ کے بیان میں

عربی کا مشہور مقولہ ہے۔ کَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ۔

یعنی بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے لہٰذا ہم بھی اپنے موقف کی دلیل کے طور پر سب سے پہلے اس احکم الحاکمین کے کلام فیض نشان یعنی قرآن مجید کی آیاتِ مقدسہ پیش کرتے ہیں جس سے بڑا کوئی حاکم نہیں تاکہ ایمان والوں کا قلب و دماغ مکمل طور پر مطمئن ہو جائے اور مسئلہ ہذا قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ سے مکمل و اکمل طور پر واضح ہو جائے۔

ویسے تو یزید بے دید کے کردار کے مطابق اس کے فاسق و فاجر ہونے پر سینکڑوں آیات پیش کی جا سکتی ہیں لیکن اس طرح کتاب کی ضخامت بہت بڑھ جائے گی لہٰذا کتاب کے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بطور مشتے نمونہ صرف دس آیاتِ مقدسہ سے استدلال پیش کرتے ہوئے اپنے مؤقف کی وضاحت کرتا ہوں تاکہ فرمانِ الٰہی تلك عشرۃ كاملہ کی اتباع ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک کو احکام قرآنیہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین

آیت ۱ :۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ۔ (پ ۲۶ س محمد آیت ۲۲-۲۳)	ترجمہ :۔ پس کیا عنقریب اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور اپنے رشتے کاٹو گے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔

اس آیہ کریمہ کے تحت مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

استدل بها ايضاً على جواز لعن يزيد عليه من الله تعالى ما يستحق

نقل البرزنجی فی الاشاعة والهیثمی فی الصواعق ان الامام احمد لما سأله ولده عبدالله عن لعن یزید قال کیف لا یلعن من لعنه الله تعالیٰ فی کتابه فقال عبدالله قد قرأت کتاب الله عزوجل فلم اجد لعن یزید فقال الامام ان الله تعالیٰ یقول فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئك الذین لعنهم الله وای فساد وقطیعة اشد مما فعله یزید .... لا توقف فی لعن یزید لکثرة اوصافه الخبیثة وارتکابه الکبائر فی جمیع ایام تکلیفه ویکفی مافعله ایام استلائه باهل المدینة ومکة فقد روی الطبرانی بسند حسن اللهم من ظلم اهل المدینة واخافهم فاخفه وعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل منه صرف ولا عدل ..... وقد جزم بکفره وصرح بلعنه جماعة من العلماء منهم الحافظ ابن الجوزی وسبقه القاضی ابویعلی .....وانا اقول الذی یغلب علی ظنی ان الخبیث لم یکن مصدقا برسالة النبی صلی الله علیه وسلم وان مجموع مافعل مع اهل حرم الله تعالیٰ واهل حرم نبیه صلی الله علیه وسلم وعترته الطیبین الطاهرین فی الحیات وبعد الممات وماصدر منه من المخازی لیس باضعف دلالة علی عدم تصدیقه .....ومن کان یخشی القال والقیل من التصریح بلعن ذلك الضلیل فلیقل لعن الله عزوجل من رضی بقتل الحسین ومن اذی عترة النبی صلی الله علیه وسلم بغیر حق ..... ولا یخالف احد فی جواز اللعن بهذه الالفاظ ونحوها۔

(تفسیر روح المعانی جلد ۲۶ صـ۷۳)
(طبع بیروت)

ترجمہ:۔ مفسرِ قرآن علامہ آلوسی نے ائمہ اسلام کے حوالہ جات کے ذریعہ سے اس آیت سے جوازِ لعن یزید پر استدلال کیا ہے۔ یعنی برزنجی نے اشاعت میں اور ہیتمی نے صواعق میں نقل کیا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ سے ان کے بیٹے عبداللہ نے لعنتِ یزید کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس شخص پر کیسے لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے عبداللہ نے کہا ابا جان میں نے قرآن پاک پڑھا ہے اس میں مجھے لعنتِ یزید کا ذکر نہیں ملا، امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالے نے فرمایا ہے فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ اور اس سے بڑا فساد اور قطع رحمی کیا ہوگی جو یزید علیہ ما علیہ نے کی ہے۔ ہم یزید پر لعنت کرنے میں اس کے افعالِ قبیحہ اور ارتکابِ کبائر کی وجہ سے جو اس کے دورِ حکومت میں ہوئے توقف نہیں کرتے اور اس کیلئے وہ ظلم ہی کافی ہیں جو اس نے اپنے دورِ حکومت میں اہالیانِ مدینہ منورہ اور ساکنانِ مکہ مکرمہ کے ساتھ کیئے۔ طبرانی نے بسند حسن روایت کی ہے حضور نے فرمایا اے اللہ جو اہلِ مدینہ پر ظلم کرے اور انہیں ڈرائے پس تو اسے ڈرا اور اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ کوئی نفل۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کے کفر میں خاموشی اختیار فرمائی ہے اور اس کی لعنت کی تصریح فرمائی ہے ان میں سے الحافظ ابن جوزی اور قاضی ابو یعلیٰ بھی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ یزید خبیث نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہی نہیں کی اور وہ تمام مظالم جو اس نے اہلِ مکہ اور اہلِ مدینہ اور اہلِ بیت النبی صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کیے ان کی زندگی میں اور ان کی شہادت کے بعد۔ یہ تمام کام اس کی عدم تصدیق رسالت کے ثبوت کے لیے کافی ہیں اور جو کوئی یزید کا نام لے کر لعنت کرنے سے ڈرتا ہو وہ اس طرح کہہ لیا کرے۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر جو امام حسین کے قتل پر راضی ہوا اور جس نے حضور کی اہلِ بیت کرام کو ناحق ایذا دی اور ان الفاظ کے ساتھ لعنت کرنے کے جواز کا کوئی بھی مخالف نہ ہوگا۔

اسی آیت کے تحت بیہقی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ، حضرت امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے صالح کا مکالمہ ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں۔

قال ابن الجوزی انہ روی القاضی ابو یعلی فی کتابہ المعتمد الاصول بسندہ عن صالح بن احمد بن حنبل انہ قال قلت لابی یا ابت یزعم بعض الناس انا نحب یزید بن معاویہ فقال احمد یا بنی ھل یسوغ لمن یؤمن باللہ ان یحب یزید ولم لا یلعن رجل لعنہ اللہ فی کتابہ (قلت یا ابت این لعن اللہ یزید فی کتابہ) قال حیث قال فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ الخ (تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۴۳۴)

(صواعق محرقہ ص ۲۲۲ - تذکرۃ الخواص ص ۲۸۷)

ترجمہ:- علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قاضی ابو یعلیٰ نے اپنی کتاب المعتمد میں جناب صالح بن امام احمد بن حنبل کا بیان نقل کیا ہے۔ حضرت صالح کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا ابا جان بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹے جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو کیا اس کے لیے یزید سے محبت رکھنے کا کوئی جواز ہو سکتا ہے اس شخص پر کس طرح لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہو میں نے عرض کی ابا جان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یزید پر کس جگہ لعنت کی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ (تفسیر مظہری اردو جلد ۱۱ ص ۴۸۹) نیز انہی علامہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے مکتوبات شریف میں امام احمد بن حنبل کا یہی واقعہ بیان فرمانے کے بعد لکھا ہے کہ پھر آپ نے فرمایا "غرضیکہ کفر بر یزید از روایات معتبرہ ثابت می شود پس او مستحق لعنت است۔ اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب للہ والبغض فی اللہ مقتضی آنست

(مکتوبات قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ ص ۲۰۳) (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۷)

ترجمہ:۔ غرضیکہ روایات معتبرہ سے کفر یزید ثابت ہو چکا ہے لہٰذا وہ مستحق لعنت ہے اگرچہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن الحب للہ والبغض فی اللہ اس کا تقاضہ کرتا ہے۔

اسی آیت کے تحت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کراچوی امام احمد بن حنبل کا یہی واقعہ نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔" یزید سے زیادہ کون قطع ارحام کا مرتکب ہوگا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ و قرابت کی بھی رعایت نہیں کی (معارف القرآن جلد نمبر ۸ صفحہ ۴۳)

آیت نمبر ۲:۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ۔

ر ۱۳ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۸

ترجمہ:۔ کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو ساتھ کفر کے۔ اور ڈال دیا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں۔

اس آیت کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

" ثم کفر یزید ومن معه بما انعم الله علیهم وانتصبوا بعداوة آل النبی صلی الله علیه وسلم وقتلوا حسینا رضی الله عنه ظلما وکفر بدین محمد صلی الله علیه وسلم حتی انشد ابیاتا حین قتل مضمونها این اشیاخی ینظرون انتقامی بآل محمد وبنی هاشم والاخر الابیات۔

ولست من جندب ان لم انتقم ... من بنی احمد ما کان فعل وایضاً احل الخمر وقال

مدام کنز فی اناء کفضة ... وساق کید مع مدام کا النجم

وشمسه کرم برجها قعرها ... ومشرقها الساقی ومغربها فمی

فان حرمت یوما علی دین احمد ... فخذها علی دین المسیح ابن مریم

(تفسیر مظہری جلد ۵)

ترجمہ:۔ یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اہل بیت کی دشمنی کا جھنڈا انہوں نے بلند کیا۔ آخر حضرت امام حسین کو ظلماً شہید کیا اور یزید نے دین

محمدی کا ہی انکار کر دیا اور جب امام حسین کو شہید کر چکا تو چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا "آج میرے اسلاف ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے آل محمد اور بنی ہاشم سے ان کا کیسا بدلہ لیا ہے" ان اشعار میں سے آخری شعر یہ ہے۔ "میں جندب کی اولاد میں سے نہیں ہوں اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کیے کا بدلہ نہ لوں" یزید نے شراب کو بھی حلال کر رکھا تھا وہ کہا کرتا تھا!

"شراب کا خزانہ برتن میں ہے جو کہ چاندی کی طرح ہے
اور جگر کو سیراب کرنے والا شراب کے ساتھ ستارہ کی مانند"

"اس کا سورج انگور ہے اور اس کا برج اس کی گہرائی ہے۔ اس کے مشرق کی طرف شراب پلانے والا ہے اور اس کے مغرب کی طرف میرا منہ ہے۔"

اگر شراب دینِ احمد میں حرام ہے تو تو اُسے عیسائی بن کر پی لیا کر" تفسیر مظہری اردو جلد ۶ ص ۲۷

آیت ۳:- ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک هم الفاسقون (پ ۱۸ سورہ نور آیت ۵۵)	ترجمہ:- اور جو اس کے بعد ناشکری کریں پس وہی لوگ فاسق ہیں۔

اس آیت کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب رقمطراز ہیں۔

ویمکن ان یکون قوله تعالیٰ ومن کفر بعد ذٰلک اشارۃ الی یزید بن معاویه حیث قتل ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ومن معه من اهل بیت النبوۃ واهان عترته وافتخر به ونال هذا یوم بیوم بدر وبعث جیشا علی مدینۃ وبالمسجد الذی اسس علی التقوی من اول یوم وهو روضۃ من ریاض الجنۃ ونصب المجانیق علی بیت اللہ تعالیٰ وقتل ابن الزبیر بن بنت خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وفعل ما فعل حتی کفر بدین اللہ واباح الخمر الخ (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۵۴)

ترجمہ:- یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت ومن کفر بعد ذٰلک میں یزید کی طرف اشارہ ہو۔ یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا آپ کے اکثر ساتھی خاندانِ نبوت کے ارکان تھے۔ عترت رسول کی بے عزتی کی اور اس پر فخر کیا اور کہنے

لگا آج بدر کے دن کا انتقام ہوگیا پھر اس نے مدینۃ الرسول پر لشکر کشی کی اور حرہ کے واقعہ میں مدینہ کو غارت کیا اور وہ مسجد جس کی بنا تقویٰ پر قائم کی گئی تھی اور جس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا گیا ہے اس کی بے حرمتی کی پھر اس نے بیت اللہ پر سنگباری کے لیے منجنیقیں نصب کرائیں اور خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے کو شہید کرایا اور ایسی ایسی نازیبا حرکتیں کیں کہ آخر اللہ کے دین کا منکر ہوگیا۔ اور شراب کو بھی حلال کر رکھا تھا۔

(تفسیر مظہری اردو جلد ۸ صفحہ ۴۰)

آیت ۴ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا ۔

پ ۲۲ س احزاب آیت ۵۷

ترجمہ:۔ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تمام مکاتب فکر کے نزدیک معتبر شخصیت برصغیر پاک و ہند میں مسلّم محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس آیت سے استنباط فرماتے ہوئے اپنی مشہور زمانہ کتاب تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں۔ " یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے۔ اس وقت کے صحابہ کرام اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے۔ مدینہ منورہ کے چند (معتبر) لوگ اس کے پاس شام میں جبر و اکراہ سے بھیجے گئے تھے وہ واپس مدینہ آئے تو عارضی بیعت کو فسخ کر دیا اور کہا یزید خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے، زانی ہے، تارک الصلوٰۃ ہے اور محارم کو بھی حلال جانتا ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یزید نے قتلِ حسین کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا۔ ہمارے نزدیک یہ خیال غلط ہے کیونکہ یزید کی اہلِ بیت سے عداوت، انکی اہانت و ذلت کے اتنے واقعات اس سے سرزد ہوئے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا بعض لوگ اس کی لعنت میں توقف کرتے ہیں۔ تو کیا یہ آیہ کریمہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لھم عذابا مھینا کے مطابق وہ مستحق لعنت

وعذاب نار نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل اور ابن جوزی (اور دیگر اکثر اسلاف علماء و محدثین) یزید کی لعنت کے قائل ہیں..... اللہ تعالے ہم اہل ایمان کو یزید کی محبت سے محفوظ رکھے (آمین بجاہ سید المرسلین) تکمیل الایمان صہ ۱۷۸۔

نیز غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔"

"انما لعناہ لانہ لعن علیہ امامنا احمد بن حنبل وکذالک رای ابن الجوزی من اصحابنا من السلف جواز اللعن علیہ ومنع الغزالی عنہ تحکم وھو لم یلتفت الی قولہ تعالی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا وای ایذاء اعظم من قتل آلہ واقاربہ صلی اللہ علیہ وسلم وھتک حرمتہ وقتل اھل المدینۃ وامر بذلک واستبشارہ بذلک متواتر لا یمکن الانکار عنہ وروی عن یزید لعنہ اللہ"

لیت اشیاخی ببدر شھدوا — وقعۃ الخزرج من وقع الاسل

قد قتلنا القرن من ساداتھم — وعدلنا میل بدر فاعتدل

فان کانت ھذہ الروایۃ فلا شک فی کفرہ والحادہ (حاشیہ ھدیۃ المھدی صہ ۹۸)

ترجمہ:- ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ اس پر ہمارے امام احمد بن حنبل نے لعنت کی ہے ہمارے اسلاف میں سے ابن جوزی نے لعنت کو جائز کہا ہے اور غزالی کا منع کرنا بے دلیل ہے اور انہوں نے یہ نہ سوچا کہ اللہ تعالے کا فرمان ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دے اس پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت اور ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالے نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور قتل اہل بیت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے حرم مطہرات کی توہین اور اہل مدینہ کے قتل سے زیادہ کون سی ایذا والی بات ہو گی۔ اور یزید نے اس کا حکم دیا تھا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ یہ بات اس طرح تواتر سے ثابت ہو چکی ہے

کہ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور جو یزید نے (شہداء کربلا کے سروں کو دیکھ کر) کہا تھا" کاش آج میرے بدر (میں مسلمانوں کی فوج کے ہاتھوں قتل یا زخمی ہونے) والے (کافر) بزرگ موجود ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نے ان (اہل بیت نبوت) کی ایک نسل کو قتل کرکے اپنا بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اب حساب برابر ہو گیا ہے" جب یہ تمام باتیں ہیں تو پھر اس کے کفر و الحاد میں کوئی شک نہیں ہے۔ نیز دیکھیں فتاوی عبد الحیٔ ص۸)

آیت ۵ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا۔ پ۲۷ س الحدید آیت ۲۲	ترجمہ:۔ جو کوئی بھی مصیبت زمین میں آتی ہے یا تمہاری جانوں پر آتی ہے وہ اس کے ظاہر ہونے سے پہلے ایک کتاب میں لکھی ہوتی ہے۔"

ہشام بیان کرتے ہیں کہ جب شہداء کربلا کے سر یزید کے پاس پہنچے تو یزید نے خوشی کا اظہار کیا اور اپنے خفیہ جذبات کو چند شعروں میں بیان کیا (لیت اشیاخی ببدر شهدوا اور لما بدت تلك الحمول اشرقت وغیرہ۔ باب الاشعار میں مکمل درج ہیں) یزید کا یہ معاندانہ کلام سن کر خون ابن اسد اللہ تڑپ اٹھا اور قال له علي بن الحسين بل ما قال الله اولى۔ ما اصاب من مصيبة في الارض ولا في انفسكم الا في كتاب من قبل ان نبرأها فقال يزيد لا بل ما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم و يعفوا عن كثير۔ (تاریخ طبری جلد ۶ ص۲۶۱ تاریخ کامل جلد ۴ ص۸۷ البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص۱۹۴ تذکرۃ الخواص ص۲۶۲)

علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن اثیر، حافظ ابن کثیر اور علامہ سبط ابن جوزی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا (تمہارا خیال غلط ہے) بلکہ جو اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے وہ مناسب ہے۔ یعنی جو مصیبت بھی زمین میں آتی ہے یا تمہاری جانوں پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس مصیبت کے وقوع سے قبل ایک کتاب (لوح محفوظ) میں وہ مصیبت

(اسکی تقدیر میں) لکھی جا چکی ہوتی ہے" یزید نے کہا نہیں بلکہ تم پر جو مصیبت آئی ہے یہ تمہارے ہاتھوں کے کئے کا بدلہ ہے اور ابھی بہت سی تمہاری خطائیں معاف کر دی گئی ہیں (یعنی معاذ اللہ تمہارے ساتھ میدانِ کربلا اور کوفہ و دمشق میں جو کچھ ہوا ہے وہ تمہاری بہت سی غلطیوں میں سے صرف چند ایک کی سزا ہے)

آیت ۶ واذ نجینا کم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم و یستحیون نساءکم۔ پ ۱ (س بقرۃ آیت ۴۹)

ترجمہ:۔ اور جب نجات دی ہم نے تم کو فرعونیوں سے جو تم کو بُرا عذاب دیتے تھے وہ قتل کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو۔

حضرت سید علی ہجویری المعروف حضور داتا گنج بخش صاحب رحمہ اللہ اور علامہ سبط ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں کہ جب اہل بیت کا لٹا پٹا قافلہ یزید کے دربار میں پیش کیا گیا تو یکے از راکفت کیف اصبحتم یا علی و یا اهل بیت الرحمۃ قال اصبحنا من قومنا بمنزلۃ قوم موسیٰ من آل فرعون (کشف المحجوب ص ۷۲ تذکرۃ الخواص ص ۳۲۸)

درباریوں میں سے ایک بولا۔ اے زین العابدین تمہارا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا" اس قوم میں ہم ایسے ہی ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم فرعونیوں میں تھی"؛ جناب سیدنا علی بن حسین المعروف امام زین العابدین کے جواب کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ آپ یزیدیوں کو فرعونیوں سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ اللھم احفظنا من حب ھذہ الفرقۃ الضالۃ

آیت ۷ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ۔ س احزاب پ ۲۱ ع ۳)

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی نزدیک ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات تمام مومنوں کی مائیں ہیں۔

فیصلہ خداوندی کے مطابق حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم کی تمام بیویاں ہر ایک کلمہ گو صاحب ایمان کے لیئے ماں کی مثل ہیں اور حکمِ خداوندی حرمت

علیکم امہاتکم کے تحت ابدا ازل ماں اپنے شرعی بیٹے پر مطلقاً حرام ہے اور ماں بہن محرمات دائمہ کے متعلق ایسا خیال کرنے والا بے حیا ملعون، راندہ درگاہ، اخبث الخبیثین اور کائنات کا سب سے زیادہ ذلیل و رذیل آدمی ہے۔ یزید بے دید خدا تعالے کی گرفت کے اس آنکڑے میں بھی پھنسا ہوا نظر آتا ہے۔ چنانچہ شیخ محقق شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں۔ ودر بعضے کتب گفتہ اند کہ یزید شقی طمع کرد در عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پس خواندند بروے ایں آئیت (النبی اولی بالمؤمنین من ......
انفسھم وازواجہ امھاتھم) وممنوع شد ازاں (مدارج النبوۃ جلد ۱ ص۱۲۶) ترجمہ :۔ بعض کتابوں میں کہا گیا ہے کہ یزید شقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں طمع کی (معاذ اللہ ماں سے نکاح کا ارادہ کیا) تو لوگوں نے یہ آیت پڑھ کر اسے لعنت ملامت کی اور اسے اس ارادہ بد سے) باز رکھا (مدارج النبوۃ اردو جلد ۱ ص ۲۳۶)

ثابت ہوا کہ یزید پلید حلال و حرام کی بالکل پرواہ نہیں کرتا تھا۔ یہ مختصر رسالہ تو زیادہ تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا، البتہ تحقیق پسند دوست مزید تفصیل کے لیے درج شدہ کتب محولہ کا مطالعہ فرمائیں۔ مستدرک جلد ۳ ص ۵۲۲۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳ ص ۴۶۹ تذکرہ خواص الامہ ص ۲۸۹۔ صواعق محرقہ ص ۲۲۱۔ تکمیل الایمان ص ۱۷۸۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۰۵۔ فتاوی عبدالحی ص ۷۹۔ تاریخ ذہبی جلد ۲ ص ۲۵۹۔ ینابیع المودۃ ص ۳۲۶۔ طبقات کبری جلد ۴ ص ۲۸۳۔ ابن عساکر جلد ۴ ص ۲۷۵۔ اوجز المسالک شرح موطا امام مالک از مولوی زکریا صاحب دیوبندی ص ۴۳۵ وغیرہ۔

آیت ۸ :۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ○ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ......

ترجمہ :۔ اور جو پسند کرے اسلام کے علاوہ کوئی دین، پس اس سے قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت میں خسارا پانے والا ہے کیونکر ہدایت دے گا اللہ تعالے ایسے لوگوں کو جو

أُولَئِكَ جَزَاءُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ خَالِدِينَ فِيهَا الخ (پ ۳ س آل عمران آیت ۸۵)	کافر ہو گئے بعد ایمان لانے کے، ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور تمام فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی اور وہ ہمیشہ رہیں گے بیچ اس (جہنم) کے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ یزید کے متعلق لکھتے ہیں۔

واحل الخمر وقال۔ فان حرمت یوما علی دین احمد + فخذھا علی دین المسیح ابن مریم

(تفسیر مظہری جلد ۵ صلا۲۷) ترجمہ :۔ "اگر شراب شریعت محمدیہ میں حرام ہے تو تو اسے مسیح ابن مریم کے دین کے مطابق پی لیا کر۔" کیونکہ شراب دینِ عیسوی میں جائز تھی۔ یعنی اپنے دل کی غلط خواہشات ضرور پوری کرنی ہیں چاہے اس کے لیے دین ہی کیوں نہ تبدیل کرنا پڑے۔ جیسے آج کل بعض نا عاقبت اندیش محض زکوٰۃ و عشر سے بچنے کے لیے شیعہ بن رہے ہیں۔ یزید پلید کو امیر المومنین کہنے والے دوست کم از کم اس بیچارے کی زبان پر تو یقین کریں۔ نیز قاضی صاحب مذکور فرماتے ہیں حتیٰ کفر بدین اللہ یعنی حتیٰ کہ یزید نے خدا کے دین کا ہی انکار کر دیا تھا

آیت ۹ :۔ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔ (پ ۵ س نساء)	ترجمہ :۔ اور جس نے مخالفت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے بعد کہ ظاہر ہو گئی اس پر ہدایت اور اس نے مومنوں سے علیحدہ راستہ اپنایا ہم پھیر دیں گے اس کو جدھر وہ پھرنا چاہے گا اور بالآخر اسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بڑا ٹھکانہ ہے۔

مشہور غیر مقلد مورخ قاضی سلیمان منصور پوری نے فتح مکہ کے دن کا ایک تاریخی واقعہ بیان کیا ہے جو یزید کے لیے رہتی دنیا تک لعنت کا طوق بن کر رہ گیا ہے اور پھر ظالم ٹکرایا

بھی تو اس محبوب لم یزل سے جن کا فیصلہ نہ ماننے والے کے لیے رب کائنات فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم ثم لا یجد وا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما کے الفاظ پر عتاب سے حلفیہ طور پہ بے ایمان ہونے کا فتویٰ صادر فرما چکے ہیں۔ آپ بھی سنیں اور استغفار پڑھیں۔ "فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ لا ینزعھا یا بنی ابی طلحۃ منکم الا ظالم۔ ترجمہ:۔ "اے ابن ابی طلحہ تم سے یہ چابیاں صرف وہی چھینے گا جو ظالم ہوگا" یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔ اس کے بعد پھر کسی شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلوانے کی جرأت نہیں کی (رحمۃ اللعالمین ۳/۲ صفحہ ۲۰)

یہ وہ کتاب ہے جس کی ثقاہت کے متعلق مشہور غیر مقلد مصنف مولوی عبدالمجید سوہدروی تلمیذ خاص مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ "اس کتاب کے ناشر کا بیان ہے کہ میرے پاس کئی ایسے خطوط آئے جن میں مرقوم تھا کہ رحمۃ اللعالمین بھجوا دیجئے کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو قاضی سلیمان کی کتاب رحمۃ للعالمین پڑھا کرو (کرامات اہلحدیث صفحہ ۲۳)

قربان جائیں علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ یزید کی پیدائش سے بھی قبل آپ نے کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ کو فرما دیا تھا کہ تم سے یہ چابی ایک ظالم حکمران چھینے گا۔ چنانچہ انسے وہ چابی یزید بے نصیب نے چھینی اور زبان مصطفوی سے ظالم قرار پایا۔ جس شقی ازلی کو زبان محمدی ظالم کہہ رہی ہے بھلا اس کے ظالم ہونے میں پھر کیا شک باقی ہوگا۔ اور پھر بیان کرنے والی کتاب بھی وہ ہے جو بقول شما بارگاہ رسالت کی مصدقہ ہے۔

آیت ۱۰:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ	ترجمہ:۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے مصیبت میں ڈالا مومن مردوں اور عورتوں کو پھر انہوں نے توبہ نہ کی پس واسطے ان کے عذاب

عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۔ پ ۳۰ سورہ بروج آیت ۱۰ | ہے جہنم کا، اور واسطے انکے عذاب ہے جلانے والا

یزید پلید کے زمان شقاوت نشان میں واقعہ حرہ پیش آیا جس پر مشکوٰۃ شریف ص۵۳۷ پر حاشیہ ۶ پر ہے ایام الحرۃ یوم مشہور فی الاسلام ایام یزید لما نہب المدینۃ عسکر من اھل الشام ندبھم لقتال اھل المدینۃ من الصحابۃ والتابعین وامر علیھم مسلم بن عقبۃ فی ذی الحجۃ سنۃ ثلث وستین ترجمہ:۔ تاریخ اسلام میں واقعہ حرہ ایک مشہور واقعہ ہے جو یزید کے زمانہ میں پیش آیا، جب ۶۳ھ میں یزید نے اہل شام کا ایک لشکر مسلم بن عقبہ کے زیر کمان مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور انہوں نے مدینہ شریف کو تاخت و تاراج کیا۔ نیز تاریخ الخلفاء ص۱۶۴ پر کچھ مزید وضاحت ہے وما ادراک ما وقعۃ الحرۃ ذکرھا الحسن مرۃ فقال واللہ ما کاد ینجو منھم احد قتل فیھا خلق من الصحابۃ ومن غیرھم ونھبت المدینۃ وافتض فیھا الف عذراء فانا للہ وانا الیہ راجعون ترجمہ:۔ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب مدینہ منورہ پر لشکر کشی کی گئی تو مدینہ کا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اس لشکر کے ظلم و تشدد سے بچا ہو۔ ہزارہا صحابہ شہید ہوئے۔ مدینہ شریف کو خوب لوٹا گیا، ہزاروں لڑکیوں سے حرم محترم میں زنا بالجبر کیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون (تاریخ الخلفاء اردو ص۳۰۵) نیز علامہ سبط ابن جوزی بھی انکے ہم نوا ہیں۔ آپ لکھتے ہیں قال ھشام بن حسان ولدت الف امرأۃ بعد الحرۃ من غیر زوج (تذکرۃ الخواص ص۲۸۹) یعنی جو یزیدی فوج نے تین دن تک مدینہ طیبہ کی کنواری لڑکیوں سے حرم پاک میں زنا بالجبر کیا اس سے تقریباً ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے زنا کی اولاد جنی۔ واستغفر اللہ

محقق بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اسی واقعہ حرہ کو ذرا تفصیل سے لکھتے ہیں فرماتے ہیں۔ اشنع شنایع واقبح قبایح کہ در زمان یزید پلید بعد از قتل حضرت امام حسین بن علی سلام اللہ علیہما وقوع یافتہ واقعہ حرہ است۔۔۔۔۔۔ حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم

درسفرے از اسفار بیرون آمده چوں بحره زہره رسید بایستاد وآیت مصیبت انا للہ و انا الیہ راجعون برخواند پرسید یارسول اللہ چہ دیدی کہ استرجاع نمودی فرمود (ص۳۵) فرمود کشتہ شوند دریں سنگستان آنہائے کہ خیار امت من باشند .... روزے در عہد امیرالمومنین عمر یاران بسیار یار دیده بود و وے با یاران خود بسیر و سواد مدینہ منوره بیرون آمده تا بموضعی رسید کہ آنرا حره واقم گوئید وسیلہائے آب از ہر کنار وادی رواں میرفت کعب احبار ہم دراں میاں بود گفت بہ تحقیق واللہ یا امیرالمومنین سیلہائے خون ہم دریں وادی رواں گردد ..... (ص۳۶) عثمان بن محمد جماعت را از اہل مدینہ بجانب یزید پلید روانہ ساخت چوں ایں جماعت بمدینہ منوره عود نمودند زبان بسب وشتم یزید پلید بکشادند وبے دینی و شرب خمر و ارتکاب مناہی و ملاہی و لعب کلاب و دیگر اوصاف ذمیمہ اورا یاد کردند واز بیعت او خلع و تبری نمودند و باقی اہل مدینہ را نیز از بیعت و اطاعت او بیزار ساختند منذر کہ یکے ازاں جماعت بود گفت واللہ وے مرا صد ہزار درہم جائزه داد ولیکن من راستی را از دست نہ دہم وے شارب خمر است۔ اہل مدینہ منوره بعد از ظہور دلائل فسق و فساد یزید پلید خلع بیعت او نمودند عبداللہ بن ابی عمر عمامہ خود را برآورد و گفت وے دشمن خدا و اثم السکر است من اورا از بیعت برآوردم ہم چنانکہ دستار خود را از سر خود برآوردم دیگرے برخاست و نعلین خود را از پائے خود برآورد و ہمہ ہمیں نہج خلع بیعت یزید پلید نمود تا آنکہ مجلس از عمائم و نعال پر شد ..... ص۳۹ یزید بن معاویہ مسلم بن عقبہ را با لشکر عظیم از اہل شام بقتال اہل مدینہ فرستاد تا ایشاں را بجرم مدینہ مطہره در غائیت شناعت و قباحت بقتل رسانیدند و سہ روز ہتک حرمت حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نموده و داد اباحت والحاد دادند ازیں جہت ایں را واقعہ حره نام آمده ..... و یک ہزار و ہفت صد تن از بقایائے مہاجرین وانصار و علمائے تابعین اخیار بقتل رسانیدند و از عموم ناس وراسئے نساء اطفال ده ہزار کس را کشتند و ہفت صد از حاملان قرآن مجید و نود و ہفت از قوم قریش را در تحت تیغ ظلم در آوردند و فسق و فساد و زنا را مباح ساختند تا بجدیکہ آورده

اندکہ ہزار زن بعد ازیں واقعہ اولاد زنا زائیدند و اسپاں را در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جولان دادند و در روضۂ شریف کہ نام موضعی ست درمیان قبر و منبر منیف و حدیث صحیح ورود یافتہ کہ روضہ است از ریاض جنت اسپاں بول و روث کردند ..... مدینہ منورہ دراں زمان مطلق از مردم خالی ماند و فواکہ و ثمرات او نصیب وحوش و بہائم آمد و کلاب و دیگر حیوانات در مسجد شریف آرام گاہ ساخت و مصداق آنچہ مخبر صادق بداں خبر دادہ بود (ص۳۷) نیز آوردہ اندکہ تا سہ روز اکثر مردم مدینہ منورہ را در بند داشت کہ بوئے طعام و شراب بمشام ایشاں نمیرسید ص۴۲ سعید بن المسیب راکہ از کبار تابعین بود وے گفت کہ در لیالی حرہ ہیچ یکی در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غیر من نمی بود و اہل شام کہ در مسجد می آمدند می گفتند کہ ایں پیرک دیوانہ دریں جا چہ می کند و ہیچ وقت نماز نمی در آمد کہ من آواز اذان و اقامت نماز از حجرہ شریف نمی شنیدم و ہم بداں اذان و اقامت نماز میکردم ص۴۴ ۔ و از جملہ قبائح و شنائع ایں واقعہ شنیعہ آوردہ اندکہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ را دیدند کہ موئے ریش او ہمہ بریدہ است پرسیدند کہ ایں چہ صورت ست گفت ایں از آثار ظلم اہل شام است کہ در واقعہ حرہ رسیدہ طائفہ در خانۂ من در آمدند و ہرچہ از متاع بیت و اسباب خانہ باشد ہمہ را پاک ببرد جماعہ دیگر رسیدند چوں ہیچ چیز در خانہ نیافتند آتش قہر در نہاد ایشاں افتاد گفتند شیخ را بجنبانید ہر کدام از ایشاں از ریش من موئے برکندند و بایں حال کہ مرا می بینید رسانیدند ص۴۴ (تمام از جذب القلوب الی دیار المحبوب) ۔

ترجمہ :۔ سانحہ کربلا کے بعد یزید پلید کے زمانہ میں سب سے بڑی برائی واقعہ حرہ کا وقوع ہے (جو ۲۸ ذوالحجہ ۶۳ھ بروز بدھ ہوا) حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ باہر تشریف لے گئے۔ جب مقام حرہ میں پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا اس سنگستان میں میری اُمت کے بہترین لوگ شہید ہوں گے ..... حضرت عمر کے زمانہ میں ایک دن بہت بارش ہوئی اور حضرت عمر دوستوں کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے اطراف میں نکلے جب حرہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت کعب احبار نے کہا خدا کی قسم تورات میں ہے اس وادی میں

جس طرح آج پانی بہہ رہا ہے ایک وقت یہاں اسی طرح خون بہے گا......

عثمان بن محمد (یزیدی والیٔ مدینہ) نے مدینہ طیبہ کے معززین کی ایک جماعت یزید کی طرف روانہ کی (یزید نے ان کو ایک ایک لاکھ درہم دے کر واپس کیا) جب یہ جماعت واپس مدینہ منورہ پہنچی تو یزید پلید کے سب وشتم میں زبان کھولی اور اس کی بے دینی، شراب نوشی فسق و فجور، کتوں کے ساتھ کھیلنا اور اس طرح کی اس کی دیگر برائیوں کا ذکر کیا اور اس کی بیعت توڑ ڈالی اور اس سے بیزاری کا اظہار کیا۔ دیگر اہالیانِ مدینہ نے بھی ان کی اطاعت کرتے ہوئے یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کر دیا۔ منذر جو کہ اس وفد کے ایک رکن تھے فرمانے لگے بے شک اس نے مجھے ایک لاکھ درہم نذرانہ دیا ہے لیکن یہ نذرانہ مجھے سچ کہنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ یزید شراب پیتا ہے چنانچہ اہالیانِ مدینہ منورہ پر جب یزید پلید کا فسق و فساد ظاہر و باہر ہو گیا تو سب نے اس کی بیعت توڑ ڈالی۔ سب سے پہلے عبداللہ بن ابن عمر نے اپنا عمامہ اُتار کر پھینکا اور کہا جس طرح میں نے اپنا عمامہ اُتار پھینکا ہے اسی طرح میں یزید کی بیعت اپنے سر سے اُتارتا ہوں کیونکہ وہ خدا کا دشمن اور ہمیشہ شراب کے نشہ میں مخمور رہتا ہے۔ پھر ایک آدمی اُٹھا اور اس نے اپنا جوتا اُتار کر پھینکا اور کہا اسی طرح میں یزید پلید کی بیعت اُتارتا ہوں پھر سب نے اس طرح کرنا شروع کر دیا۔ کسی نے عمامہ پھینکا، کسی نے جوتا حتیٰ کہ مجلس میں عماموں اور جوتوں کا ڈھیر لگ گیا۔ جب یزید کو اہلِ مدینہ کے خلع بیعت کا علم ہوا تو اس نے مسلم بن عقبہ کے زیرِ کمان شامیوں کا ایک بڑا لشکر اہلِ مدینہ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تاکہ اہالیانِ مدینہ کو نہایت بے دردی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہو کرے۔ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر تین دن تک حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کی اور دادِ بے دینی دی ایک ہزار سات سو (۱۷۰۰) آدمیوں کو مہاجرین و انصار اور علماء تابعین میں سے شہید کیا، عورتوں اور بچوں کے علاوہ عوام میں سے دو ہزار (۲۰۰۰) آدمیوں کو مار ڈالا سات سو (۷۰۰)

حافظِ قرآن شہید ہوئے نیز قوم قریش کے ستانوے (۹۷) افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کیا فسق و فساد اور زنا کو مباح کر دیا اس واقعہ کے بعد ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے (جن پردہ نشینوں کو گھروں سے نکال کر یزیدی فوج میں تقسیم کیا گیا تھا اور انہوں نے تین دن تک زبردستی حرم محترم میں ان سے زنا بالجبر کیا) اولاد زنا کی جنی۔ یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک حرم مدینہ مباح رہا۔ قتل و غارت گری، لوٹ مار اور بدکاری انکا پیشہ رہا۔ یزیدی اپنے گھوڑوں کو مسجد نبوی میں جولانی دیتے تھے۔ اور مسجد شریف کا وہ حصہ جس کے متعلق صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة متفق علیہ مشکوٰۃ صـ۶۰) وہاں ان کے گھوڑے لید اور پیشاب کرتے تھے۔ اکثر آدمیوں کو اس طرح قید میں رکھا گیا کہ تین دن تک پانی اور غذا کی خوشبو بھی ان تک نہ پہنچی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ پر ایک دن ایسا بھی آئے گا جب انہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا اور مدینہ وحشی جانوروں کا مرکز بن جائے گا۔

(اس حدیث کو حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اس طرح نقل فرمایا ہے عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لتترکن المدینة علی احسن ما کانت حتی یدخل الکلب والذئب فیغذی علی بعض سواری المسجد او علی المنبر فقالوا یا رسول اللہ فمن تکون الثمار ذلك الزمان قال للعوانی الطیر والسباع (موطا امام مالك صـ۳۵۹)

اس حدیث پر اسی صفحہ پر حاشیہ ۱۷ کے تحت درج ہے قال العیاض رحمہ اللہ... حین انقلب الخلافة عنہا الی الشام (الخ) یہی حدیث شریف دوسری سند کے ساتھ بخاری شریف ۱ صـ۲۵۲ پر ابواب العمرہ میں باب من رغب عن المدینة میں بھی موجود ہے۔ اس حدیث شریف کے تحت شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قیل یا اباھریرۃ من یخرجھم قال امراء السوء۔ فتح الباری ۴ صد ۲۳ یعنی جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تو آپ سے پوچھا گیا کہ اہل مدینہ کو مدینے سے نکلنے پر کون مجبور کرے گا آپ نے فرمایا "برے حاکم۔" اس حدیث کا مصداق یہی المناک واقعہ ہے۔ اس زمانہ میں مدینہ منورہ مطلقاً آدمیوں سے خالی ہو گیا تھا اور شہر کے پھل چوپایوں کی غذا بنتے تھے۔ کتے اور دوسرے جانوروں نے مسجد شریف میں رہنا شروع کر دیا تھا (اس واقعہ کے ساتھ یہ آیت بھی تلاوت فرمالیں تاکہ فیصلہ مزید آسان ہو جائے واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد سورہ بقرہ آیت ۲۰۵ اور جب لوٹا تو زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی اور فصلوں اور نسلوں کو تباہ کیا اور اللہ تعالٰے فساد کو پسند نہیں فرماتا) حضرت سعید بن مسیب جو کہ مشہور تابعی ہیں بیان فرماتے ہیں کہ حرہ کے دنوں میں تین دن تک مسجد نبوی میں اذان واقامت نہ ہوئی اور میرے سوا (اہل مدینہ میں سے) مسجد شریف میں کوئی نہ تھا اہل شام مسجد میں آتے تو کہتے یہ دیوانہ بڈھا یہاں کیا کر رہا ہے اور جب بھی نماز کا وقت آتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے اذان واقامت کی آواز آتی تھی اور میں اسی اذان واقامت سے نماز ادا کر لیتا تھا (یہ واقعہ حدیث شریف میں بھی بایں الفاظ موجود ہے۔ لما کان ایام الحرۃ لم یؤذن فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن مسیب المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوۃ الا بھمھمۃ یسمعھا من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم (دارمی شریف صد ۲۵ مشکوۃ شریف صد ۵۳۷

یہ واقعہ پڑھنے کے بعد ذرا قرآن کریم کی یہ آیت بھی تلاوت فرمالیں۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا لھم فی الدنیا خزی و لھم فی الاخرۃ عذاب عظیم ٥ سو بقرہ ترجمہ: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس نے مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکا اور اس کے اجاڑنے کی کوشش

کی..... ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے)
واقعہ حرہ کے ذلت آمیز واقعات میں سے ایک ذلیل واقعہ یہ بھی ہے کہ صحابیٔ رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کی داڑھی کے تمام بال غائب تھے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کی داڑھی کو کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ شامیوں کے ظلم کی نشانی ہے شامیوں کا ایک گروہ میرے گھر میں گھس آیا اور تمام اسباب خانہ (حتیٰ کہ میرا پانی پینے کا پیالہ بھی) لے گئے اس کے بعد دوسری جماعت آئی گھر خالی دیکھا تو ان میں غصہ اور قہر کی آگ شعلہ زن ہوئی کہنے لگے شیخ کو لاؤ پھر تو ان لوگوں میں سے ہر ایک نے میری داڑھی کا ایک ایک بال اکھیڑنا شروع کر دیا اور اس طرح کر دیا جس طرح کہ تم مجھے اب دیکھ رہے ہو (جذب القلوب اردو صـ۲۳ تا ۴۲) استغفر اللہ۔ دنیا کے کتوں نے دنیا کا مال نہ ملنے پر صحابیٔ رسول کی داڑھی نوچ ڈالی ۔لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
مورخ ابی حنیفہ دینوری اس واقعہ کو اس طرح ذکر کرتے ہیں ذکر ابو هارون
..... قلت یا ابا سعید ما حال لحیتك فقال هذا فعل ظلمة اهل الشام یوم الحرة دخلوا علی بیتی فانتهبوا ما فیه حتی اخذ واقدحی الذی کنت اشرب فیه الماء ثم خرجوا ودخل علی بعدهم عشرة نفر وانا قائم اصلی فطلبوا البیت فلم یجدوا فیه شیئا فاسفوا لذالك فاحتملونی من مصلای وضربوا بی الارض واقبل کل رجل منهم علی ما یلیه من لحیتی الخ (اخبار الطوال صـ۲۶۹) علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں
ان بعض اولئك العسکر دخلوا زمن الحرة علی ابی سعید الخدری فاخذوا ما فی البیت ثم دخلت طائفة اخری فلم یجدوا شیأ فاضجعوه ثم جعل کل یاخذ من لحیته خصلة (تطہیر الجنان صـ۶۰)
ترجمہ اُوپر جذب القلوب میں لکھا جا چکا ہے۔
یزید کے فسق و فجور کی مزید جھلک دیکھنی ہو تو درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔
ارشاد الساری ج۵ صـ۱۴۳۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت ج۱ صـ۱۱۱۔ البدایہ والنہایہ ج۸ صـ۲۳۲۔

شرح فقہ اکبر صـ۷۳ـ ۔ تذکرہ خواص الامہ صـ۲۶۱ـ ۔ شرح عقائد نسفی صـ۱۱۷ـ ۔ مکتوبات قاضی ثناء اللہ پانی پتی صـ۲۰۳ـ ۔ شذرات الذہب صـ۶۹ـ ۔ روح المعانی جـ۲۶ صـ۷۳ـ منہاج السنہ جـ۲ صـ۲۴۹ـ ۔ تفسیر مواہب الرحمان سورۃ حشر ۔ مقتل حسین خوارزمی جـ۲ صـ۵۸ـ ۔ تاریخ طبری جـ۶ صـ۲۲۹ـ ۔ ابن اثیر جـ۴ صـ۶۳ـ ۔

قارئین کرام ! اس باب میں آپ تیرہ (۱۳) آیات قرآنیہ ، بخاری شریف مسلم شریف ، موطا امام مالک ، دارمی شریف اور مشکوٰۃ شریف کی احادیث مبارکہ اور ان پیش کردہ آیات کریمہ اور احادیث مقدسہ کی تشریح کے طور پر حضرت امام احمد بن حنبل ، حضرت عبداللہ صالح ، علامہ ابن جوزی ، قاضی ابو یعلی ، علامہ سبط ابن جوزی علامہ برزنجی ، قاضی عیاض ، علامہ عسقلانی ، علامہ ابن حجر مکی ہیتمی ، علامہ طیبی ، علامہ سیوطی ، علامہ ابن جریر طبری ، علامہ ابن کثیر ، علامہ آلوسی ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی قاضی ثناء اللہ پانی پتی ، مورخ دینوری ، مورخ ابن اثیر ، قاضی سلیمان منصور پوری غیر مقلد ، مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچوی ، مولوی وحید الزمان غیر مقلد ، عبدالمجید سوہدری غیر مقلد وغیرہ کے اقوال ملاحظہ فرما چکے ہیں ۔

ان آیات قرآنیہ ، احادیث مقدسہ ، تفاسیر معتبرہ ، فرامین محدثین کرام اور اقوال علماء اسلاف ، اکابرین غیر مقلدین اور اکابرین دیوبند کے نظریات ملاحظہ فرما چکے ہیں ۔ ان حوالہ جات کو بار بار بغور پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا ایسا فاسق و فاجر ، شرابی ، زانی ، ظالم و جابر ، علید و پلید ، بدعقیدہ اور جری علی الکبائر شخص ایک عام شریف آدمی کہلانے کا بھی مستحق ہو سکتا ہے چہ جائیکہ اسے امیرالمومنین کہہ کر اس مکرم و معظم لقب کی توہین کی جائے ۔

ناپاک اور نجس تھی طبیعت یزید کی
گستاخ و بے ادب تھی جبلت یزید کی

دوسرا باب:

احادیث مقدسہ کے بیان میں

فرمانِ خداوندی ہے فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر و احسن تأویلا پ ۵ ع ۵ سورۂ نساء آیت ۵۹ ترجمہ: پس اگر اختلاف ہو جائے تمہارا کسی چیز میں پس چاہیے کہ رجوع کرو اس کو اللہ تعالے کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اگر ہو تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے۔ یہ بہت بہتر ہے اور یہ بہت اچھی تحقیق ہے۔" دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا پ ۲۸ سورۂ حشر ع ۴ آیت ۷ یعنی جو کچھ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنایت فرمائیں وہ لو اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔" اور جب کسی مسئلہ میں مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی فیصلہ فرما دیں تو بمطابق حکم خداوندی وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم پ ۲۲ سورۂ احزاب آیت ۳۶ ترجمہ: کسی مسلمان مرد و عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرما دیں تو پھر انہیں اپنے اس معاملہ کا کچھ اختیار رہے" کسی صاحب ایمان کو اس فیصلہ کو بدلنے یا اس کے خلاف کرنے کا بالکل کوئی حق باقی نہیں رہتا کیونکہ بمطابق فرمانِ الٰہی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی پ ۳ آل عمران ع ۱۳ تم فرما دو اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اے لوگو اگر تم اللہ تعالے سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ حضور کا حکم بدل وجان

ماننے سے ہی خدا کی رضا حاصل ہو سکتی ہے بلکہ اس خدائے بزرگ و برتر نے تو من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ۵ سنساء آیت منبر ۸ جس نے اطاعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا اس نے خود اللہ تعالےٰ ہی کی اطاعت کی" فرماکر حضور کی اطاعت ہی کو اپنی اطاعت قرار دے دیا ہے اور ہو بھی کیوں نا. جبکہ اللہ اور رسول کے فرامین میں اختلاف و تضاد ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی فیصلہ فرماتے ہیں تو ہمیشہ رضائے خداوندی اور حکم الہی کے مطابق ہی فرماتے ہیں اور اس بات پر کلام الہی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ۲۷ نجم آیت ۲-۳ کی نص قطعی شاہد عادل ہے اسی لیے اللہ تعالےٰ نے فرما دیا ہے ومن یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلا لا مبینا ۲۲ ساحزاب آیت ۳۶ یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے پس بے شک وہ کھلی گمراہی میں ہے" نیز قرآن کریم میں سینکڑوں مقامات پر فرمانِ خداوندی کے بعد فرامینِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا وجوبی حکم موجود ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کی طرف گورنر بنا کر بھیجا تو آپ نے پوچھا اے معاذ تم لوگوں کے جھگڑوں کے فیصلے کس طرح کرو گے حضرت معاذ نے عرض کی بکتاب اللہ اللہ کی کتاب قرآن مجید کے مطابق. حضور نے فرمایا. اگر تمہارے مطلوبہ مسئلہ کا حل تمہیں قرآن کریم سے نہ مل سکے تو پھر کیا کرو گے. عرض کی فبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی قرآن کریم کے بعد میرا دوسرا ماخذ احکاماتِ مصطفوی ہوں گے. الخ حضور یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا تھا (مشکوٰۃ شریف ص۳۱۶. ترمذی شریف ۱/ ص۱۵۹ . دارمی شریف ص۲۵ . ابوداؤد شریف)

اس حکم خداوندی اور فرمانِ مصطفوی اور عملِ صحابہ کے مطابق ہم نے بھی مسئلہ ہذا

کی وضاحت کے لیے آیاتِ قرآنیہ کو مقدم رکھا ہے اور دلیل ثانی یا ماخذ ثانی فرمودہ جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ التحیۃ والثناء کو تسلیم باتکریم کرتے ہوئے اب اس مسئلہ میں اپنے مدعا کو ثابت با اجابت کرنے کے لیے اس مسئلہ کی موضح سینکڑوں احادیثِ مقدسہ میں سے صرف دس (۱۰) احادیثِ مقدسہ پیش کرتے ہیں تاکہ اہل ایمان حضرات فرامینِ محمد کریم صلی اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم کو مشعلِ راہ بنا کر اپنے لیے صراطِ مستقیم کے طریقہ کا انتخاب باصواب فرما سکیں اور اپنے عقیدہ کو سنوار سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت پر ایمان و یقین رکھنے، اس کے مطابق عقیدہ بنانے، اس پر عمل پیرا ہونے اور اس پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

حدیث ۱: عن ابی عبیدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔	ترجمہ:۔ حضرت ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا معاملہ حق و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کرے گا اس کا نام یزید ہوگا۔
(مسند فردوس دیلمی ج۵ ص۱۲ طبع بیروت)	

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ نے اس حدیث شریف کو تطہیر الجنان ص۶۴ اور صواعق محرقہ ص۲۲۱ پر نقل کیا ہے، نیز تقریباً اسی مفہوم کی ایک حدیث شریف مسند رویانی کی بھی بایں الفاظ نقل کی ہے عن ابی الدرداء سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔ ان احادیثِ مبارکہ کو مفسرِ قرآن مؤرخ اسلام جناب حافظ ابن کثیر نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف البدایہ والنہایہ کی جلد نمبر ۸ کے ص۲۳۱ پر اور خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی معروف تصنیف

تاریخ الخلفاء کے صـ۱۴۶ پر (تاریخ الخلفاء اردو صـ۳۰۵) اور شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ماثبت من السنہ کے صفحہ ۳۴ پر بھی نقل کیا ہے نیز مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ (برادر خورد مولوی بارک اللہ صاحب رحمہ اللہ مصنف انواع بارک اللہ) نے یہاں تک لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ کو بھی اس سانحہ کی خبر دے دی تھی (باراں انواع صـ۲۲۸) اب آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ جس بدبخت کی بدبختی اور شقاوت کی گواہی زبانِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادا ہو چکی ہے تو اس کے متعلق "امیرالمومنین، سیدنا، جنتی اور بخشا ہوا" جیسے پاکیزہ الفاظ بولنا کب جائز ہوں گے۔ بلکہ ایسا عقیدہ رکھنا روح اسلام کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو فیصلۂ مصطفوی پر ایمان قائم رکھنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین

حدیث ۲ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تعوذوا بالله من راس السبعین وامارة الصبیان۔ (روح المعانی ۶ صـ۱۹۲)	ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو ۷۰ھ کی ابتدا سے اور لڑکوں کی حکومت سے۔" (مشکوٰۃ شریف صـ۳۲۵، سیرۃ النبی علامہ شبلی ۳ ص۲۷)

مفسرِ قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہ حدیث اسی طرح اپنی مشہور زمانہ کتاب البدایہ والنہایہ کی جلد ۸ کے صـ۲۳۱ پر نقل کی ہے۔ سنہ ۶۰ھ کی ابتدا، یعنی سنہ ۶۰ھ کے بعد اگلے عشرے کے ابتدائی سال۔ چنانچہ سانحہ کربلا ۱۰ محرم الحرام شریف سنہ ۶۱ھ میں وقوع پذیر ہوا اور سنہ ۶۳ھ میں واقعہ حرہ کا وقوع ہوا اور بعد ازاں کعبۃ اللہ پر لشکر کشی کی گئی۔ کعبہ پر پتھر برسائے گئے، غلاف کعبہ جل گیا وغیرہ اور یہ تمام واقعات یزید پلید کے زمان شقاوت نشان میں ہوئے۔ مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کو نقل کرکے امارۃ الصبیان کے الفاظ پر حاشیہ لکھا ہے ای من حکومة

الصغار الجہال کیزید بن معاویۃ واولاد حکم بن مروان وامثالهم ۔
حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص۳۱۵ یعنی وہ بدنصیب حکمران لڑکے جن کے دورِ حکومت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے رہے ہیں اور مسلمانوں کو اس بدترین دور سے پناہ مانگنے کا حکم فرماتے رہے ہیں وہ یزید بے دید کا دورِ حکومت ہے اور مروان کی اولاد اور ان جیسے بُرے لوگوں کا دور ہے۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی یزید کے مظالم کا مفصّل ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں و اخرج یعقوب بن سفیان فی تاریخه بسند صحیح عن ابن عباس جاء تأویل هذه الآیة علی راس ستین سنة (ارشاد الساری شرح بخاری ج۱۰ ص۲)
یعنی ظالم لڑکوں کی حکومت والی بات ۶۰ھ کے آخر میں پوری ہوئی۔ اس سن میں یزید تخت نشین ہوا تھا۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں

ولما بلغ یزید ان اھل المدینة خلعوہ وجهز لهم جیشا مع مسلم بن عقبة المری وامرہ ان یدعوهم ثلاثا فان رجعوا والا فیقاتلهم وانه اذا ظهر یبیح المدینة للجیش ثلاثا ثم یکف عنهم فتوجه الیهم فوصل فی ذی الحجة سنة ثلاث وستین فحاربوہ وکانوا قد اتخذوا خندقا وانهزم اھل المدینة وقتل ابن حنظلة واباح مسلم بن عقبة ثلاثا فقتل جماعة من بقایا المهاجرین والانصار وخیار التابعین وهم الف وسبع مأة وقتل من اخلاط الناس عشرة آلاف سوی النساء والصبیان وقتل بها جماعة من حملة القرآن وقتل جماعة صبرا منهم معقل بن سنان ومحمد بن ابی الجهم بن حذیفة وجالت الخیل فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وبایع الباقین کرها علی انهم خول لیزید واخرج

يعقوب بن سفيان فی تاريخه بسند صحيح عن ابن عباس جاء تأويل هذه الآية على راس ستين سنة ولو دخلت عليهم من اقطارها ثم سئلوا الفتنة لاتوها يعنى ادخال بنی حارثة اهل الشام على اهل المدينة فی وقعة الحرة قال يعقوب وكانت وقعة الحرة فی ذی القعدة سنة ثلاث وستين وذكر ان المدينة خلت من اهلها وبقيت ثمارها للعوافی من الطير والسباع كما قال عليه الصلوٰة والسلام۔

(ارشاد الساری شرح بخاری ج۱ ص۲۰۰)

ترجمہ:۔ اور جب یزید کو خبر ملی کہ اہلِ مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے تو اس نے مسلم بن عقبہ کے زیر کمان ایک لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ اہلِ مدینہ کے سامنے تین مرتبہ میری بیعت پیش کرنا اور اگر انکار کریں تو ان سے جنگ کرنا اور مدینہ منورہ کو اپنے لشکر کے لیے تین دن تک مباح قرار دے دینا (کہ وہ وہاں جو چاہے کریں) چنانچہ مسلم بن عقبہ ذوالحج ۶۳ھ میں مدینہ منورہ پہنچا اور اہلِ مدینہ سے جنگ کی۔ اہلِ مدینہ نے ایک خندق کھودی تھی لیکن (سامان حرب کی کمی، تعداد کی کمی اور مروان کی چال کی وجہ سے) اہلِ مدینہ کو شکست ہوئی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما بھی شہید ہو گئے اور مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ میں قتل و غارت گری اور زنا وغیرہ کو تین دن تک جائز قرار دے دیا تھا۔ بقایا مہاجرین و انصار صحابہ کرام اور خیار تابعین کی ایک جماعت کو شہید کر دیا جو کہ سترہ سو (۱۷۰۰) تھے اور عام لوگوں میں سے دس ہزار (۱۰۰۰۰) آدمی عورتوں اور بچوں کے علاوہ شہید کیے اور ایک جماعت قرآن کریم کے حافظوں کی کو شہید کیا اور ایک جماعت کو باندھ کر شہید کیا جن میں معقل بن سنان اور

محمد بن ابی الجہم بن حذیفہ بھی تھے اور یزیدی مسجد نبوی شریف میں اپنے گھوڑوں کو دوڑایا کرتے تھے اور بعض نے بالا کراہ بیعت قبول کرلی اور وہ یزید کے غلام ہوئے اور مورخ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا جس ظلم اور فتنے کی حضور نے پیشین گوئی فرمائی تھی وہ ۶۰ھ کے سرے میں پوری ہوئی یعنی واقعہ حرہ میں یزیدیوں کا مدینہ منورہ میں داخل ہونا اور مورخ یعقوب نے لکھا ہے کہ واقعہ حرہ ۶۳ھ ذیقعد میں ہوا (یزیدی لشکر اخیر ذیقعد میں وہاں پہنچا ہوگا اور ابتداء ذوالحج میں جنگ ہوئی ہو گی) اور ذکر کیا گیا ہے اس زمانہ میں مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہو گیا تھا اور مدینہ طیبہ کے پھل پرندے، چوپائے اور درندے کھاتے تھے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا (بخاری اور موطا کی حدیث آیات کے تحت گزر چکی ہے) اس حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

(ای من فتنۃ تنشأ فی)

ابتداء السبعین من تاریخ الھجرۃ او وفاتہ علیہ السلام وامارۃ الصبیان ای من حکومۃ الصغار الجھال کیزید بن معاویۃ واولاد الحکم بن مروان وامثالھم واغرب الطیبی حیث قال قولہ وامارۃ الصبیان حال ای والحال ان الصبیان امراء یرید وقت امراء بنی و ھم اغیلمۃ من قریش رآھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی منامہ یلعبون علی منبرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقد جاء فی تفسیر قولہ تعالیٰ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس - (پ ۱۵ س بنی اسرائیل آیت ۶۰) کذا فی درمنثور فی التفسیر الماثور

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۲۳۸ خصائص کبری ج ۲ ص ۲۳۶) ترجمہ:۔ اس سے مراد وہ فتنہ ہے جو ابتدا ہجرت سے ساتویں عشرے کے ابتداء میں ظاہر ہوا یا آپ کی وفات

سے لے کر۔ اور امارۃ الصبیان سے مراد چھوٹی عمر کے جاہل لڑکوں کی حکومت ہے مثل یزید بن معاویہ اور اولاد مروان کے، اور اسی طرح کے اور حاکم۔ اور طیبی نے انکے حال پر تعجب کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نوجوان لڑکے حاکم بنیں گے اور میری اُمت کا انتظام سنبھالیں گے حالانکہ وہ کم عمر ہوں گے قریش میں سے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں انہیں دیکھا تھا کہ وہ آپ کے منبر شریف پر کھیل کود رہے تھے اور یہ اس آیت وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۰ کی تفسیر میں آیا ہے جیساکہ درمنثور فی التفسیر الماثور میں موجود ہے۔" شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ۶۰ھ کے متعلق حضرت ابوہریرہ کا قول نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں وفی روایة ابن ابی شیبة ان اباهريرة كان يمشي في السوق ويقول اللهم لا تدركني سنة ستين وامارة الصبيان ... فان يزيد بن معاوية استخلف فيها رفتح الباری ج ۱۳ ص) ترجمہ: مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلا رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے اے میرے اللہ مجھے ۶۰ھ تک زندہ نہ رکھنا اور اے میرے اللہ میں لڑکوں کی حکومت بھی نہ دیکھوں"۔ شارح مشکوۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ پناہ جوئید بخدا از شر سر سال ہفتاد و پناہ جوئید بخدا از امارت خورد آں ظاہر آنست کہ مراد ہفتاد از اول سال ہجرت است تا شامل کرد و امارت یزید بن معاویہ را کہ بر سر شصت سال شد چنانکہ روایت کردہ شدہ است از ابی ہریرہ کہ گفت پناہ میجویم بخدا از امارت ستین پس وفات یافت ابوہریرہ در سال پنجاہ و نہم و مراد بصبیان اولاد مروان است وہم ایشانند و مراد بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود دیدیم غلامان را یعنی کود کان از قریش را کہ بازی میکنند بر منبر من مثل بوزینہا در حدیث دیگر فرمودہ ہلاک امت من بر دست

کود کان از قریش خواہد بود (اشعۃ اللمعات ج۳ ص۱۰۱) ترجمہ :۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں عشرے کی ابتدا کی شر سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے اور لڑکوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے ظاہر ہے کہ یہ ساتواں عشرہ ہجرت کے پہلے سال کے حساب سے ہے۔ اس طرح یزید کا زمانہ خلافت اس میں شامل ہو جاتا ہے کیونکہ یزید سنہ ۶۰ھ میں بادشاہ ہوا چنانچہ روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تھے۔ یا اللہ میں سنہ ۶۰ھ کی بادشاہت سے تیری پناہ مانگتا ہوں چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ۵۹ھ میں انتقال ہوگیا تھا (اللہ تعالٰے نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو یزید عنید کے تخت نشین ہونے سے پہلے اپنے پاس بلا لیا) اور حکمران لونڈوں سے مراد مروان کی اولاد ہے اور اسی طرح کے دوسرے ظالم حکمران۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے میں نے قریش کے بعض چھوٹی عمر کے لڑکوں کو اپنے منبر پر بندروں کی طرح ناچتے کودتے دیکھا ہے (اوپر مرقاۃ میں حضور کی یہ خواب بیان ہو چکی ہے) نیز آپ کا فرمان ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے بعض کم عمروں کے ہاتھوں ہوگی اسی حدیث شریف کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خاں صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں اور روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا۔ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ التحیۃ والثناء نے پناہ پکڑو ساتھ اللہ کے برائی سے ستر برس (ساتویں عشرے کی ابتداء) کے سے اور سرداری لڑکوں کی سے۔ ظاہر یہ ہے کہ مراد ستر برس اول سال ہجرت سے ہے تا شامل ہو امارت یزید بن معاویہ کو کہ سر ساٹھویں سال کے ہوا یعنی بعد وفات حضرت کے اور مراد لڑکوں سے اولاد مروان کی ہے (اور ان جیسے دوسرے) (مظاہر حق ج۴ ص۳۲۴ طبع لکھنؤ) اس حدیث کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی تصنیف عمیق، الاصابہ فی تمیز الصحابہ طبع مصری کی جلد ج۴ کے صفحہ ۲۱۰ پر اور علامہ ابن حجر ہیتمی مکی نے صواعق محرقہ طبع مصری کے صفحہ ۲۲۱ پر علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جذب القلوب

الی دیار المحبوب مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۵ پر بھی نقل کیا ہے نیز مسند امام احمد ۳ ص ۲۸ البدایہ والنہایہ ۸ ص ۲۳۱ ، تفسیر ابن کثیر ۳ ص ۱۲۸ فتح القدیر ۳ ص ۳۲۹ اور مجمع الزوائد ۶ ص ۲۳ پر تقریباً یہی دعا معمولی الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مشہور صحابی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ البتہ آپ زمانہ یزید تک زندہ رہے اور یزیدیوں کے ظلم جھیلے۔

حدیث ۳ :- عن ابی ذر۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا ذر قلت لبیك وسعدیك قال کیف انت اذ رأیت احجار الزیت قد غرقت بالدم۔ (ابو داؤد شریف ص ۵۸۵ مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۵)

ترجمہ :- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی۔ میں نے عرض کی آقا غلام حاضر ہے ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو حرہ واقم کے پتھروں کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھے گا۔

شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں

ثم وقعت الفتنة الثانیه یعنی الحرة فلم یبق من اصحاب الحدیبیة احد فی النهایه کانت الوقعة المشهورة فی الاسلام ایام یزید بن معاویة لما انتهب المدینة عسکره من اهل الشام الذین ندبهم لقتال اهل المدینة من الصحابة والتابعین وامر علیهم مسلم بن عقبه فی ذو الحجه سنة ثلاث وستین فلم یبق من اصحاب الحدیبیة ای من اهل بیعت الرضوان ۔ (مرقاة شرح مشکوة ۱۰ ص ۲۸)

ازالۃ الخفاء ص ۲۵ از شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ۔ یعنی فتنہ ثانیہ سے مراد واقعہ حرہ ہے جو یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں پیش آیا۔ جب ۶۳ھ میں مسلم بن عقبہ کے زیر کمان

مدینہ پر حملہ کیا گیا۔ اس شامی لشکر کے ہاتھوں مدینہ منورہ کو غارت کیا گیا۔ اہل مدینہ کو قتل کیا گیا جن میں صحابہ کرام اور تابعین عظام بھی تھے۔ حتیٰ کہ حدیبیہ کے مقام پر حضور کے دستِ رحمت پر بیعت رضوان کرنے والوں میں سے ایک بھی باقی نہ بچا سب شہید کر دیئے گئے۔ جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی فتنہ ثانیہ سے مراد واقعہ حرہ ہی لیا ہے۔ اسی حدیث کے تحت برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے استاد، شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔ وقتیکہ باشد در مدینہ کشتنی کہ میپوشد و بالا میرود و مے گیرد خونہا موضعی را کہ نام او احجارالذیت است ..... وایں اخبار است از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از واقعہ حرہ وآں اشنع وقایع واقبح قبائح است زبان و گوش متکلم وسامع تحمل گفتن وشنیدن آں ندارد و وقوع آں در زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ است کہ بعد از واقعہ قتل امام حسین لشکرے انبوہ بمدینہ مطہرہ فرستادہ ہتک حرمت آں بلدہ مکرمہ ومسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کردہ واز صحابہ تابعین جماعت کثیرہ را بقتل رسانیدہ با شناعتہائے دیگر کہ نتواں گفت ودر تاریخ مدینہ (جذب القلوب الی دیار المحبوب) ذکر آں کردہ شدہ است از آنجا باید جست و بعد از خراب شدہ مدینہ ہمیں لشکر را بمکہ فرستادہ وہم دریں سال آں شقی بدارالبوار رفت (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص۱۵۱) اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے اس لیے اس کا الگ ترجمہ نہیں کیا گیا۔ مولف) جب مدینہ میں کشت و خون ہوا تو اتنا خون بہا کہ پتھروں سے اوپر ہو گیا۔ اس جگہ کا نام احجارالذیت ہے جانب غرب مدینہ اس میں سیاہ پتھر ہیں گویا کہ ان پر زیتون کا تیل ملا گیا ہے (یہ احجارالذیت کی وجہ تسمیہ ہے) اور یہ خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ حرہ کی اور یہ نہایت بُرا واقعہ ہے کہ زبان اور کان کلام کرنے والے اور سننے والے کے تحمل کہنے اور سننے کا نہیں رکھتے

اور وقوع اس کا بیچ زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ کے ہوا کہ بعد واقعہ قتل امام حسین کے بہت سا لشکر مدینہ منورہ کو بھیجا اور ہتک حرمت اوس شہر اطہر اور مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کی اور صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیرہ کو قتل کیا اور بہت سی خرابیاں کیں کہ کہہ نہیں سکتے (حرم نبوی میں زنا بالجبر وغیرہ) اور بعد خراب کرنے مدینہ کے یہی لشکر مکہ کو بھیجا اور اسی سال وہ شقی واصل جہنم ہوا۔ مظاہر حق ج۴ ص۳۲۵) نیز یہ واقعہ مولوی محمد زکریا صاحب دیوبندی نے اوجز المناسک شرح مؤطا امام مالک ج۵ ص۴۲۵ پر، میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد نے احیاء المیت ص۳۴ پر، مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۲۴ پر بھی الفاظ کے کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے اور ازالۃ الخلفاء ص۵۹ پر جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بھی اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں اور اس کے حاشیے پر بھی اسکا ذکر موجود ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ صغیر کے ص۶۲ پر بھی اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے خود صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے انشاء اللہ آگے آ رہا ہے۔ مورخ اسلام علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔ جب یزید بن معاویہ حکمران ہوا اور اس کی بدعات اور ظلم اور ناحق کوشی وحق پوشی کا عالم میں ظہور ہوا تو انہوں نے دینی جوش میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی عبداللہ بن زبیر اور یزید کی لڑائی ہوئی جس میں انصار کو پسپا ہونا پڑا۔ لشکریان یزید نے بہت بڑے بڑے ظلم کیے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن مہاجرین وانصار سے ستر بدری شہید ہوئے۔ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما بھی اس معرکہ میں مرتبۂ شہادت کو پہنچے یہ واقعہ ان ظلموں میں سے ایک ظلم تھا جو یزید سے سرزد ہوئے (تاریخ ابن خلدون اردو ج۲ ص۲۵۳) نیز علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہیں ان یزید لما بلغہ خبر اهل المدینة وما جرى عليهم عند الحرة من مسلم بن عقبة

وحبیشہ فرح بذلك فرحا شدیدا (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۲۲)

یعنی جب یزید پلید کو مسلم بن عقبہ اور اس کے لشکریوں کے ہاتھوں اہالیانِ مدینہ منورہ پر کیئے گئے مظالم کی اطلاع ملی تو وہ بہت زیادہ خوش ہوا۔ استغفر اللہ من ھذا لجور ورضاہ بذالك اس بات پر ذرا فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملاحظہ فرمالیں انشاء اللہ قلب و دماغ کی تسلی و تشفی کا باعث بنے گا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعملت الخطیئۃ فی الارض کان من شھدھا فکرھھا وقال مرہ انکرھا کان کمن غاب عنھا ومن غاب عنھا فرضیھا کان کمن شھدھا (ابو داؤد شریف ص۵۱۵)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زمین میں کوئی برائی ہوتی ہے تو اگرچہ کوئی آدمی وہاں موجود ہو لیکن اس برائی کو برا سمجھے اور اس سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرے تو گویا وہ وہاں تھا ہی نہیں اور جو اس برے واقعہ کے وقت وہاں موجود نہ بھی ہو لیکن جب وہ اس برائی کا ذکر سنے اور خوش ہو تو وہ بھی اسی طرح گناہ گار ہوتا ہے گویا وہ اس برائی میں شامل تھا۔" اس حدیث شریف کے مسلم اصول کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے یزید علید کے لشکر میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس کی صفائی پیش کرنے والے دوست ذرا غور فرمائیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ لشکر خود بخود نہیں چلا گیا تھا بلکہ اسکو تمام ظلم و جبر کا حکم دے کر خود یزید بے دید نے بھیجا تھا۔ اس کی وضاحت انشاء اللہ آگے آئے گی۔ تو جب وہ خود بھیج رہا ہے اور ظلم و جور کا حکم دے کر روانہ کر رہا ہے تو پھر فرمانِ وضاحت نشانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

(بخاری شریف) یعنی جو شخص کسی کام کا سبب بنے تو بے شک وہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام بھی نہ کرے لیکن دلالت فعل کے سبب وہ بالکل اس کام کے کرنیوالے کی طرح ہو گا۔ اور اسی مرتکب فعل کی طرح ہر طرح کی جزا و سزا کا مستحق ہو گا۔ اہل عقل و دانش حضرات غور فرمائیں۔

ترجمہ :۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا جو مدینہ شریف کے رہنے والوں کے ساتھ برائی کا معاملہ کرے گا وہ گھل کر ختم ہوجائیگا جس طرح نمک پانی میں گھل کر ختم ہوجاتا ہے	حدیث ۴ عن سعد رضی اللہ عنہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یکید اھل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء ۔ (بخاری شریف ۱ ص ۲۵۲)

امام منذری نے بھی یہ روایت بزاز سے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد حسن ہیں (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۴۳)۔ اسی حدیث شریف کو امام مسلم نے اور الفاظ کے ساتھ اور روایت سے یوں بیان فرمایا ہے۔

عن ابی ھریرۃ ۔ قال ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم من اراد اھل ھذہ البلدۃ بسوء یعنی المدینۃ اذابہ اللہ فی النار ذوب الرصاص کما یذوب الملح فی الماء (مسلم شریف ۱ ص ۴۴۵)

ترجمہ :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس شہر مدینہ منورہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالے اس کو آگ میں سیسے کی طرح پگھلائے گا یا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اس حدیث شریف کو امام ابن ماجہ نے بھی نقل فرمایا ہے (ابن ماجہ ۔ ص ۔) امام منذری رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی روایات نقل کرنے کے بعد اور روایات بھی نقل کی ہیں۔

عن جابر بن عبد اللہ ۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اخاف اھل المدینۃ فقد اخاف ما بین جنبی رواہ احمد ورجالہ الصحیح (الترغیب والترھیب ۲ ص ۲۴۲) یعنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا

جس نے اہالیان مدینہ منورہ کو خوفزدہ کیا پس درحقیقت اس نے میرے دل کو خوفزدہ کیا۔ امام منذری فرماتے ہیں اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس روایت کے تمام راوی صحیح ہیں۔ اور ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی نقل فرماتے ہیں! اخافه الله یعنی اسے اللہ تعالیٰ ڈرائے۔ (الترغیب والترہیب ج۲ ص۲۳۲) طبرانی نے اوسط میں اور کبیر میں ایک روایت نقل کی ہے عن عبادة ابن الصامت رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال اللهم من ظلم اهل المدينة واخافهم فاخفه وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ولا يقبل منه صرف ولا عدل اسناده جيد (الترغيب والترهيب ج۲ ص۲۳۲)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے میرے اللہ جو شخص اہل مدینہ پر ظلم کرے اور ان کو ڈرائے تو اسے ڈرا۔ نیز فرمایا اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی اور نہ قبول فرما اس سے فرض اور نہ نفل۔ علامہ طبرانی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند مضبوط ہے۔ امام نسائی اور طبرانی نے یہی حدیث شریف حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے (الترغیب والترہیب ج۲ ص۲۳۴) اور طبرانی کی ایک روایت میں الفاظ ہیں وغضب علیه یعنی اے اللہ اس شخص پر اپنا غضب نازل فرما (الترغیب والترہیب ج۲ ص۲۳۴) علامہ منذری نے علامہ طبرانی کی ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں قال من آذی اهل المدينة آذاه الله وعليه لعنة الله الخ ۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اہل مدینہ کو ڈرائے گا

اللہ تعالٰے اسے ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی لعنت ہو اور تمام کائنات کی لعنت ہو (الترغیب والترہیب ۲ صد ۲۴۲) اس حدیث کے تحت شارح بخاری علامہ شمس الدین محمد ابن یوسف کرمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ۔

من اراد المكر بهم لا يمهله الله ولم يكن له كما انقضى شان من حاربها ايام بنى امية مثل مسلم بن عقبة فانه هلك فى منصرفه عنها ثم هلك مرسله اليه يزيد ابن معاوية على اثر ذالك وغيرهما من صنع صنيعهما وقيل المراد وكادها اغتيالا وعلى غفلة من اهلها لا يتم له امره ۔

(الكوكب الدرارى شرح بخارى ۹ صد ۶۸) علامہ نووی شارح مسلم اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں ۔ ويكون ذالك لمن ارادها فى الدنيا فلا يمهله الله ولا يمكن له سلطان بل يذهبه عن قرب كما انقضى شان من حاربها ايام بنى امية مثل مسلم بن عقبة فانه هلك فى منصرفه عنها ثم هلك يزيد بن معاوية مرسله على اثر ذالك وغيرهما ممن صنع صنيعهما قيل قد يكون المراد من كادها اغتيالا وطلبا لغرتها فى غفلة فلا يتم له امره بخلاف من اتى ذالك جهارا كامراء استباحوها (شرح مسلم نووی ۱ صد ۴۴۱)

اس سے مراد وہ شخص ہے جو اہلِ مدینہ کے ساتھ دنیا میں برائی کا ارادہ کرے پس اللہ تعالٰے ایسے شخص کو بالکل مہلت نہیں دیتے اور نہ اس کی حکومت باقی رہتی ہے بلکہ اس کی حکومت جلد ہی ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ بنی اُمیہ کے ان لوگوں کے ساتھ ہوا جو اہلِ مدینہ کے ساتھ لڑے ۔ مثل مسلم بن عقبہ کے ۔ پس وہ اس جنگ سے واپسی پر ہی ہلاک ہو گیا پھر اس کے جلد ہی بعد اس کو اس مہم پر بھیجنے والا یزید

بھی ہلاک ہو گیا اور ان کی طرح دوسرے بھی جنہوں نے ان کے ساتھ مل کر یہ ظلم کیئے اور کہا گیا ہے کہ جس نے بھی کبھی ایسا ارادہ کیا ہے وہ کبھی اپنی مراد کو نہیں پہنچا۔ شارح بخاری علامہ عینی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

مطابقته للترجمة ظاهرة بيانه ان الذى يكيد اهل المدينة يذيبه الله تعالىٰ فى النار ذوب الرصاص ولا يستحق هذا ذالك العذاب الا عن ارتكابه اثما عظيما وهذا مأخوذ من حديث مسلم من طريق عامر بن سعد عن ابيه فى اثناء حديث ولا يريد احد اهل المدينة بسوء الا اذابه الله فى النار ذوب الرصاص اوذوب الملح فى الماء ...... وروى النسائى من حديث السائب بن خلاد رفعه من اخاف اهل المدينة ظالما لهم اخافه الله وكانت عليه لعنة الله الخ وروى ابن حبان نحوه من حديث جابر وقال النووى .... وقال الكرمانى.... (عمدة القارى شرح بخارى ج۱۰ ص۲۴۲)

اس حدیث کے ظاہر بیان کے مطابق ترجمہ اس طرح بنتا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ دھوکا کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے آگ میں پگھلائے گا جس طرح سیسہ آگ میں پگھلتا ہے اور اتنا سخت عذاب کسی بہت بڑے گناہ کے مرتکب کو ہی ہو سکتا ہے اور یہ مسلم کی حدیث سے لیا گیا ہے جو امام مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کی ہے (حدیث اوپر گزر چکی) اور نسائی نے حضرت سائب بن خلاد سے مرفوع حدیث نقل کی ہے (نسائی کی حدیث بھی اُوپر گزر چکی) اور ابن حبان نے بھی حضرت جابر سے اس کے مثل حدیث نقل کی ہے" اس کے بعد علامہ عینی نے نووی شرح مسلم اور کرمانی شرح بخاری کے بیانات کا حوالہ دیا ہے جو کہ اوپر لکھے جا چکے ہیں لہذا مکرر نہیں لکھے گئے وہاں سے ملاحظہ فرمالیں۔ شارح بخاری علامہ ابن

حجر قسطلانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

ای لا یفعل بھم کیدا من مکر و حرب وغیر ذلک من وجوہ الضرر بغیر حق وفی حدیث مسلم فی روایۃ ولا یرید احد اھل المدینۃ بسوء الا اذا بہ اللہ فی النار ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء و ھذا صریح فی الترجمۃ لا نہ لا یستحق ھذا العذاب الا من ارتکب اثما عظیما (ارشاد الساری شرح بخاری) ع۳ ص۳۳۶۔ حاشیہ نووی شرح مسلم بر ارشاد الساری ع۶ ص۹۴)

ترجمہ:۔ یعنی اہلیانِ مدینہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی مکروفریب یا جنگ وقتال کرنا جائز نہیں ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی ایسا کام جس سے ان کو ناحق نقصان پہنچے اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے جو آدمی اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالے اسے آگ میں پگھلائے گا جیسے سیسہ آگ میں پگھلتا ہے یا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور اس بات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ توہینِ مدینہ منورہ کتنا بڑا گناہ ہے کیونکہ اتنی بڑی سزا بہت بڑے گناہ کی ہی ہو سکتی ہے۔ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے تحت مختلف الاسناد متعدد کتب کی متعدد روائتیں بیان فرماتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں۔

ویحتمل ان یکون المراد لمن ارادھا فی الدنیا بسوء وانہ لا یمھل بل یذھب سلطانہ عن قرب کما وقع لمسلم بن عقبۃ وغیرہ فانہ عوجل عن قرب وکذالک الذی ارسلہ (فتح الباری شرح بخاری ع۴ ص۷۴)۔

اور احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالے اسے مہلت نہیں دیگا بلکہ جلد ہی اس کی حکومت جاتی رہے گی جس طرح مسلم بن عقبہ وغیرہ کے ساتھ

ہوا تھا مسلم بن عقبہ بھی جلد ہی ہلاک ہوگیا اور اسی طرح اسے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کے لیے بھیجنے والا یزید بھی جلد ہی اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا" اسی حدیث کے تحت شارح مشکوۃ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں قال تورپشتی رحمہ اللہ ھی

من الحرۃ التی کانت بھا الوقعۃ زمن یزید والامیر علی تلک الجیوش العاتیۃ مسلم بن عقبۃ المری المستبیح بحرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان نزوله بعسکرہ فی الحرۃ الغربیۃ من المدینۃ فاستباح حرمتھا وقتل رجالھا وعاث فیھا ثلاثۃ ایام وقیل خمسۃ فلاجرم انہ انماع کما ینماع الملح فی الماء ولم یلبث ان ادرکہ الموت وھو بین الحرمین وخسر ھنالک المبطلون (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۱۰ ص۱۲۷)

ترجمہ :۔ علامہ تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ واقعہ حرہ میں ہوا جو کہ یزید عنید کے زمانہ میں ہوا اوران لشکروں پر مسلم بن عقبہ امیر تھا اس نے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مباح کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ مقام حرہ میں اُترا جو کہ جانب غرب مدینہ ہے پس حرم محترم کی بے حرمتی کی اور اس کے مکینوں کو قتل کیا اور مدینہ منورہ میں تین دن تک خونریزی کی اور کہا گیا ہے کہ پانچ دن پس اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ گھُل گیا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور وہ خدا کی گرفت سے بچ نہ سکا اور تباہی مدینہ سے فارغ ہوکر مکہ مکرمہ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ہلاک ہوگیا اور وہ بے دین اسی جگہ واصل جہنم ہوا۔"

شارح مشکوۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ چنانچہ ظاہر شد از حال یزید شقی کہ بعد از واقعہ حرہ در اندک فرصت ہلاک شد و بعقاب الٰہی والم وقی وسل بگداخت وفانی شد (اشعۃ اللمعات ج۳ ص۳۹۵)

ترجمہ :- چنانچہ یزید شقی کے حال سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے بعد تھوڑی مدت میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آیا اور سل اور دق کے مرض میں گھلتا ہوا ختم ہو گیا۔ شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ یزید پلید کا ایسا ہی حال ہوا کہ چند روز بعد واقعہ حرہ کے بیماری دق اور سل کی سے ہلاک ہو گیا (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ج۲ ص۳۷۲) شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اسی حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے انماع کے تحت لکھا ہے ای ذاب و هلك (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۶ ص۲۵) یعنی گھل جانا اور ہلاک ہو جانا" چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یزید عنید سل اور دق (ٹی بی) کی موذی اور ذلیل مرض میں گرفتار ہوا اور غضب الٰہی میں جل جل کر اپنے انجام کو پہنچا و هلك يزيد بحوارين من ارض دمشق - یعنی یزید دمشق میں حوارین کے مقام پر مر گیا۔ ایک شاعر نے اس کی قبر کو دیکھ کر ایک شعر کہا۔

یا ایھا القبر بحواریناـ - ضمت شر الناس اجمعینا

(مروج الذھب ج۳ ص۶۳)

یعنی اے وہ قبر جو حوارین میں ہے تو تمام انسانوں سے برے آدمی کو چھپائے ہوئے ہے۔

ڈھانپا کفن نے میرا عیوب برہنگی | میں ورنہ ہر لباس میں ننگ وجود تھا

۱۲۹ھ میں عباسیوں کے داعی ابو مسلم خراسانی نے جب اقتدار پر قبضہ کیا اور اموی خاندان کا خاتمہ کیا تو اہل بیت کے انتقام میں اس نے تمام اموی خلفاً بمع یزید (باستثناء حضرت عمر بن عبد العزیز) کی قبریں تلاش کر کے انہیں قبروں سے نکالا اور ۸۰ - ۸۰ کوڑے مروائے اور سولی پر لٹکایا۔ بعد ازیں ان کو جلا دیا۔ سیرۃ النعمان از شبلی ج۱ ص۵۸ - (امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص۱۲۹)

حدیث ۵:- عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ستة لعنتهم ولعنهم الله وكل نبی یستجاب الزائد فی کتاب الله - والمکذب بقدر الله - والمتسلط بالجبروت لیعز من اذله الله ویذل من اعزه الله - والمستحل لحرم الله والمستحل من عترتی ما حرم الله - والتارك لسنتی رواه البیهقی -
(مشکوٰۃ شریف ص۲۱)

ترجمہ:- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ آدمی ایسے بدبخت ہیں کہ ان پر میں نے بھی لعنت کی ہے اور اللہ تعالےٰ نے بھی ان پر لعنت کی ہے اور تمام مستجاب الدعوات نبیوں کی بھی ان پر لعنت ہو۔ ۱ اللہ تعالےٰ کی کتاب کو جھٹلانے والا، ۲ اللہ تعالےٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا ۳ اور ظلم کے ساتھ حکومت کرنیوالا تاکہ ان لوگوں کو عزت دے جنکو اللہ تعالےٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان لوگوں کو ذلیل کرے جنکو اللہ تعالےٰ نے عزت بخشی ہے ۴ اور اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے کو حلال جاننے والا ۵ اور میری اہل بیت کرام کے متعلق جو معاملہ اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے اسے حلال جاننے والا ۶ اور میری سنت کو ترک کرنیوالا

اس حدیث کی شرح میں شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں

(الزائد فی کتاب الله) ای القرآن وسائر کتبه بان یدخل فیه ما لیس فیه او یؤوله بما یأباه اللفظ ویخالف الحکم....... وتأویله بما یخالف الکتاب والسنة..... فیشمله اللعن لفسقه بل کفره (والمکذب بقدر الله)

(والمتسلط بالجبروت) ای الانسان المستولی المتقوی

الغالب او الحاكم بالتكبر والعظمة الناشئ عن الشوكة والولاية والجبروت ...... قيل وانما يطلق ذالك فى صفة الانسان على من يجبر نقيصته بادعاء منزلة من التعالى ولا يستحقها او بتولية المناصب من لا يستحقها ومنعها من يستحقها (ليعز من اذله الله ويذل من اعزه الله) اى من اذله الله لفسقه او لكفره يرفع مرتبته على المسلمين او يحكمه فيهم ...... ويذل من اعزه الله بان يخفض مراتب العلماء والصلحاء او نحوهم (والمستحل لحرم الله) يريد حرم مكة بان يفعل فيه ما لا يحل فيه (والمستحل من عترتى ما حرم الله) اى من ايذائهم و ترك تعظيمهم والعترة الاقارب القريبة وهم اولاد فاطمة وذراريهم وتخصيص ذكر الحرم والعترة وكل مستحل محرم ملعون لشرفها ... قال الطيبى ويحتمل ان تكون بيانية بان يكون المستحل من عترة رسول الله صلى الله عليه وسلم ففيه تعظيم الجرم الصادر عنهم (والتارك لسنتى) اى المعرض عنها بالكلية او بعضها استخفافا وقلة مبالاة كافر وملعون (مرقاة شرح مشكوٰة ج۱ ص۱۸۰)

ترجمہ :- (۱ اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا) یعنی قرآن اور باقی الہامی کتابیں. اس طریقہ سے کہ اس میں ایسی چیز داخل کرے جو اس میں سے نہیں ہے یا اس کی ایسی تاویل کرے جس کا اللہ کی کتاب کے الفاظ انکار کرتے ہوں، اور اس کے حکم کے خلاف ہو اور اس کی ایسی تاویل کرنی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو پس ایسے شخص کو اس کے فسق کی وجہ سے بلکہ کفر کی وجہ سے لعنت شامل ہوگی (۲ اور ظلم کے ساتھ حاکم بننے والا) یعنی وہ انسان جو جبر و استبداد سے اقتدار پر قابض ہو جائے، یا وہ حاکم جو تکبر اور حکومت و اقتدار کے زور سے

زبردستی لوگوں پر حکومت کرے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس لفظ کا اطلاق ایسے
آدمی پر بھی ہوتا ہے جو بلند درجوں کے دعووں کے ساتھ اپنے عیب چھپاتا
ہو حالانکہ وہ اس بات کا مستحق نہ ہو. یا نا اہل لوگوں کو بڑے عہدوں پر فائز کرتا
ہو اور اہل لوگوں کو ان عہدوں سے محروم رکھتا ہو (تاکہ عزت دے ان لوگوں
کو جن کو اللہ تعالےٰ نے ذلیل کیا ہے) یعنی جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے اسکے
فسق اور کفر کی وجہ سے ذلیل کیا ہو یہ اس کے مرتبے کو مسلمانوں پر بلند کرتا
ہو اور مسلمانوں پر ایسے شخص کو حاکم بناتا ہو (اور تاکہ ذلیل کرے ان لوگوں کو
جنہیں اللہ تعالےٰ نے عزت بخشی ہے) اس طریقے سے کہ وہ علماء اور صلحاء
کو ان کے مرتبے سے گراتا ہو (۲ اللہ کی تقدیر کا انکار کرنے والا) (۵ اور
اللہ تعالےٰ کے حرام کئے ہوئے کو حلال جاننے والا) اس سے مراد حرم کعبہ
ہے. یعنی حرم کعبہ میں وہ کام کرے جو ازروئے شریعت وہاں کرنے حلال
نہیں ہیں (۶ اور میری اہل بیت کے متعلق وہ بات حلال جاننے والا جسے
اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے) یعنی ان کو ایذا دینی اور ان کی تعظیم ترک
کرنی اور عترت سے مراد آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور وہ حضرت سیدہ
فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے اور پھر آگے ان کی اولاد. اگرچہ ہر حرام کو حلال
سمجھنے والا ملعون ہے لیکن حرم اور عترت کے ذکر کی تخصیص ان کی شرافت کی
وجہ سے کی گئی ہے. طیبی نے کہا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ بیانیہ ہو اس طریقے
سے کہ مستحل عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو اور اس میں
ان سے صادر ہونے والے جرم کی بڑائی بیان کی گئی ہو (تیرہویں صدی کے
محدث علامہ سید مومن شبلنجی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے. قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم حرمت الجنۃ علی من ظلم اھل بیتی و آذانی

فی عترتی (نورالابصار ص۱۲۳ طبع مصری)
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری اہلِ بیت کرام پر ظلم کرے اور مجھے اہلِ بیت کے بارہ میں ایذا دے اللہ تعالےٰ اس پر جنت حرام کر دے گا (تنویرالازہار ج۱ ص۵۲۶)۔ (م۶ اور میری سنّت کو چھوڑنے والا) یعنی سنت کو ہلکا سمجھتے ہوئے اور اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کلی طور پر یا جزوی طور پر اس سے اعراض کرنے والا کافر و ملعون ہے۔ اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں "لعنت کی ان کو اللہ نے گویا کسی نے پوچھا کہ آپ کیوں لعنت کرتے ہیں تو فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے اور جملہ "کل نبی یستجاب" کا جملہ معترضہ ہے یعنی کلام علیحدہ واسطے تاکید لعنت کے اور زیادہ کرنا بیچ کتاب اللہ کے۔ یہ کہ لفظ بڑھاوے یا اس طرح سے بیان کرے کہ معنیٰ اس کے مخالف ہوں اللہ کے حکم کے۔ اور مراد متسلط سے بادشاہ اور حاکم ظالم ہیں کہ ساتھ خواہش نفسانی اور غلبۂ حکومت اپنے کے کافروں اور فاسقوں اور جاہلوں کو عزیز رکھتے ہیں اور مسلمانوں اور صالحوں اور عالموں کو ذلیل کرتے ہیں۔ اور حلال کرے بیچ حرام اللہ کے۔ یعنی مکہ میں جن کاموں کو منع فرمایا ہے مانند شکار کرنے کے اور کاٹنے درخت کے اور داخل ہونے کے بغیر احرام کے یہ کام اس جگہ کرنے لگے اور حلال جانے اولاد میری سے اس چیز کو کہ حرام کیا اللہ تعالیٰ نے یعنی ایذا دینی اولاد پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کو اور تعظیم نہ کرنی ان کی کو حلال جانے۔ اس پر بھی لعنت ہے یا مراد اس سے تنبیہہ ہے واسطے سیدوں کے کہ حضرت کی اولاد ہو کر خدا کے گناہ نہ کریں۔ اور چھوڑ دیا سنت میری کو جو از راہ کسالت کے سنت کو چھوڑ دے تو وہ گناہ گار ہے اور جو کوئی ہلکا جان کر سنت کو چھوڑ دے تو وہ کافر ہے اور لعنت میں دونوں گنے جاتے ہیں لیکن اوّل زجراً اور شدتاً اور دوسرا حقیقتاً اور اگر احیاناً

سنت ترک ہو تو گناہ گار نہیں ہوتا مگر یہ بھی بُرا ہے کذا ذکر القاری والشیخ اور سُنا میں نے مولانا اسحٰق سے کہ یہ وعید بیچ ترک کرنے سنن ھدی یعنی سنت مؤکدہ کے ہے (مظاہر حق ۱ صد۵۸)

قارئین کرام اس حدیث شریف کو بار بار پڑھیں اور اس پر شارحین حدیث کی شرح بھی نہایت غور سے پڑھیں اور پھر یزید کے کردار کو بنظر عمیق مشاہدہ کریں جو کہ کافی حد تک اس کتاب میں بھی درج ہے پھر فیصلہ فرمائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ اسباب لعنت میں سے وہ کون سی بات ہے جو یزید بے نصیب میں موجود نہیں تھی اور جب ان چھ اسباب میں سے ایک سبب والا بھی زبانِ مصطفوی کے مطابق لائق لعنت ہے تو پھر یزید بدبخت جس میں یہ چھ کے چھ اسباب لعنت بدرجہ اَتم موجود ہیں کیوں لائق لعن نہ ہوگا بلکہ چھ اسباب کے لحاظ سے ایک مرتبہ نہیں پورا چھ دفعہ مستحق سب وشتم و لائق لعن وطعن ہوگا مثلاً ۱ استحقاقِ لعنت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ باتوں میں سے پہلی بات ہے "اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنا" یعنی کتاب اللہ میں کوئی نئی چیز داخل کرنے والا اور اس کے احکام کی ایسی تاویل کرنے والا جو مطالب قرآن اور مفہوم قرآن اور کتاب وسنت کے خلاف ہو" اس بات کے تحت یزید کے کافی افتراؤں میں سے بطور نمونہ اور بوجہ اختصار اس کا ایک شعر پیش کرتا ہوں آپ پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید اس لعنت کی زد میں آتا ہے یا نہیں ؟ یزید کا ایک شعر ہے ۔ ماقال ربک ویل للذی شربوا + بل قال ربک ویل للمصلین (تاریخ کامل ابن اثیر ع۴ صد۶۳) تیرے رب نے یہ تو کہیں نہیں کہا کہ شراب پینے والے کی بربادی ہو یا ہلاکت ہو۔ ہاں البتہ تیرے رب نے یہ کہا ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی بربادی ہو استغفر اللہ العظیم یزید پلید

اذا لم تستحی فاصنع ماشئت کا مصداق بن کر کس دیدہ دلیری سے قرآن کی آئیت اور اسلام کے ایک اہم رکن کا مذاق اڑا رہا ہے نعوذ باللہ من ذالك یزید کا یہ شعر پڑھ کر ضرور آپ کی زبان پر بھی استغفار ولاحول جاری ہوا ہو گا اور ضرور بالضرور آپ کے ہاتھ بھی خود بخود کانوں تک پہنچے ہوں گے تو کیا یہ تاویل مکمل طور پر نفسِ قرآن اور روحِ اسلام کے سراسر خلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے کسی جگہ نمازیوں کے متعلق کسی وعید کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ تو جا بجا ارشاد فرماتے ہیں کہ سچا مومن وہی ہے جو نماز کو قائم کرتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے نماز پڑھنے والوں کی نہیں بلکہ نماز سے غفلت کرنے والوں پر غصہ کا اظہار فرمایا ہے جو کہ الفاظِ قرآنی الذین ھم عن صلوتہم ساھون سے مکمل واکمل طور پر ظاہر ہو رہا ہے تو کیا یزید بے نصیب نے اس آیت کی من بھاتی تاویل کر کے قرآن کریم پر زیادتی نہیں کی؟ ضرور کی ہے اور جب اس نے قرآن کریم میں زیادتی کی ہے تو بمطابق فیصلہ مصطفوی وہ ضرور ملعون ہے۔ ان اسبابِ لعنت میں سے دوسرا سبب بیان کیا گیا ہے "ظلم و جبر سے حاکم بننا" اس بات کے تحت بھی ذرا کردار یزید پر نظر ثانی فرمائیں تو آپ کو ظلم و جبر و استبداد کے دھبوں سے یزید کا دامن داغدار ہی نہیں بلکہ مکمل سیاہ نظر آئے گا یزید کی بیعت پر جو انتشار و خلفشار اُٹھا وہ بھی سب جانتے ہیں اور اس کی بیعت سے انکار پر جو کچھ اس نے کیا وہ بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ سب کچھ چھوڑ کر صرف واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ ہی کو دیکھ لیں اس کی کچھ تفصیل اس کتاب میں بھی کئی جگہ آپ مختلف عنوانات کے تحت پڑھ چکے ہوں گے۔ ان تمام واقعات کو مدِنظر رکھتے ہوئے انصاف کا دامن ہاتھ میں پکڑ کر فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید اپنے اس ظلم وفساد کے سبب حضور کے بیان فرمودہ اس سبب لعنت کی زد میں آتا ہے

یا نہیں؟ آتا ہے اور ضرور بالضرور آتا ہے۔ رہی یہ بات کہ یزید ان واقعات کا ذمہ دار ہے یا نہیں تو اس کا مکمل و مدلل اور انشاء اللہ مسکت جواب آگے اسی عنوان کے تحت آرہا ہے تو اس طرح صحابہ و تابعین، مہاجرین و انصار، خیار تابعین اور بے گناہ عوام پر مظالم ڈھاکر یزید بمطابق فیصلہ مصطفوی ضرور بالضرور ملعون ہے اور اس بات کی جو مختصر مگر جامع وضاحت حضور نے فرمائی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں "تاکہ عزت دے ان لوگوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے" اس موضوع پر تو کچھ وضاحت کی ضرورت ہی نہیں ہے مثلاً مسلم بن عقبہ جیسے ذلیل اور فاسق و فاجر شخص کو پورے لشکر کا سپہ سالار بنا دیا حالانکہ اس ذلیل کا ایک قول ہے۔

انی لم اعمل عملا قط بعد شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ احب الی من قتل اہل المدینۃ (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۲۵)

یعنی میرے نزدیک کلمہ پڑھنے کے بعد جو میرا سب سے پیارا اور پسندیدہ کام ہے وہ جنگ حرہ میں مدینہ والوں کا قتل ہے" استغفر اللہ۔ اور یزیدی فوج کے ایک افسر عبداللہ بن نمیر کا واقعہ کربلا کے متعلق نظریہ دیکھیں اور لاحول پڑھیں یہ ذلیل کہا کرتا تھا۔ و انی لا رجوا ان یکون جہادی مع ابن بنت رسول اللہ ھؤلاء افضل من جہاد المشرکین و الیسر ثوابا عند اللہ (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۸۱) یعنی میرے خیال (امید) کے مطابق میرا امام حسین (رضی اللہ عنہ) سے لڑنا کافروں اور مشرکوں کے ساتھ لڑنے سے زیادہ بہتر اور زیادہ کار ثواب ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک صرف یہ ہی نہیں بلکہ اسطرح کے سینکڑوں خرافات کتابوں میں موجود ہیں جو کہ ان لوگوں کے خبث باطنی کی واضح دلیل ہیں اور ان کے ذلیل و بے دین ہونے کا بین ثبوت۔ جن کو یزید عظیم عہدوں سے نوازتا رہا۔ اسی طرح ابن زیاد، شمر، خولی ابن سعد اور مروان

لعنہم اللہ علیہم اجمعین جیسے لوگوں پر کیسے کیسے نوازشات و انعامات کرتا رہا۔ مروان کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔ "مروان علیہ اللعنۃ کو برا کہنا چاہیے اور اس کی عداوت اہل بیت کے خیال سے اس شیطان سے دل نہایت بیزار رکھنا چاہیے (فتاوٰی عزیزی ص۲۲۵ ص۲۸۰) تو اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسے ایسے ذلیل لوگوں کو بڑے بڑے عہدے دے کر یزید علید نے ان کی عزت افزائی نہیں کی اور کیا اس طرح وہ اس فرمودۂ مصطفوی کے مطابق مستحق لعنت قرار نہیں پاتا؟ ضرور پاتا ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے ظالم حاکم کے ظلم کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی ہے اس کا دوسرا حصہ ہے "اور تاکہ ذلیل کرے ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالےٰ نے عزت بخشی ہے" یزید بے دید کی حکمرانی کی زندگی کو دیکھا جائے تو ایک دو یا دس بیس واقعات نہیں بلکہ اس کی حکمرانی کی زندگی کا ہر دن ہر رات بلکہ اس کی اس محدود زندگی کا ہر لمحہ صاحب عزت و شرف و صاحب حسب و نسب حضرات کی بے ادبیوں اور گستاخیوں میں گزرا ہے۔ ان میں خاندانِ نبوت کے افراد اور گلشنِ رسالت کے ان کھلے اور نیم کھلے غنچے، چمنستان اسلام کے اشجار طیبہ، یعنی صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، تابعین کرام اور عام مسلمان سب ہی یزید کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے اور یہ ہستیاں جو دیدۂ اسلام میں عزت و توقیر کا درجہ رکھتی ہیں یزید نے تاحد مقدور ان نفوس قدسیہ کو ذلیل کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ چاند پر تھوکنے سے چاند گندا نہیں ہو جاتا بلکہ وہ تھوک الٹ کر واپس اس کے اپنے منہ پر ہی پڑتی ہے اور چاند پر تھوکنے والے کا اپنا ہی منہ غلیظ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی وہی ہوا جن کو اس نے ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کی اللہ تعالےٰ نے ان کی عزت میں ایسے چار چاند لگائے کہ جبین عالم آج تک ان کے سامنے سرنگوں ہے اور رہتی

دنیا تک ان کا نام منہ کو مشک و گلاب سے دھو دھو کر لیا جائے گا اور ان کے ذکر خیر کو باعثِ ثواب بلکہ عین عبادت سمجھ کر تا قیام قیامت جاری و ساری رکھا جائے گا لیکن اس کے برعکس یزید و ابن زیاد، شمر و خولی، ابن سعد و مروان، مسلم بن عقبہ اور حصین بن نمیر وغیرہ کا نام مسلمانوں میں ایک گالی بن کر رہ گیا ہے۔ اللہ والوں کے ساتھ بغض و عداوت کا یہی ثمرہ ہوتا ہے۔ اس وضاحت مصطفوی کے مطابق بھی یزید عنید مستحق صد لعن ہے۔ ۳ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم نے جو مستحق لعنت ہونے کے اسباب بیان فرمائے ہیں ان میں سے تیسرا سبب ہے۔ " اللہ کی تقدیر کو جھٹلانا" اس عنوان کو پیشِ نظر رکھ کر یزید کے کردار کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یزید بے نصیب اس تیر بدبختی کا مجروح با قروح نظر آتا ہے۔

اس عنوان کے تحت یزید بے دید کا صرف ایک شعر ہی پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں امید ہے یہ شعر پڑھنے کے بعد کسی اور وضاحت کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی۔ وہ شعر یہ ہے۔ لعبت ھاشم بالملك فلا + خبر جاء ولا وحی نزل ۔(تذکرۃ الخواص ص۲۶۱) ترجمہ:۔ بنی ہاشم نے حکومت کے لیے ایک کھیل کھیلا ہے ورنہ ان کی طرف نہ کوئی خبر آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی" استغفر اللہ، معاذ اللہ، یعنی معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف لوگوں پر حکومت کرنے کے لیے نبوت کا ایک ڈھونگ رچایا تھا ورنہ (نقل کفر، کفر نباشد) آپ کوئی نبی پیغمبر نہیں ہیں"۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نبوت کوئی کسبی چیز نہیں ہے بلکہ تقدیر الٰہی کے مطابق عطائے خداوندی سے ان نفوس قدسیہ کے مقدر میں یہ شرف ازل سے لکھا جا چکا ہے، تو جو شخص کسی نبی کی نبوت کا انکار کرتا ہے وہ صرف ایک نبی کا انکار نہیں کر رہا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ حکم الٰہی اور تقدیر الٰہی کا بھی انکار کر رہا ہے۔ اس طرح یزید بے دید نے حضور کی نبوت، حکم خداوندی اور

تقدیرِ الٰہی کا منکر ہو کر اپنے لیے لعنت کا یہ طوق بھی خرید لیا ہے ۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو استحقاقِ لعنت کا چوتھا سبب بیان فرمایا ہے وہ ہے "اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کی ہے اُسے حلال جاننا" اب ذرا اس عنوان کو ذہن نشین رکھ کر یزید کے کردار کا مطالعہ کریں تو آپ پر روزِ روشن کی طرح یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ اتنی بڑی برائی جو کہ انسان کو لعنت کا مستحق بنا دیتی ہے یزید کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی بلکہ اس کے شب و روز ہی اس برائی میں گزرتے تھے مثلاً اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کیا ہے لیکن یزید پلید شراب کو حلال جانتا تھا، اس کے کافی ایمان سوز اشعار میں سے ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔ اذا ما نظرنا فی امور قدیمۃ ۔ وجدنا حلالا شربہا متوالیا

ترجمہ :۔ "جب ہم پرانے امور میں نظر ڈالتے ہیں تو شراب کا متواتر پینا حلال پاتے ہیں" (تذکرۃ الخواص صـ۲۹۰) اس بات کی تفصیل کے لیے درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں (جن میں سے اکثر حوالہ جات اپنے اپنے مقام پر اس کتاب میں موجود ہیں) تفسیر مظہری جـ۵ صـ۲۱، تفسیر مظہری جـ۶ صـ۵۵۴، تکمیل الایمان صـ۱۷۹، تاریخ یعقوبی جـ۲ صـ۲۳۸/۲۲۰، صواعق محرقہ صـ۲۲ صـ۲۲۱، تذکرۃ الخواص صـ۲۸۸/۲۹۱، ماثبت من السنۃ صـ۲۴۳، تاریخ الخلفاء صـ۱۴۶، جذب القلوب الی دیار المحبوب صـ۳۹ صـ۴۴، البدایہ والنہایہ جـ۸ صـ۲۱۶/۲۳۵، تاریخ طبری جـ۷ صـ۴، جـ۶ صـ۲۲۹، تاریخ کامل جـ۴ صـ۱۰۳، سر الشہادتین صـ۳۶، اخبار الطوال صـ۲۶۶۔ امام حسین اور یزید صـ۳۸ از قاری محمد طیب صاحب دیوبندی، مستدرک جـ۳ صـ۵۲۲، حیاۃ الحیوان جـ۲ صـ۱۷۵، شرح فقہ اکبر صـ۸۷، شرح عقائد نسفی صـ۱۱۱، تفسیر روح المعانی جـ۲۶ صـ۷۳، فتاوی عبد الحی صـ۷۹، وغیرہم۔ اسی طرح وہ محرمات دائمہ کو بھی حلال جانتا تھا۔ تفصیل کے لیے چند حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔ تحقیق دوست حضرات ملاحظہ فرمالیں۔ تکمیل الایمان صـ۱۷۸، مدارج النبوۃ

ج۱ ص۱۲۶، مستدرک ج۳ ص۵۲۲، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج۳ ص۴۶۹، تاریخ اسلام علامہ ذہبی ج۲ ص۳۵۶، فتاویٰ عبدالحی ص۷۹، تذکرۃ خواص الامہ ص۲۸۹، تاریخ الخلفاء ص۱۵۰، صواعق محرقہ ص۲۲۱، ینابیع المودۃ ص۳۲۶، طبقات کبریٰ ج۴ ص۲۸۳، ابن عساکر ج۷ ص۲۷۵، اوجز المناسک، شرح مؤطا امام مالک ص۴۳۵ از مولوی زکریا صاحب دیوبندی جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۳۹، ماثبت من السنۃ ص۴۴، تاریخ طبری ج۶ ص۲۲۹ حیاۃ الحیوان ج۲ ص۱۷۵، اخبار الطوال ص۲۶۶ وغیرھم۔

انسان کے دل و دماغ کو حلال و حرام کی تمیز سے مادر پدر آزاد کرانے میں سب سے زیادہ کردار شراب باعتاب ادا کرتی ہے جیسا کہ جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ المتولدۃ عن شرب الخمر من ترك الصلوٰۃ ومن قتل النفس التی حرم اللہ ومن وقوع المحارم۔ (نسائی شریف ج۲ ص۳۲۹) یعنی شراب پینے سے انسان میں ترک الصلوٰۃ قتل و غارتگری اور محارم کو حلال سمجھ لینا جیسی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں" اسی لیے مذہب مہذب اسلام باانعام نے اس ام الخبائث کو حرام قرار دے دیا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں فان ھذا اشراب من لایؤمن باللہ والیوم الاخر (نسائی شریف ج۲ ص۳۲۴) یعنی شراب وہی شخص پیئے گا جو اللہ تعالےٰ اور قیامت پر یقین نہیں رکھتا" جہاں تک قیامت پر یقین رکھنے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں یزید بے دید کا ایک شعر پیش خدمت ہے، شعر پڑھیں اور یزید کے ایمان کا درجہ متعین فرمائیں۔ فان الذی حدثت عن یوم بعثنا احادیث طسم تجعل القلب ساھیا یعنی مرکر دوبارہ اٹھنے کی جو باتیں کی جاتی ہیں وہ دل کو دنیا سے مایوس کر دینے والی غلط کہانیاں ہیں (تذکرہ خواص الامہ ص۲۹۱)

اللہ تعالےٰ نے جہاں بھی صاحب ایمان لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے تو ان کی علامات

میں سے ایک علامت " وہ قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں" بھی بیان فرمائی ہے اور اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کافروں، منافقوں اور فاسقوں فاجروں کے تذکرہ میں یہ بات بھی بیان فرماتے ہیں کہ " وہ قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتے" اور یزید کے اس شعر سے بالکل واضح ہو رہا ہے کہ وہ قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ اب قارئین کرام عقل و خرد اور عدل و انصاف کے مطابق خود فیصلہ فرمائیں کہ یزید بے دید کتنا پکا اور سچا مسلمان تھا۔ (صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے)

اور اگر ملا علی قاری رحمہ اللہ کی وضاحت "حرم مکہ میں وہ کام کرنا جو ازروئے شریعت وہاں کرنا ناجائز ہو" کو لیا جائے تو پھر بھی یزید اس حکم میں داخل ہوتا ہے کیونکہ اس نے پورا لشکر بھیج کر مکہ مکرمہ پر حملہ کرایا۔ اس کے حکم سے کعبۃ اللہ پر پتھر برسائے گئے، کعبہ کا چھت اور پردہ جل گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں جنت سے آنے والے مینڈھے کے سینگ کعبہ کے اندر آویزاں تھے وہ بھی جل گئے، کعبہ شریف میں پناہ لینے والوں کو بھی نہایت بے دردی سے قتل کر دیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ تمام کام یزید کے حکم اور اس کی مرضی کے مطابق کیئے گئے تھے لہذا اس طور پر دیکھا جائے تو پھر بھی یزید پلید لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے ۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فصاحت نشان نے استحقاقِ لعنت کا پانچواں سبب بیان فرمایا ہے " اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ بات حلال جاننا جو اللہ نے حرام کی ہے" اس وجہ سے بھی یزید لعنت کی دلدل میں کانوں تک دھنسا نظر آتا ہے کیونکہ اگر اہل بیت میں سے ازواج مطہرات کا تذکرہ کیا جائے تو زوجۃ الرسول اور بحکم قرآنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یزید بے دید کا نکاح کا ارادہ کرنا اسکے مستحق لعنت ہونے پر کافی بھاری دلیل ہے اور اگر مطالعے کا رخ من اولاد فاطمہ

کے مطابق آل اطہار کی طرف کیا جائے تو پھر بھی یزید کا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوانا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی بیعت کے لیے تنگ کرنا اور انکار بیعت پر آپ کے قتل کا حکم دینا، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حکم دے کر ابن زیاد کو کوفہ بھیجنا، تمام سانحہ کربلا، مخدرات عصمت کا بے پردہ اپنے دربار میں پیش کرنا، وقوعہ کربلا پر یوم فتح منانا، اس لٹے پٹے قافلے کو دیکھ کر طنزیہ اشعار کہنا، سر امام عالی مقام کو چھڑی مارنا، بطور نشان فتح تا زندگی سر امام اپنے خزانہ میں رکھنا وغیرہ، ایسے واضح افعال قبیحہ ہیں جن سے یزید کی اہل بیت کرام سے بغض و عداوت اظہر من الشمس واضح ہو رہی ہے۔ ان تمام افعال شنیعہ کا یزید کے ہاتھ اور زبان سے واقع ہونا ایسی متواتر چیز ہے کہ جس کا نہ تو انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان ملاہی کے مرتکب کو طوق لعنت سے آزاد کرایا جا سکتا ہے لہٰذا اس لحاظ سے بھی یزید بے نصیب لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

۶۔ چھٹی چیز جو حضور نے اسباب لعنت میں سے بیان کی ہے وہ "سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترک کرنا" ہے۔ تو جناب یہاں تو فرض عین صاحب بھی یزید بے دید کی چیرہ دستیوں سے نالاں ہیں، سنت کی یہاں کیا اہمیت ہے اور پھر جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو ہی معاذ اللہ فراڈ قرار دے رہا ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع یا اس کی عزت و پاسداری کی توقع کرنا ہی سراسر بے جا ہے بلکہ یوں کہو کہ یزید کے ورق حیات میں سنت نام کی کوئی چیز موجود ہی نہیں تھی، جو شخص نماز جیسے اہم فریضہ کا مذاق اڑا سکتا ہے اس کی نظر میں سنت کی کیا کچھ وقعت ہو گی۔ آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں۔ لہٰذا یزید اس ضمن میں بھی ضرور بالضرور مستحق لعنت قرار پائے گا۔ قارئین کرام اختصار رسالہ کے پیش نظر ان عنوانات کے تحت

یزید کے کردار کا کچھ نمونہ دکھایا ہے امید ہے کہ آپ کے لیے یہ چند الفاظ فیصلہ کرنے میں کافی ممد و معاون ہوں گے۔

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے — جو کچھ بیان ہوا وہ آغازِ باب تھا

حدیث ۶:- عن ام فضل بنت الحارث انها دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت یا رسول الله انی رأیت حلما منکرا اللیلة قال وما هو قالت رأیت کان قطعه من جسدك قطعت ووضعت فی حجری فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم رایت خیرا تلد فاطمة ان شاء الله غلاما یکون فی حجرك فولدت فاطمة الحسین فکان فی حجری کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فدخلت یوما علی رسول الله صلی الله علیه وسلم نوضعته فی حجره ثم کانت منی التفاتة فاذا عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم تهریقان

ترجمہ:- حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک بہت بُرا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا خواب ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری جھولی میں آگرا ہے، آپ نے فرمایا پھر تو آپ کا خواب بہت اچھا ہے آپ نے فرمایا چچی جان آپ کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میری شہزادی فاطمہ کو اللہ تعالیٰ ایک شہزادہ عنایت فرمائے گا۔ اور وہ آپ کی جھولی میں کھیلا کرے گا۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں چنانچہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاں جناب حسین متولد ہوئے

الدموع قالت فقلت یا نبی الله بابی انت وامی مالك قال اتانی جبرئیل علیه السلام فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی هذا (رواه البیهقی)

(دلائل النبوة ۶ ، مشکوٰة شریف ص ۵۷۲ ، ص ۴۹۸)

(ماثبت من السنہ ص ۳۲ ، مستدرک ج ۳ ص ۱۷۷ ، طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۲۳ ، نور الابصار ص ۱۳۹ ، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۳۲۲ ، الاستیعاب ج ۱ ص ۳۸۰ ، اسعاف الراغبین برحاشیہ ، نور الابصار ص ۲۰۹ ، مسند امام احمد ج ۲ ص ۶ ، سر الشہادتین ص ۸۵ ، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۹۸ .
احیاء العلوم امام غزالی ج ۴ ص ۱۹۱ ، تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۵۵ ، الاصابہ ج ۱ ص ۳۵۵ ، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۹۹ ، صواعق محرقہ ص ۱۹۱)

اور حضور کے فرمان کے مطابق شہزادہ حسین میری جھولی میں کھیلا کرتا تھا۔ ایک دن میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئی دیکھا کہ نواسۂ رسول اعظم آپ کی آغوشِ مقدس میں ہے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا بات ہے کہ آپ رو رہے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ ابھی ابھی جبریل امین میرے پاس حاضر ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میرے اس پیارے نواسے کو میرے ہی اُمتی ہونے کا دعویٰ کرنیوالے شہید کردیں گے۔

علامہ نبہانی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ قالت ام سلمة واتاه بتربة فشمها ثم قال ریح کرب و بلا وقال یا ام سلمة ان هذا من تربة الارض التی یقتل فیها ... اذا تحولت هذه التربة دما فاعلمی ان ابنی قد قتل فجعلتها فی قارورة ... وکنت اقول ان یوما یتحول فیه دما لیوم عظیم فاستشهد الحسین کما قال علیه السلام بکربلاء من ارض العراق . واخرج الطبرانی عن عائشة رضی الله عنها عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اخبرنی جبریل ان ابنی الحسین یقتل بعدی بارض الطف وجاء نی بهذه التربة واخبرنی ان فیها مضجعه .

(حجة الله علی العالمین ص ۷۷۴ طبع مصری)

یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کا یہ پیارا نواسہ حسین آپ کے کائنات سے پردہ فرمانے کے بعد طف کی زمین میں شہید کر دیا جائے گا اور آپ نے وہاں کی سرخ مٹی بھی لاکر دی اور فرمایا اس زمین میں جناب امام کی آخری آرام گاہ ہو گی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا اس سے کربلا کی خوشبو آرہی ہے اور آپ نے وہ مٹی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کو دے دی اور فرمایا اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ میرا پیارا حسین شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں میں نے وہ مٹی ایک شیشی میں محفوظ کر لی آخر وہ سخت دن بھی آگیا جب وہ مٹی خون بن گئی اور اس دن جناب امام حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق کے میدان کربلا میں شہید ہو گئے جیسا کہ جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا تھا۔

دولت دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر!
کربلا میں خوب ہی چمکی دوکان اہل بیت

اسی طرح ترمذی شریف کی ایک روایت ہے۔ حدثتی سلمی قالت دخلت علی ام سلمة وھی تبکی فقلت ما یبکیك قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم تعنی فی المنام وعلی رأسه ولحیته التراب فقلت مالك یا رسول اللہ قال شھدت قتل الحسین آنفا۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۸، مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۲) معجم کبیر طبرانی ج ۲۳ ص ۳۷۳ طبع بغداد، دلائل النبوۃ بیہقی طبع بیروت ج ۷ ص ۴۸، ماثبت من السنہ ص ۳۲، تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵۔ ترجمہ:۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

ہیں ایک دفعہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی تو آپ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں تو آپ نے فرمایا میں نے ابھی ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپکے سر مبارک اور داڑھی مبارک پر دھول پڑی ہوئی تھی۔ حضرت ام سلمیٰ فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے آپ اتنے پریشان ہیں اور آپ کا سر مبارک اور ریش مبارک غبار آلود ہیں آپ نے فرمایا میرا پیارا نواسہ حسین شہید ہوگیا ہے اور میں مقتل حسین میں گیا ہوا تھا" یعنی آپ میدان کربلا میں موجود تھے (اور راضی برضا ہوکر دعا فرمارہے ہوں گے اللهم اعط الحسين صبرا و اجرا۔ اور وہیں سے غبار اُڑ اُڑ کر آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک پر پڑا۔ اب آپ ہی سوچیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان پر ہر طرح کے ظلم وستم دیکھ دیکھ کر یزیدیوں کیلئے کیا فرما رہے ہوں گے۔

نوچ لوں بال تیرے کھینچ لوں جلد تیری — دل یہ چاہتا ہے زندہ ہی جلا دوں تجھ کو

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے بدلہ میں ان ظالموں کو قیامت میں کیا کیا قہر و غضب جھیلنا پڑے گا۔ نعوذ باللہ من ذالک اسی طرح کی ایک حدیث مسند امام احمد اور دلائل النبوۃ بیہقی میں بھی موجود ہے۔ عن ابن عباس انه قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم فيما يرى النائم ذات يوم بنصف النهار اشعث اغبر بيده قارورة فيها دم فقلت بابي انت و امي ما هذا قال هذا دم الحسين واصحابه ولم ازل التقطه منذ اليوم فاحصى ذالك الوقت فاجد قتل ذالك الوقت۔

(دلائل النبوۃ بیہقی ج ۶ ص ۴۷۱، مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۲)

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پریشان حال ہیں اور آپ کا چہرہ مبارک غبار آلود ہے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ شیشی میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں (شہداء کربلا) کا خون ہے جسے میں اب تک اکٹھا کر رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے وہ وقت نوٹ کر لیا تھا کہ جب شہادت امام عالی مقام کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو میں نے دیکھا آپ کی شہادت کا بالکل وہی وقت تھا جب مجھے حضور کی زیارت ہوئی تھی۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں

رواہ البغوی وابن السکن وغیرھما من ھذا الوجہ ومتنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ابنی ھذا یعنی الحسین یقتل بارض یقال لھا کربلاء فمن شھد ذالک منکم فلینصرہ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ع۱ ص۶۸) ترجمہ :۔ علامہ بغوی اور ابن سکن وغیرہما نے روایت کی ہے کہ حضرت انس بن حرث رضی فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرا پیارا بیٹا حسین ایک ایسی زمین میں قتل کیا جائے گا جسے کربلا کہا جائے گا۔ پس تم میں سے جو کوئی وہاں موجود ہو تو چاہیے کہ وہ پیارے حسین کی مدد کرے۔

رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہ حسن و عشق کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلِ بیت

علامہ شبلنجی مصری نقل کرتے ہیں۔ فمرونا بارض کربلا فقال علی ههنا مناخ رکاء بهم و موضع رحالهم و مهراق دمائهم فئة من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقتلون فی هذہ العرصة تبکی علیهم السماء والارض (نور الابصار ص۱۱۲ طبع مصری) یعنی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ میدانِ کربلا سے گزرے اور فرمایا امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذوی الاحترام گروہ یہاں شہید ہو گا۔ یہ میدان اُن کے پڑاؤ کی جگہ ہے یہاں ان کا (بے دریغ ناحق) خون بہایا جائے گا اور ان کی شہادت پر زمین و آسمان روئیں گے۔ نیز عاشقِ رسول مولانا جامی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم تھا اور آپ نے اس میدان سے گزرتے ہوئے مقتلِ حسین کی نشاندہی فرمائی اور اس میدان کو " میدان کرب و بلا " کہہ کر پکارا (شواہد النبوۃ ص۲۸۶، البدایہ و النہایہ ج۸ ص۲۰۵، مستدرک ج۳ ص۱۷۱، سر الشہادتین ص۸۵، سوانح کربلا ص۷۶، تہذیب التہذیب ج۲ ص۲۴۴) (نور الابصار ص۱۱۴)

رنگ جب لائے گی محشر میں تو اُڑ جائے گا رنگ
یوں نہ کہیے سرخئ خونِ شہیداں کچھ نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غمگین و مغموم کہ آپ کے آنسو تک جاری ہو گئے۔ دیکھ کر شاید یہ حدیث شریف پڑھتے ہوئے آپ کی پلکیں بھی بھیگ گئی ہوں اور اگر ایسا ہے تو الحمد للہ، اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ حب اہلِ بیت میں آپ کی آنکھوں کی یہ معمولی سی تراوٹ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کو بہت ساری آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے کافی و وافی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہلِ بیت کی محبت و عقیدت اور اطاعت نصیب فرمائے اور اسی نعمتِ عظمٰی پر ہمارا خاتمہ فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

دامن کو لیے ہاتھ میں کہتا تھا یہ قاتل
کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی

قارئین کرام آپ نے حدیث شریف پڑھی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ ضرور سمجھ بھی لی ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم نے جب شہادت امام عالی مقام کا تذکرہ فرمایا تو آپ کو ایسے ہی سخت صدمہ پہنچا جیسے ایک شفیق ورحیم باپ کو اپنی اولاد کا دکھ اور تکلیف دیکھ کر یا سن کر پہنچتا ہے اور حضور کی رحمت تو اتنی لا محدود ہے کہ خود پروردگار عالم نے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کے الفاظ باثواب فرماکر آپ کی رحمت لا منتہا کو تمام عالمین پر ممتاز فرما دیا ہے۔ ذرا آپ غور فرمائیں جس عظیم ہستی کو خالق کائنات حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ کے الفاظ باثواب کے ساتھ خراج تحسین پیش فرما رہا ہو، گالیاں دینے والوں کو دعائیں دینا جن کا وطیرہ ہو، دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو قبائیں بخشنا جن کا طریقہ ہو، جن کا دل ہرنی کو پا بازنجیر اور اونٹ کو بھوکا اور کمزور دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہو وہ رؤف ورحیم نانا جان اپنے اس پیارے نواسے کی مصیبت دیکھ کر کیوں غمناک نہ ہونگے جن کی محبت میں آپ نے اپنے سگے بیٹے حضرت ابراہیم کو ان پر تصدق فرما دیا تھا (نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۲۸، روضۃ الاصفیاء صفحہ ۱۱) اس حدیث سے یہ بات صاف نظر آرہی ہے کہ حضور کو اس المناک واقعہ کو سن کر اتنا رنج ہوا، اتنا دکھ پہنچا، اتنی تکلیف ہوئی، اتنی اذیت پہنچی کہ آپ کے آنسو بہنے لگے۔ اب ذرا آپ یہ سوچیں کہ وہ کون بدنصیب ہے جس نے اللہ کے رسول کو رلایا ہے؟ جس واقعہ فاجعہ کو یاد کرکے آپ کو اذیت پہنچی اور آپ روئے، اس واقعہ کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ کربناک وقوعہ کس ظالم کے حکم پر ہوا؟ اور مخبر صادق علیہ السلام نے کس فاسق و فاجر کے نام کی قبل از وقت نشاندہی فرمائی تھی؟ ضرور اور بالضرور آپ کے منہ سے ایک ہی نام نکلے گا؟ یزید عنید۔ ثابت ہوا کہ اس ظلم کے ذریعہ سے یزید بے دید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والے

کے لیے خداوند ذوالجلال کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ و اعد لھم عذابا مھینا پ۲۲ س احزاب ۵۷ (اس آیت کا کچھ بیان آیات کے باب میں گزر چکا ہے) ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالے نے ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" یقیناً اب تو فیصلہ بہت آسان ہو گیا ہے کہ یزید بدبخت نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی اور آپ کو رُلایا لہذا اس پر اللہ کی لعنت ہے جس شخص پر اللہ تعالیٰ لعنت فرما رہا ہے اس پر لعنت کرنے میں ہمیں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

حدیث ۷:۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ... قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھلکۃ امتی علی ید غلمۃ من قریش۔	ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت قریش کے نوجوانوں کے ہاتھ سے ہو گی۔"

(بخاری شریف ۲ ص ۱۰۴۵، مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۵)

اس حدیث کے تحت شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وفی روایۃ ابن ابی شیبۃ ان اباھریرہ کان یمشی فی السوق و یقول اللھم لا تدرکنی سنۃ ستین وامارۃ الصبیان وفی ھذا اشارۃ الی ان اول الاغیلمۃ کان فی سنۃ ستین وھو کذالک فان یزید بن معاویۃ استخلف فیھا..... ان اولھم یزید کما دل علیہ قول ابی ھریرۃ رأس الستین وامارۃ الصبیان فان یزید کان غالبا ینتزع الشیوخ من امارۃ البلدان الکبار و یولیھا الاصاغر من اقاربہ۔

(فتح الباری شرح بخاری ج ۱۳ ص ۸)

ترجمہ:۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں تشریف

لے جا رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے اے میرے اللہ مجھے ٦٠ھ اور لڑکوں کی حکومت تک زندہ نہ رکھنا۔ اس میں اشارتاً بیان کیا گیا ہے کہ پہلا حاکم لڑکا ٦٠ھ میں تخت نشین ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا یزید اس سن میں حاکم بنا۔ ان مہلک حاکم لڑکوں میں سے پہلا یزید ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول میں "ساٹھ ہجری اور لڑکوں کی حکومت" کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں اور یزید بڑے بڑے شہروں سے تجربہ کار بزرگ حاکموں کو معزول کرکے ان کی جگہ اپنے رشتہ دار لڑکوں کو حاکم بنا دیتا تھا ـــــ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

واولھم یزید علیہ ما یستحق وکان غالبا ینزع الشیوخ من امارۃ البلدان ویولیھا الاصاغر من اقاربہ (عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۲۴ ص ۱۸۰)

ترجمہ: امت محمدیہ کو ہلاک کرنے والے حاکم لڑکوں میں سے پہلا حاکم یزید ہے، اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے اور وہ بڑے بڑے شہروں سے تجربہ کار بزرگ حاکموں کو معزول کرکے ان کی جگہ اپنے رشتہ دار لڑکوں کو حاکم بنا دیتا تھا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز ــــ چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ایک نکتہ! اس عبارت میں یزید کے متعلق عَلَیہِ مَا یَستَحِق کے الفاظ علامہ عینی کے یزید کے متعلق خیالات کو کافی واضح کر رہے ہیں۔ ملت اسلامیہ کا ہمیشہ سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ ہمارے ملجا و ماوی جناب محمد مصطفیٰ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا اور بولا جاتا ہے دیگر انبیائے کرام کے اسمائے مقدسہ کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ لکھے اور بولے جاتے ہیں اسی طرح امت محمدیہ میں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے لیے رضی اللہ عنہ اور دیگر مومنین کاملین اولیائے عظام کے لیے رحمہ اللہ کے الفاظ معمول و مقبول ہیں لیکن علامہ عینی رحمہ اللہ نے یزید کے متعلق ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بھی تحریر نہیں فرمایا اس سے صاف

معلوم ہو رہا ہے کہ آپ یزید بے دید کو رحمتِ خداوندی کا مستحق نہیں سمجھتے نیز خاموشی ویسے بھی نیم رضا ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ آپ یزید کے لیئے رحمت خداوندی کا استحقاق نہ مان کر رحمت کے مقابلہ میں علیہ ما یستحق کہہ کر اس کے لیئے خاموش زبان سے مستحق لعنت ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور شارح بخاری علامہ عینی نے یہ طریقہ بھی حدیث بخاری سے لیا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک اور ام المومنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہم سے تین طریقوں سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا سلم علیکم الیھود فقولوا وعلیکم (بخاری شریف ج ۲ ص ۹۲۵) یعنی جب یہودی تمہیں سلام کہیں تو صرف اتنا ہی کہا کرو "وعلیکم" یعنی یہودیوں کو یہ تو کہا نہیں جاسکتا کہ تم پر سلامتی ہو یعنی یوں کہہ لیا کرو "تم پر وہ ہو جس کے تم مستحق ہو" یعنی لعنت و عذاب کے۔ تقریباً وہی الفاظ علامہ عینی نے اور انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ یزید کا نام لیا تو فرما دیا "علیہ ما یستحق" اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے (یعنی ....) اس کے مقابلہ میں مومنوں کے لیے علیہ الرحمۃ کے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہیں۔ فرق صاف ظاہر ہے۔ یاد رکھیں۔

شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وعند احمد والنسائی من روایۃ سماک عن ابی ظالم عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنه ان فسادا متی علی یدی غلمۃ سفهاء من قریش ویزیادۃ سفهاء تقع المطابقة بین الحدیث والترجمة وعند ابن ابی شیبه من وجه آخر عن ابی هریرۃ رفعه اعوذ بالله من امارۃ الصبیان قال فان اطعتموهم هلکتم ای فی دینکم وان عصیتموهم اهلکوکم ای فی دنیاکم .... باذهاق

النفس او باذهاب المال او بهما وعند ابن ابی شيبة ان ابا هريرة كان يمشی فی السوق ويقول اللهم لا تدركنی سنة ستين والامارة الصبيان وقد استجاب الله دعاء ابی هريرة فمات قبلها بسنة قال فی الفتح وفی هذا اشارة الی ان اول الاغيلمة كان فی سنة ستين وهو كذالك فان يزيد بن معاويه استخلف فيها ارشاد الساری شرح بخاری ج۱۰ ص۱۷۰

یعنی مسند امام احمد اور نسائی شریف میں حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا فساد قریش کے کچھ بے وقوف کم عمروں کے ہاتھوں ہوگا۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لڑکوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں نیز آپ نے فرمایا کہ اگر تم ان کی اطاعت کروگے تو تمہارا دین تباہ کردیں گے اور اگر ان کی نافرمانی کروگے تو تمہاری دنیا برباد کردیں گے یعنی تمہیں ہلاک کردیں گے یا تمہارا مال چھین لیں گے یا پھر دونوں چیزیں ہی یعنی تمہاری جان اور مال تباہ کردیں گے۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ مجھے سنہ ۶۰ھ اور نوعمروں کی حکومت تک زندہ نہ رکھنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول فرمالی اور وہ سنہ ۵۹ھ اور نوعمروں کی حکومت سے ایک سال قبل ہی انتقال فرماگئے اور اس دعا میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نوعمروں کی حکومت کی ابتداء سنہ ۶۰ھ میں ہوئی چنانچہ یزید بن معاویہ اس سن میں حکمران بنا۔ د ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن نوعمر بے وقوف فسادی حکمرانوں سے اور ان کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگی تھی ان میں پہلا نوعمر بے وقوف اور فسادی حاکم یزید بے دید ہے ...)

نیز سوانح کربلا ص۶۳ ۔

گندم ازگندم بروید جوزجو　　　ازمکافات عمل غافل مشو

اس حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

لعله اريد بهم الذين كانوا بعد الخلفاء الراشدين مثل يزيد وعبدالملك بن مروان وغيرهما رمرقاة شرح مشكوة ۱۲غاص) غالباً آپ کی مراد ان حاکم لڑکوں سے خلفاء راشدین کے بعد کے خلفاء ہیں مثل یزید اور عبدالملک بن مروان وغیرھما کے" شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ مراد باآں غلمہ کشندگان عثمان وعلی وحسن وحسین اند رضی اللہ عنہم ...... ومراد یزید بن معاویہ وعبداللہ بن زیاد ومانند ایشاں انداز احداث ونوسالاں بنی امیہ خذلہم اللہ وبتحقیق صادر شد از ایشاں از قتل اہل بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وبند کردن ایشاں وکشتن خیار مہاجرین وانصار آنچہ شد (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ۴ ص۱۵۵) اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جوکہ تقریباً اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے) اور مراد ان لڑکوں سے حضرت عثمان وحضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کے قاتلین ہیں اور اس سے مراد یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زیاد اور مانند ان کے ہیں اللہ انہیں ذلیل کرے اور ان سے قتل اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صادر ہوا (اور انہیں قید کیا اور مہاجرین وانصار کے بزرگوں کو قتل کیا) مظاہر حق ۴ ص۳۲) شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے لفظ "غلمة" اور "اغيلمة" کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں وقد يطلق الصبي والغليم بالتصغير على الضعيف العقل والتدبير والدين ولو كان محتلما وهو المراد هنا فان الخلفاء من بني امية - (فتح الباري

شرح بخاری ۱۳ صے طبع مصری) اور اس لفظ کا اطلاق ہر ایسے شخص پر ہوتا ہے جو کم عقل غیر مدبر اور کمزور ایمان والا ہو اگرچہ وہ ظاہری طور پر بالغ ہی کیوں نہ ہو اور ان بے عقل کمزور ایمان والے غیر مدبر ظالم نوعمر حاکموں سے مراد بنوامیہ کے حکمران ہیں (یزید بے دید اور مروان وغیرہ) شیخ عبدالرحمان مالکی رحمہ اللہ بخاری اور مسلم کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہلاک کریگی لوگوں کو یہ قریش کی قوم ابوہریرہ نے کہا کہ میں چاہوں تو ان کے نام بھی بتا دوں (فساد کے خطرہ سے نام نہیں لیا) اس حدیث میں حکومت بنی امیہ کے فسادوں کی خبر ہے چنانچہ امام حسین کی شہادت اور اس کے بعد سینکڑوں اصحاب مدینہ میں یزید کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے (مشارق الانوار ص ۲۸۴)

علامہ شیخ محمد صدیق نجیب آبادی دیوبندی ابوداؤد کی شرح میں حدیث شریف عن حذیفۃ ۔ قال قلت یا رسول اللہ ھل بعد ھذا الخیر شر قال فتنۃ عمیاء صماء علیھا دعاۃ علی ابواب النار ۔

(ابوداود شریف ص ۵۳۸) کے تحت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی، مولانا انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی، مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا شبیر احمد صاحب دیوبندی کی تقاریر سے استفادہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لا یبعد ان یحمل ھذا علی ما وقع فی ایام یزید بن معاویۃ من قتل الحسین بن علی رضی اللہ عنھما و جماعۃ ۔

(انوار المحمود شرح ابوداود ص ۴۶۴) یعنی یہ بات بعید از احتمال نہیں ہے کہ اس اندھے اور بہرے فتنے سے مراد وہ فتنہ ہو جو یزید بے دید کے دور حکومت میں واقع ہوا یعنی امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت کا قتل

سیرۃ النبی شبلی، ندوی	رحمۃ اللعالمین	حاشیہ مکتوبات	ہدیۃ المہدی
ازالۃ الخفاء	جلاء الافہام	تطہیر الجنان	حاشیہ ہدیۃ المہدی
تاریخ خمیس	تکمیل الایمان	مرج البحرین	کرامات اہلحدیث
سیرۃ النعمان	فتاوی عبدالحی	غنیۃ الطالبین	باران انوارع
نور الابصار	ماثبت من السنہ	مثنوی بوعلی قلندر	احیاء المیت
تنویر الازہار	مکتوبات قاضی ثناء اللہ	ابیات باہو	منہاج السنۃ
حجۃ اللہ علی العالمین	خصائص کبریٰ	دیوان فرید	عقائد اسلام
اسعاف الراغبین	ینابیع المودۃ	صحابیات وعارفات	نزل الابرار
شواہد النبوۃ	تاریخ ذہبی	عرفان شریعت	تبلیغی نصاب
سوانح کربلا	شذرات الذہب	تحفہ اثنا عشریہ	شہید کربلا اور یزید
نزہۃ المجالس	فتح القدیر	تذکرۃ الحفاظ	شہید کربلا
روضۃ الاصفیا	مطالب السئول	الابریز	سانحہ کربلا
حیاۃ الصحابہ	شرح مقاصد	الیافعی الشافعی	فتاوی ابن تیمیہ
تاریخ اسلام ندوی	سفینۃ الاولیاء	احسن الوعاء	جامع کرامات اولیاء
تاریخ اسلام اکبر شاہ	مقتل حسین خوارزمی	ذوق نعت	تشریف البشر
تاریخ اسلام حمید الدین	مروج الذہب	فتاوی مہریہ	امداد الفتاوی
تاریخ اسلام عبدالقادر	امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی	بہار شریعت	مکتوبات شیخ الاسلام
تاریخ اسلام امیر علی	فتاوی عزیزی	توضیح العقائد	فتاوی رشیدیہ
صواعق محرقہ	سر الشہادتین	کلام اقبال	مناقب موفق
حجۃ اللہ البالغہ	تقریب التہذیب	علوم القرآن	محرم نامہ
تذکرۃ الخواص	تہذیب التہذیب	تاریخ التفسیر	★
کشف المحجوب	میزان الاعتدال	تاریخ الحدیث	
مدارج النبوۃ	حیاۃ الحیوان	الرد علی المتعصب العنید	

مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وما اخبر به الرسول صلی اللہ علیه وسلم من فساد الدین علی ایدی اغیلمة من سفهاء قریش وقد کان ابوهریرة رضی اللہ عنه یقول لو شئت ان اسمیهم باسمائهم لفعلت اوالمراد الاحادیث التی فیها تعیین اسماء امراء الجور واحوالهم وذمهم وقد کان رضی اللہ عنه یکنی عن بعض ذالك ولا یصرح خوفا علی نفسه منهم بقوله اعوذ باللہ سبحانه من رأس الستین وامارة الصبیان یشیر الی خلافة یزید الطرید لعنه اللہ تعالی علی رغم انف اولیائه لانها کانت سنة ستین من الهجرة واستجاب اللہ تعالی دعا ابی هریرة رضی اللہ عنه فمات قبلها بسنة (روح المعانی ۲۰ ص۱۹۲ طبع بیروت)

ترجمہ: اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے بے وقوف کم عمر حاکموں کے ہاتھوں سے دین کے فساد کی خبر دی ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بتا سکتا ہوں یا وہ احادیث مبارکہ مراد ہیں جن میں ظالم حاکموں کے نام انکے حالات اور انکی برائی بیان کی گئی ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی جان کے خوف سے صاف صاف کسی کا نام نہیں لیتے تھے البتہ اشارے کنائے سے بعض کا ذکر کرتے تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے میں اللہ پاک کی پناہ مانگتا ہوں ۶۰ھ کے سرے سے اور نو عمروں کی حکومت سے اور آپ کا اشارہ یزید مردود کی خلافت کی طرف تھا اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر اور خدا اس کے ساتھیوں کو بھی ذلیل کرے یزید ۶۰ھ میں حکمران بنا اور حضرت ابوہریرہ کی دعا اللہ تعالےٰ نے قبول فرمائی اور وہ یزیدی حکومت سے ایک سال قبل ۵۹ھ میں وفات پا گئے تھے۔

جب سرِ محشر وہ پوچھیں گے بُلا کے سامنے
کیا جوابِ جرم دو گے تم خدا کے سامنے

حدیث ۸ عن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین رضی اللہ عنہم انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم۔

(ترمذی شریف ۲ صہ ۲۲۷، مشکوٰۃ شریف صہ ۵۶۲)

ترجمہ:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا جو ان سے لڑے گا اس سے میں خود لڑونگا اور جو ان سے صلح و آشتی کا معاملہ رکھے گا میں اس کی سلامتی کا طالب ہوں گا۔"

یعنی جو شخص ان نفوسِ قدسیہ سے لڑے گا وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ اور قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑنے والے کے متعلق اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ انما جزآؤ الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذٰلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم ۵ پ ۶ س مائدہ آیت ۳۳

یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ گن گن کر قتل کیئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا ملک بدر کر دیے جائیں۔ یہ ان کے لیے دنیا کی ذلت ہے اور ان کے لیئے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خولی بن یزید گرفتار کر کے مختار کے پاس

لایا گیا۔ مختار نے پہلے اس کے ہاتھ پیر کٹولئے پھر سولی چڑھایا پھر آگ میں جھونک دیا اسی طرح چھ ہزار (۶۰۰۰) کوفیوں کو جو کہ قتلِ امام میں شریک تھے مختار نے طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کیا۔ (سوانح کربلا از مولانا نعیم الدین مرادآبادی صکا۱) دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے ان الذین یحادون اللہ و رسولہ کبتوا پ۲۸ س مجادلہ آیت ۵ یعنی جو لوگ مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے اللہ تعالی نے انہیں ذلیل کر دیا۔" ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے:

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئك فی الاذلین پ۲۸ س مجادلہ ۲۰ یعنی بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالی کے نزدیک وہ سب سے زیادہ ذلیل ہیں۔" نیز فرمانِ الٰہی ہے الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و رسولہ فان لہم نار جہنم خالداً فیہا ذلك الخزی العظیم پ۱۰ س توبہ آیت ۶۳ یعنی کیا وہ نہیں جانتے کہ جو مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی پس واسطے اس کے آگ ہے دوزخ کی، ہمیشہ رہے گا وہ اس میں، یہ بہت بڑی ذلت ہے ان کے لیے"۔ قارئین کرام آپ نے فرمانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھ لیا اور فرامینِ خداوندی بھی ملاحظہ فرمالیے اب آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ جو شخص اذیت مصطفوی کا سبب بنا ہو جس کے مظالم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو برستے رہے جس کے ظلم وفساد پر سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا روضۂ رسول پر بیٹھ کر روئیں جس کے جبر واستبداد کو جناب حیدر کرار نے دوزخ کی آگ فرمایا۔ جس نے دھوکے کے ساتھ جناب امام حسن کو زہر دلوا کر شہید کروایا۔ جس نے امام حسین علیہ السلام اور ان کے خاندان اور رفقاء کو شہید کرنے کے لیئے احکامات جاری کیئے اور بعد از سانحہ شہداء کے سروں کو دیکھ کر خوش ہوا اور جشن فتح منایا اور ملحدانہ شعر کہے۔ مدینہ طیبہ کو غارت کیا۔

بیت اللہ پر پتھر برسائے جس سے آگ لگ کر کعبہ شریف کا پردہ اور چھت جل گیا، وغیرہ وغیرہ۔ قارئین کرام کیا یزید پلید نے یہ تمام افعال اور دیگر افعالِ قبیحہ کا ارتکاب کر کے اللہ اور رسول سے مخالفت اور جنگ نہیں کی؟ ضرور کی ہے اور اللہ اور رسول سے مخالفت کر کے وہ ذلت دنیوی و اخروی اور عذاب نار کا مستحق قرار پایا ہے۔ اللہ تعالے محفوظ رکھے۔

ان الرسول لنور یستضاء بہ
مھند من سیوف اللہ مسلول

حدیث ۹:۔ عن جعفر ضمری و عبد اللہ بن عدی فاتینا وحشی بن حرب فحدثنا قال۔ اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشہدت شہادۃ الحق فقال یا وحشی غیب وجھک عنی فانی لا احب من قتل الاحبۃ۔

(معجم اوسط طبرانی ج ۲ ص ۴۷۶)
(اوسط ج ۲ ص ۴۷۶)

فقد ذکرالھیثمی نحوہ فی مجمع الذوائد کتاب المغازی والسیر۔ غزوہ احد باب مقتل حمزہ وقال رواہ الطبرانی واسنادہ حسن (حاشیہ معجم)

ترجمہ:۔ حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری اور حضرت عبد اللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت وحشی نے بیان کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور میں کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے وحشی میرے سامنے نہ بیٹھا کرو کیونکہ جو میرے پیاروں کو قتل کرے میں اس کی طرف دیکھنا پسند نہیں کرتا۔"
علامہ ہیثمی نے بھی مجمع الذوائد کی کتاب المغازی میں غزوہ احد کے تحت باب مقتل حمزہ رضی اللہ عنہ میں اسی طرح بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد حسن ہیں۔"

صواعق محرقہ ص ۱۹۴، تذکرہ خواص الامہ ص ۲۷۵، البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۱۸، حیات الصحابہ از

مولوی یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی جلد ۱ صفحہ ۵۹۷)

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ایک چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ دیکھنے سے بھی نفرت فرما رہے ہیں تو یزید عنید جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام کا تمام گلستان اُجاڑ دیا۔ حتیٰ کہ پورے خاندان میں سے صرف ایک بچہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ باقی بچے جن سے آگے نسلِ سادات چلی۔ اگر معاذاللہ آپ بھی تیغِ ظلم سے شہید ہو جاتے تو آج ہستیٔ کائنات میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کی نسلِ پاک کا ایک فرد بھی موجود نہ ہوتا۔ خود یزید عنید نے بھی سانحہ کربلا کے بعد ایک شعر میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔ ظالم کہتا ہے۔

قد قتلنا القرن من ساداتھم + وعدلناه ببدر فاعتدل

(اخبار الطوال صفحہ ۲۶۹، تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۶۱، صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۰، ینابیع المودۃ صفحہ ۳۲۵، البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۲۴، نزل الابرار ص) یعنی ہم نے آلِ محمد کے سرداروں کی ایک نسل کو قتل کر دیا ہے اور بدر کا بدلہ لے لیا ہے، اب حساب برابر ہو گیا ہے........" یزید وہ ظالم شخص ہے جس کے دورِ حکومت سے حضور اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس زمانہ سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم فرمایا کرتے تھے نیز یزید وہ بد بخت شخص ہے جس کی پیدائش سے بھی تقریباً ۲۰ برس پہلے اس کا نام لے کر اس کا فاسق و فاجر ہونا بیان فرما دیا تھا، چنانچہ تمام محدثین مہلکِ امت نوجوان بے وقوف حاکموں میں سے پہلا ظالم اور بے وقوف نوعمر حاکم یزید بے نصیب کو قرار دیتے ہیں اس ظالم کی چیرہ دستیاں اس کتاب میں جا بجا بکھری پڑی ہیں اور زمانہ انہیں جانتا ہے تو جناب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جو کہ آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو فرمایا تھا۔ وہ بیان

مصطفوی مدِّ نظر رکھ کر ذرا فیصلہ فرمائیں کہ جب خاندانِ نبوت کے ایک فرد کو قتل کرنے والے سے حضور اتنی نفرت فرما رہے ہیں کہ اس کا چہرہ دیکھنا بھی گوارا نہیں فرما رہے تو تمام اہل بیت اطہار کو تیغِ ظلم سے ذبح کرنے والے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی نفرت ہوگی۔ اور کیا شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم روزِ محشر اس ظالم کو اپنے نزدیک پھٹکنے دیں گے اور کیا اس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتِ لامتناہا سے اس ظالم کو کچھ حصہ مل سکے گا۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کی رحمت کاملہ کے بغیر انسان کو چارہ نہیں جن کے وسیلۂ جلیلہ کے بغیر رحمتِ خداوندی بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیا وہ وسیلۂ رحمتِ خداوندی قیامت کے دن جب انبیاء بھی اذھبوا الی غیری فرما رہے ہوں گے اس یزید پلید کا چہرہ دیکھنا گوارہ فرمائیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جب آپ خاندانِ نبوت کے ایک قاتل کے صحیح مسلمان ہو جانے کے بعد بھی اس کا چہرہ دیکھنے کے روا دار نہیں ہیں تو تمام خاندان کے قاتل کا چہرہ دیکھنا آپ کیسے گوارا کر لیں گے اور جو بد بخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہا وہ ازلی بدبخت دونوں جہانوں میں ذلیل و خوار ہوا اور عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوا۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا — آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حظ وافر عنایت فرمائے اور غضب مصطفیٰ اور قہر الٰہ سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین۔ اللھم ارزقنا حبك وحب حبيبك وحب من يحبك وحب عمل يقربنا اليك واحفظنا من غضب رسولك ۔ آمین ثم آمین

حدیث نمبر ۱۔ عن ابی ذر انہ	ترجمہ:۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
قال وھو آخذ بباب الكعبة	نے باب کعبہ کو پکڑ کر فرمایا میں نے

سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول ان مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلك رواه احمد -
(مشکوٰۃ شریف ص۵۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا بے شک تم میں میری اہل بیت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور اس کشتی سے جس نے تخلف کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ اس حدیث شریف کو حضرت امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بیت اطہار کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند امتِ محمدیہ کے لیے باعثِ نجات قرار دیا۔ جیسا کہ جو بھی حضرت نوح کی کشتی میں بیٹھنے سے رہ گیا وہ ضرور ہلاک ہو گیا چاہے وہ آپ کا سگا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح جس شخص نے اہل بیت کرام کی مودّت واطاعت کا دامن ہاتھ سے چھوڑا وہ بھی ضرور بالضرور تباہ و برباد ہو گیا چاہے وہ کون بھی ہو۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے فانجیناہ واصحاب السفینة (۲۰ ست عنکبوت)
یعنی ہم نے نجات دی نوح علیہ السلام کو اور آپ کے تمام کشتی والے ساتھیوں کو" قارئین کرام کردار یزید کو پیشِ نظر رکھ کر فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید بے دید سفینۂ اہلِ بیت میں سوار ہوا ہے؟ ضرور آپ کے ہوش و خرد سے آواز بلند ہو گی "نہیں ہرگز نہیں" بلکہ اس ظالم نے تو سفینۂ اہل بیت کو تا حدِّ مقدور پاش پاش کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ خاندان نبوت کے ساتھ اس بے دید نے کیا کچھ نہیں کیا حتیٰ کہ عارف حقانی امام ربانی حضرت جناب مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "در بدبختی او کرا سخن است کارے کہ آں بدبخت کردہ ہیچ کافر و فرنگ نکند (مکتوبات شریف ۱/۲ ص۳۳) یعنی یزید بدنصیب کی بدبختی میں کیا شک

ہے جو کام اس بدبخت نے کئے کوئی کافر و فرنگ بھی نہیں کر سکتا۔ محقق بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ بھی امام ربانی کے ہم نوا ہیں آپ فرماتے ہیں "ہماری رائے کے مطابق یزید مبغوض ترین انسان ہے اس بدبخت نے جو کارہائے بدسرانجام دیئے ہیں کسی سے نہیں ہو سکے۔ شہادت حسین اور اہانت اہل بیت .... (تکمیل الایمان ص۱۷۸) غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحیدالزمان رقمطراز ہیں "خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے (تیسیر الباری ۱۱ ص۹۶) مشہور دیوبندی محدث، مفسر اور فقیہہ مولانا سید امیر علی لکھتے ہیں" یزید مردود اور اس کے ساتھیوں کی ذات سے اہل بیت کے حق میں شہید کرنے اور تعظیم نہ کرنے کی بد ذاتی سرزد ہوئی (تفسیر مواہب الرحمان سورہ حشر) متقدمین و متاخرین تو جو کچھ فرما چکے ہیں وہ کچھ آپ پڑھ چکے اور کچھ آگے پڑھ لیں گے۔ ان کے فرامین سے صرف نظر بھی کر لیا جائے تو پھر بھی یزید بے دید کے اپنے اشعار ہی اس کی ہر برائی کی گواہی دینے کے لیے کافی و وافی ہیں۔ اہل بیت اطہار میں سے اس وقت سفینۂ اہل بیت کے سربراہ حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کے متعلق ذرا یزید عنید کا نظریہ دیکھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ یزید بے دید کے متعلق جو جو الفاظ اس کے عقیدت مند حضرات کی طرف سے بولے جاتے ہیں کیا وہ ان بزرگیوں اور عظمتوں کا مستحق ہے؟ شعر ملاحظہ ہو!

قاتل الخارجی اعنی حسینا + ومبید الاعداء والحساد

یعنی ابن زیاد میرا وہ دوست ہے جس نے (معاذ اللہ) خارجی حسین کو قتل کیا اور یہ میرے دشمنوں اور حاسدوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے (تذکرۃ الخواص ص۲۹۰)

یعنی معاذ اللہ یزید عنید۔ سبط خیر الانام، علامت اسلام، روح ایمان حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کو خارجی کہہ رہا ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہ حسین ہیں جن کے متعلق مخبر صادق علیہ السلام صرف جنتی ہی نہیں بلکہ جنتی جوانوں کے سردار ہونے کا اعلان فرما چکے ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ "خارجی" کا لفظ آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پلید میں سے کس نام کے ساتھ لگانا پسند فرمائیں گے۔ یقیناً آپ اس غلیظ لفظ کی نسبت امام پاک کی طرف کرنے کا گمان بھی نہیں کر سکیں گے بلکہ ہر صاحب ایمان کا یہی ایمان ہے کہ جن نفوس قدسیہ کی طہارت و نزہت زبان و ما ینطلق عن الھوٰی سے ادا ہو چکی ہے ان کے متعلق کسی ناپاکی و نجاست کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں البتہ یہ ممکن ہے کہ اکابرین اسلاف نے جو الفاظ یزید عنید کے حق میں استعمال فرمائے ہیں، ان میں ایک اس لفظ کا بھی اضافہ کر دیا جائے اور یوں کہا جائے۔ یزید خارجی، مروان خارجی، شمر خارجی، ابن زیاد خارجی، خولی خارجی مسلم بن عقبہ خارجی، حصین بن نمیر خارجی وغیرہ وغیرہ۔ بقولے شخصے!

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شِیر

باب ۳

حدیث قسطنطنیہ کا تحقیقی جائزہ

کیا یزید جنتی ہے؟

چونکہ اس سے قبل یزید عنید کی مذمت سے متعلق اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے دس (۱۰) احادیثِ مبارکہ پیش کی گئی ہیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکے ساتھ ہی جو حدیث یزید دوست حضرات یزید کی نجات و مغفرت کے بارہ میں پیش کرتے ہیں اس کا بھی تحقیقی جائزہ مفصل و مدلل پیش کر دیا جائے تاکہ صاحب عقل و دانش حضرات اس مسئلہ میں مکمل طور پر مطمئن ہو جائیں اور حق نکھر کر سامنے آجائے اور ویسے بھی یزید دوست حضرات کے بوسیدہ ترکش میں یہی ایک تیر ہے جس کے بل بوتے پر ان حضرات نے ایک عالم سر پر اُٹھایا ہوا ہے۔ انشاء اللہ ہماری اس تحقیق وضاحت کے بعد کوئی صاحبِ فہم و ذکا شخص اس مسئلہ میں متذبذب نہیں رہے گا نیز انشاء اللہ تعالےٰ اس مکمل و اکمل تحقیق کو تعصب و ہٹ دھرمی کی عینک اُتار کر پڑھ لینے کے بعد کوئی سلیم الفطرت شخص آئندہ یزید کو جنتی ثابت کرنے کے لیے یہ حدیث پیش بھی نہیں کرے گا۔ البتہ جس شخص نے "میں نہ مانوں" کی گردان پورے صیغوں کے ساتھ یاد کر رکھی ہے اس کے لیے دفتر ناپیدا کنار بھی بے کار ہے۔ بقولے اقبال:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر!

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر کسی کو حق واضح ہو جانے کے بعد اس پر ایمان لاتے ہوئے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالےٰ ہر کلمہ گو کو ضد و عناد اور بغض و تعصب کی لعنت سے بچائے۔ آمین

تو جناب جو ایک حدیث یزید دوست حضرات اس کے جنتی ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں وہ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۱۰ پر اس طرح مذکور ہے۔

حدثنا اسحاق بن یزید دمشقی حدثنا یحیی بن حمزہ قال حدثنی ثور بن یزید عن خالد بن معدان ان عمیر ابن الاسود العنسی حدثه انه اتی عبادۃ ابن الصامت وهو نازل فی ساحل حمص وهو فی بناء له ومعه ام حرام قال عمیر فحدثتنا ام حرام انها سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم یقول اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا قالت ام حرام قلت یا رسول اللہ انا فیهم قال انت فیهم ثم قال النبی صلی اللہ علیه وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم فقلت انا فیهم یا رسول اللہ قال لا۔

ترجمہ :۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میری اُمت کا پہلا لشکر جو دریا پر جنگ کرے گا انکے لیے جنت واجب ہو گئی۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ میں اس لشکر میں شامل ہوں، آپ نے فرمایا ہاں تو بھی ان میں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصرِ روم کے دارالخلافہ پر حملہ کرے گا اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں میں نے پھر عرض کی یارسول اللہ میں اس لشکر میں شامل ہوں، آپ نے فرمایا نہیں" یہ ہے وہ روایت

جس سے غلط استدلال کر کے ایک دشمن اہل بیت، شرابی، زانی بلکہ اللہ اور
اس کے رسول کے دشمن کو زبردستی جنتی قرار دیا جاتا ہے۔ آئیے اب ذرا اس روایت
کا درائیت کے لحاظ سے تحقیقی جائزہ لیں۔ یہ روائیت مضطرب ہے۔ ع۱،۲،۳
اسی بخاری شریف میں انہی حضرت ام حرام کی یہی دو غزوات کے تذکرہ والی روایت
ص۳۹۱، ص۴۰۳ اور ص۴۰۵ پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے یوں
مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام کے گھر آرام فرماتے ہیں (حضرت
ام حرام حضور کی رضاعی خالہ ہیں) اور بیدار ہو کر مسکراتے ہیں۔ حضرت ام حرام کے
پوچھنے پر ارشاد فرماتے ہیں میں نے اپنی امت کا ایک لشکر دیکھا ہے جو کہ دریا
پر سوار ہو کر جنگ کر رہا ہے۔ میں انہیں دیکھ کر خوش ہوا۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں
میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ
تعالیٰ مجھے بھی اس گروہ میں شامل فرمائے۔ آپ نے فرمایا تم ان ہی میں سے
ہو۔ آپ پھر آرام فرماتے ہیں اور پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوتے ہیں۔ حضرت ام
حرام مسکرانے کا سبب دریافت کرتی ہیں اس پر آپ کے جوابی ارشاد کے الفاظ
بخاری ج۱ ص۳۹۱ پر ہیں قال ناس من امتی عرضوا علی غزاۃ فی
سبیل اللہ کما قال فی الاولی ۔ اور ج۱ ص۴۰۳ پر الفاظ ہیں فقال
لہا مثل ذالک اور ص۴۰۵ والی روایت میں یہاں یہ الفاظ ہیں فقال
مثل ذالک مرتین او ثلاثا یعنی آپ نے دو یا تین مرتبہ اسی پہلی بات
کو دہرایا جو کہ آپ پہلی بیداری کی مسکراہٹ پر حضرت ام حرام کو مسکرانے کا سبب
پوچھنے پر ارشاد فرما چکے تھے۔ اب ذرا اس حدیث کو ابتدا سے دوبارہ پڑھیں
اور دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ کیا ارشاد فرمایا تھا؟ حضور نے
پہلی مرتبہ فرمایا تھا کہ "میں نے اپنی امت کا ایک لشکر دیکھا ہے جو دریا پر سوار

ہو کر جنگ کر رہا ہے۔" تو ثابت ہوا کہ آپ نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح کسی دوسرے دریا پر سوار ہو کر جنگ کرنے والے لشکر کو ملاحظہ فرمایا تھا اور اس پر بھی آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا تھا. اب آپ فرق خود ملاحظہ فرمائیں کہ ان دونوں روایات میں نہ تو دو طرح کے یعنی بری اور بحری لشکروں کا ذکر ہے اور نہ ہی کسی لشکر کے لئے کسی مخصوص بشارت کا ذکر ہے. اسی طرح یہی حضرت ام حرام کی دو غزوات والی روایت مسلم شریف ج۲ ص۱۴۱ پر بھی چار مختلف طریقوں سے مروی ہے. ان روایات میں آپ کے دوسری مرتبہ مسکرانے کا سبب پوچھنے پر جوابی ارشاد کے متعلق الفاظ ہیں۔ کما قال فی الاولی اور فقال مثل مقالتہ۔ یعنی آپ نے دوسری مرتبہ بھی وہی بات دہرائی جو کہ آپ پہلے ارشاد فرما چکے تھے، تو پہلی مرتبہ تو آپ نے ایک بحری جنگ کا تذکرہ فرمایا تھا ثابت ہوا کہ دوسری مرتبہ بھی آپ نے کسی اور بحری جنگ کا ہی تذکرہ فرمایا تھا ۸، ۹، ۱۰. اسی طرح یہی حضرت ام حرام کی دو غزوات والی روایت ابوداؤد شریف ج۱ ص۳۴۳ پر تین مختلف طریقوں سے مروی ہے وہاں بھی بخاری اور مسلم کی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری مرتبہ کے مسکرانے کے سبب کے جوابی ارشاد کے متعلق الفاظ ہیں فقال مثل مقالتہ. یعنی حضور نے دوسری مرتبہ بھی پہلے لشکر ہی کی طرح ایک اور بحری غزوے کی پیشین گوئی فرمائی ۱۱، ۱۲ اسی طرح۔ یہی حضرت ام حرام کی دو غزوات کی پیشین گوئی والی روایت نسائی شریف ج۲ ص۵۵ پر بھی دو مختلف طریقوں سے مروی ہے. وہاں بھی بخاری مسلم اور ابوداؤد کی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری مرتبہ بیدار ہو کر مسکرانا اور حضرت ام حرام کے مسکراہٹ کا سبب پوچھنے پر جوابی ارشاد کے متعلق الفاظ ہیں۔ کما قال فی الاول اور فقال مثل مقالتہ۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح ایک بحری لشکر کا تذکرہ فرمایا ۱۳؎ اسی طرح حضرت ام حرام کی یہی دو غزوات کے تذکرے والی روایت ترمذی شریف ج۱ ص۱۹۸ پر بھی موجود ہے اور وہاں بھی بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی کی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضرت ام حرام کے دوسری مرتبہ کی مسکراہٹ کا سبب پوچھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جوابی ارشاد ہے۔ قال ناس من امتی عرضوا علی غزاۃ فی سبیل اللہ نحو ما قال فی الاول۔

یعنی آپ نے فرمایا میری اُمت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیئے گئے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے اسی طرح جیسے کہ آپ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا" اب آپ یقیناً" بغیر سوچے یہ جواب دے سکیں گے کہ پہلی مرتبہ کا بیان فرمودہ لشکر کس طرح جنگ کر رہا تھا۔ اس حدیث میں پہلے لشکر کی حالت یوں بیان کی گئی ہے۔

یرکبون ثبج هذا البحر ملوکا علی الاسرۃ یعنی وہ پانی کے درمیان میں پانی پر اس طرح سوار تھے جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ دوسری مرتبہ دکھلایا جانے والا لشکر بھی بحری ہی تھا جو کہ پانی پر سوار ہو کر جنگ کر رہے تھے ۱۴؎۔ اسی طرح ابن ماجہ شریف ص۱۹۹ پر بھی حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی یہی دو غزوات کی پیشین گوئی والی روایت موجود ہے اور وہاں بھی بخاری، مسلم، ترمذی نسائی اور ابوداؤد کی روایات بالا کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری مرتبہ کے بیدار ہو کر مسکرانے پر حضرت ام حرام کے استفسار پر جوابی ارشاد کے متعلق روایت کے الفاظ ہیں فاجابها مثل جوابها الاول ، یعنی حضور نے حضرت ام حرام کو پھر بعینہ وہی جواب ارشاد فرمایا جو پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ اس روایت کے پہلی مرتبہ کے الفاظ ہیں

ناس من امتی عرضوا علی یرکبون ظهر هذا البحر کالملوک علی الاسرۃ۔ یعنی میری اُمت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیئے گئے جو دریا کی

پشت پر اس طرح سوار تھے جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں ۔ ثابت ہوا کہ آپ جب دوسری مرتبہ بیدار ہو کر مسکرائے تو پھر بھی آپ نے پہلے ہی کی طرح کسی اور بحری جنگ کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی

قارئین کرام حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی یہ دو غزوات والی روایت صرف صحاح ستہ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اکثر کتب احادیث اور تقریباً تمام تواریخ اسلام میں بھی موجود ہے (مشہور دیوبندی مصنف مولوی محمد یوسف صاحب کاندھلوی نے اپنی کتاب حیاۃ الصحابہ ج۱ ص۶۴۲ اور مولوی زکریا صاحب دیوبندی نے تبلیغی جماعت کے نصاب میں حکایات صحابہ کے باب میں ص۱۲۹ پر بھی یہی روایت نقل کی ہے) لیکن میں فی الحال اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف صحاح ستہ پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ امید ہے حدیث کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے (بزعم خود اہلحدیث) حضرات ان احادیث کو بھی ضرور مانیں گے۔ شاید کسی کور ذہن کے خیال میں یہ بات آئے کہ آپ نے فقال مثل مقالتہ ، کما قال فی الاولی ، فاجابها مثل جوابها الاول ، نحو ما قال فی الاولی اور فقال لها مثل ذالك ۔ وغیرہ کے الفاظ سے بحری جنگ مراد لی ہے کیا ان الفاظ سے کسی اور نے بھی یہ مراد لی ہے ؟ تو آئیے جناب میں صحاح ستہ ہی کی ایک حدیث شریف سے ان الفاظ کی وضاحت کرتا ہوں۔ صاحب عقل و دانش حضرات غور فرمائیں اور اگر توفیقِ الٰہی شاملِ حال ہو تو ایمان بھی لائیں ۔

فلما قدمت السریة سلموا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام احد الاربعة فقال یا رسول اللہ الم تر الی علی بن ابی طالب صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قام الثانی فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم

قام الیہ الثالث فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والغضب یعرف فی وجھہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی ما تریدون من علی ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مؤمن من بعدی۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۳)

یعنی حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ ایک لشکر اسلام میں شامل ہوئے اور فتح کے بعد واپسی پر آپ نے مالِ غنیمت میں سے بطور خمس (قبل اس سے کہ تمام مال غنیمت حضور کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا اور پھر آپ تقسیم فرماتے) وہیں پر ایک لونڈی لے لی۔ اس پر لوگوں نے اعتراض کیا چنانچہ جب یہ لشکر والے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو چار آدمیوں نے اس بات کی حضور کے سامنے شکایت کی۔ ایک کھڑا ہوا اور اس نے تمام واقعہ بیان کیا لیکن حضور نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا تو (فقال مثل مقالتہ) اس نے بھی ویسا ہی بیان کیا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تیسرا کھڑا ہوا تو (فقال مثل مقالتہ) اس نے بھی ویسا ہی بیان کیا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر چوتھا کھڑا ہوا اور اس نے بھی انہی کی طرح بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور آپکے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار نظر آرہے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو، تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو، تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو۔ بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔"

ناظرین کرام! اس حدیث کو بار بار پڑھیں اور غور فرمائیں کہ اس میں "فقال مثل مقالتہ" کے وہی الفاظ ہیں جو روایت ام حرام میں مذکور ہیں۔ تو جناب

جب ایک آدمی نے حضور کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر حضرت علی کی شکایت کی تھی اور اس کے بعد دوسرا آدمی کھڑا ہوا "فقال مثل مقالته" یعنی اس نے بھی حضرت علی کے بارہ میں بارگاہ نبوی میں وہی شکایت کی جو پہلا کر چکا تھا۔ پھر تیسرا آدمی کھڑا ہوا۔ "فقال مثل مقالته" اس نے بھی وہی کچھ کہا جو اس سے پہلا کہہ چکا تھا۔ اب آپ غور فرمائیں کہ وہ چاروں شخص باری باری اُٹھ کر ایک ہی واقعہ بیان کر رہے تھے یا ہر کوئی کسی دوسرے آدمی کے متعلق کوئی اور واقعہ بیان کر رہا تھا۔

ظاہر بات ہے کہ چاروں باری باری اُٹھے اور ایک ہی طرح کا واقعہ بیان فرمایا اور اس کے علاوہ کوئی اور صورت تو ممکن ہی نہیں ہے۔ تو جناب! جب اس حدیث میں راوی کے "فقال مثل مقالته" کے الفاظ ایک ہی طرح کے واقعہ پر دلالت کر رہے ہیں تو حضرت ام حرام کی روایت میں یہی الفاظ دونوں مرتبہ کے ایک ہی طرح کے واقعے ہونے پر کیوں دلالت نہ کریں گے۔

لہذا یہ بات اس دلیل قاہرہ سے ثابت ہو گئی کہ حضرت ام حرام کی روایت میں حضور کے بیان فرمودہ دونوں لشکر بحری ہی تھے کیونکہ وہاں بھی دوسری مرتبہ کے متعلق یہی "فقال مثل مقالته" کے الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ نیز جناب! جس بخاری کی روایت سے آپ اپنے غلط عقیدے کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش فرما رہے ہیں اگر اسی بخاری سے میں اپنا صحیح مدعا ثابت کر دوں تو پھر تو شاید آپ کو یہ وضاحت ماننے سے کوئی انکار نہ ہو گا۔ ویسے فرمانِ خداوندی فطبع علی قلوبهم فهم لا یفقهون کے تحت اس بات کی اُمید بہت کم ہے الا ماشاء اللہ تو آئیے جناب آپ کی پیش کردہ شاذ اور مضطرب روایت کی نوک پلک متواتر مرفوع اور صحیح حدیث سے سنوارتے ہیں، پڑھیں اور اگر اللہ تعالٰے توفیق دے تو ایمان بھی لائیں۔ فنام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم استیقظ یضحک

قالت فقلت مایضحکك یا رسول الله ؛ فقال ناس من امتی عرضوا علی غزاۃ نی سبیل الله یرکبون ثبج ھذا البحر ملوکا علی الاسرۃ اوقال مثل الملوك علی الاسرۃ قلت ادع الله ان یجعلنی منھم فدعا ثم وضع راسه فنام ثم استیقظ یضحك فقلت مایضحکك یارسول الله قال ناس من امتی عرضوا علی غزاۃ نی سبیل الله یرکبون ثبج ھذا البحر ملوکا علی الاسرۃ اومثل الملوك علی الاسرۃ فقلت ادع الله ان یجعلنی منھم قال انت من الاولین (بخاری شریف ج۲ ص۹۲۹)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر آرام فرما رہے ہیں پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوتے ہیں حضرت ام حرام مسکرانے کا سبب دریافت کرتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں وہ دریا پر اس طرح سوار ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ حضرت ام حرام عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے دعا فرمائی پھر آپ نے سر رکھا اور سو گئے پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرام نے پھر مسکرانے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا اب میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے اور دریا کے درمیان (کشتیوں پر) اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں۔ حضرت ام حرام نے پھر عرض کی! یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا نہیں تم پہلوں میں سے ہو۔"

یقیناً اس حدیث شریف کی اتنی کھلی وضاحت کے بعد ہر وہ قلب و دماغ

جس کا حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان ہے ضرور بالضرور مکمل و اکمل طور پر مطمئن ہو گیا ہو گا۔ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ میں اگر کوئی ابہام پیدا ہو جائے تو اس میں سب سے زیادہ معتبر اور قابل قبول وہ حل ہوتا ہے جو بزبان مخبر صادق علیہ السلام ادا ہو۔ پہلی تمام روایات اور بخاری کی اس روایت میں کوئی فرق نہیں۔ سب کا بیان و کلام ایک ہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مذکورہ بالا روایات میں راوی نے حضور کا ایک مرتبہ کا فرمان نقل کر دیا اور دوسری مرتبہ صرف اتنا ہی کہہ دیا کہ آپ نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح ارشاد فرمایا۔ لیکن اس روایت میں راوی نے بجائے اختصار سے کام لینے کے دوسری مرتبہ بھی آپ کے ارشاد فرمودہ الفاظ پورے کے پورے نقل کر دیے ہیں اور بالکل صاف صاف بیان کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مرتبہ دو مختلف بحری لشکروں کا ذکر کیا ہے ایک ہی حضرت ام حرام کی شمولیت ہو سکے گی اور دوسرے میں نہیں۔ الحمد للہ رب العالمین و بمنہ ہمارا مدعا بخاری شریف کی صحیح حدیث سے بالکل صاف ثابت ہو گیا ہے اور ہم نے اپنی کسی لمبی چوڑی تقریر کے زور سے کوئی کمزور استدلال نہیں کیا۔ اب تو یقیناً کسی کو کوئی انکار نہ ہو گا۔

البتہ :۔ آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا!

آیئے اب ذرا دیکھیں کہ اس حدیث پر شارحین محدثین نے اس کی کیا شرح فرمائی ہے تاکہ یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ ہم اکیلے نہیں بلکہ کوئی اور بھی ہمارا ہم خیال ہے۔

یہ روایت شاذ ہے :۔ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ثم وضع رأسه فنام۔ ثم قام ثانية فقالت مثل قولها

فاجابها مثلها۔ وکل ذالک شاذ والمحفوظ من طریق انس ما اتفقت علیه روایات الجمهور۔ قلت وظاهر قوله فقال مثلها ان الفرقة الثانیة یرکبون البحر ایضا وقال القرطبی الاول فی اول من غزا البحر من الصحابة والثانیة فی اول من غزا البحر من التابعین۔

(فتح الباری شرح بخاری ع۱۱ ص۶۳ طبع بیروت)

یعنی اس واقعہ سے متعلق جتنی بھی روائتیں مذکور ہیں ان میں سے جو روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نقل کی گئی ہے وہ بالکل محفوظ ہے اور جمہور (محدثین) کی روایات بھی اس سے اتفاق کرتی ہیں (الحمدللہ ہم نے اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لیے صحاح ستہ کی جتنی بھی حدیثیں نقل کی ہیں سب کی سب حضرت انس بن مالک سے روایت ہیں) علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں فقال لہا مثلہا کے الفاظ سے تو یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ دوسرا لشکر بھی پہلے لشکر کی طرح بحری ہی تھا۔ اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلا بحری لشکر صحابہ کرام کے زمانہ میں گیا تھا اور دوسرا بحری لشکر تابعین کے زمانہ میں گیا تھا۔ نیز علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے علاوہ جو بھی روایت ہے وہ شاذ ہے۔

شاذ کی تعریف۔ ان الشاذ ماروا ہ المقبول مخالفا لمن ھو اولی منه (نخبة الفکر ص۵) الشاذ ھو الحدیث الذی یتفرد به ثقة من الثقات ولیس له اصل متابع لذالک الثقة فلم یعتبر المخالفة۔ نزھة النظر ص۵

یعنی شاذ روایت وہ ہے جو کوئی مقبول راوی اپنے سے اولیٰ راوی کے خلاف نقل کرے۔ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

[illegible] حدیث ہوتی ہے جس میں ثقہ راویوں میں سے کوئی راوی ایسا منفرد ہو کہ اسکی متابعت کی کوئی اصل نہ ملے پس اس کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

یاد رہے جو روایت بخاری صہ۱۴ والی یزید دوست حضرات پیش کرتے ہیں وہ حضرت انس سے مروی نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ عسقلانی کی تحقیق کے مطابق وہ روایت شاذ ہوئی اور ظاہر بات ہے کہ متواتر اور محفوظ روایت کے مقابلہ میں ایک شاذ روایت کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے

یہ روایت منکر ہے :۔ نیز فرماتے ہیں و لکن قیدہ بالثقۃ۔ یعنی یہ بات ضروری ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہوں کیونکہ ان الشاذ والمنکر کلا ھما ضعیف لکن الشاذ روایۃ قد یکون مقبولا والمنکر راویہ الضعیف یعنی شاذ اور منکر ہوتی تو دونوں ہی ضعیف ہیں لیکن شاذ کا راوی مقبول ہوتا ہے اور منکر کا راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔ و یفترقان فی ان راوی الشاذ مقبول و راوی المنکر ضعیف۔ اور شاذ اور منکر روایت میں صرف یہی ایک فرق ہوتا ہے کہ شاذ کا راوی مقبول ہوتا ہے اور منکر کا راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔

چند غور طلب امور :۔

۱۔ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت انس کو اسی طرح روایت پہنچی تھی تو غور طلب بات یہ ہے کہ اولاً تو حضرت انس بلا واسطہ خود اپنی سگی خالہ حضرت ام حرام سے روایت کر رہے ہیں اور پھر آپ ؓ حضرت ام حرام کے سامنے تمام زندگی اسی طرح روایت کرتے رہے لیکن حضرت ام حرام نے نہ انہیں ٹوکا اور نہ ہی کسی بری اور بحری دو طرح کے لشکروں کے متعلق تصحیح فرمائی۔ یاد رہے کہ حضرت ام حرام کا انتقال حضرت عمر فاروق کے دور حکومت میں ۲۸ھ میں ہوا تھا۔

۲۔ اگر بالفرض والمحال حضرت ام حرام نے حضرت انس کو وہ مختلف الواقعہ ،

شاذ اور مضطرب روایت نہیں، بتائی تو جب آپ مدینہ شریف میں بیٹھ کر تمام زندگی دونوں دفعہ کے لشکر بحری بیان فرماتے رہے تو آپ کے خالو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس اختلاف واقعہ سے کیوں باخبر نہ کر دیا

۴۔ دونوں دفعہ کے لشکر بحری ہونے والی روایت حضور کے ایک صحابی حضرت انس بن مالک اپنی سگی خالہ صحابیہ حضرت ام حرام سے روایت کر رہے ہیں اور مدینہ شریف میں تمام صحابہ کے سامنے اسی طرح روایت کرتے رہے لیکن بری اور بحری جنگ والی روایت حمص کا رہنے والا ایک آدمی بیان کر رہا ہے اور آگے شامیوں سے ہی وہ روایت بیان کرتا رہا۔ کسی صحابی کے سامنے کبھی یہ روایت بیان نہیں کی گئی۔ ۵۔ اگر بالفرض والمحال حضرت عبادہ بن صامت حمص میں جا کر یہ روایت اس طرح سنا آئے تھے تو تمام زندگی مدینہ شریف میں آپ نے وہ روایت کسی کے سامنے کیوں بیان نہ فرمائی۔

۶۔ ان دونوں روایتوں میں واقعات و الفاظ کا اتنا فرق ہے کہ کسی طرح ان دونوں مختلف الواقعہ روایتوں کی تطبیق نہیں ہو سکتی۔ مثلاً"...... !

حمص والی روایت	صحاح ستہ کی دیگر روایتیں
۱۔ اس روایت میں ویسے ہی کہیں بیٹھے ہوئے حضور کا ایک واقعہ بیان فرمانا بیان کیا گیا ہے۔	دیگر تمام روایات میں حضور کا آرام فرمانا اور ہر دو مرتبہ بیدار ہو کر ایک ایک لشکر کی خبر دینا بیان کیا گیا ہے۔
۲۔ اس روایت میں ہر دو لشکروں کیلئے جیش اولیٰ کی قید ہے۔	دیگر روایات میں یہ قید کہیں مذکور نہیں ہے۔
۳۔ اس میں جیش اولیٰ کے لیے وجوب جنت کی بشارت مذکور ہے۔	دیگر روایات میں اس لشکر کے لیے کسی خصوصی بشارت کا تذکرہ نہیں کیا گیا

۴ اس روایت میں مذکور جیش ثانی مدینہ قیصر پر حملہ آور ہو گا	دیگر روایات کے مطابق دوسرا لشکر بھی دریا پر سوار ہو کر جنگ کرنے والا ہے۔
۵ اس روایت میں مذکور دوسرے لشکر کیلئے مغفرت کی بشارت مذکور ہے۔	دیگر روایات میں اس بشارت کا کہیں نام ونشان تک نہیں ہے۔
۶ اس روایت کے الفاظ و واقعات کی ۱۲۴۰۰۰ اصحابہ یا تابعین میں سے کوئی بھی تائید نہیں کرتا اور نہ ہی یہ روایت ان شامیوں کے علاوہ کسی اور سند سے بیان کی گئی ہے۔	حضرت انس کی روایت خود بخاری نے تین سندوں سے مسلم نے چار سندوں سے ابوداؤد نے تین سندوں سے نسائی نے دو سندوں سے، ترمذی اور ابن ماجہ نے ایک ایک سند سے بیان فرمائی ہے۔
۷ اکابر اسلاف میں سے کسی محدث، مفسر یا مورخ نے اس روایت کی تائید کرتے ہوئے دیگر روایات پر اعتراض نہیں کیا۔	جبکہ ان روایات کی تائید اور اس شامی سند والی روایت سے اختلاف کرتے ہوئے مفسر ابن کثیر رقمطراز ہیں۔

تفرد به البخاري دون اصحاب الكتب الستة (البداية والنهاية ج۶ ص۲۲۲) یعنی بخاری اس روایت میں صحاح ستہ کے اصحاب میں بالکل اکیلے ہیں۔

یعنی دو طرح کی بحری اور بری جنگ اور پھر پہلے لشکر کے لیے وجوبِ جنت اور دوسرے لشکر کے لیے مغفرت کی بشارت والی روایت میں بخاری تمام محدثینِ صحاح ستہ میں بالکل اکیلے ہیں اور کسی کتاب و روایت سے ان کی اس انفرادیت کی تائید نہیں ہوتی۔

۸ اور تو اور خود بخاری بھی اسی اپنی صحیح میں اس روایتِ بشارت سے چند صفحے قبل دیگر محدثین کرام کی طرح حضرت انس والی روایت تین مختلف طریقوں سے

(ص۳۹۱، ص۴۰۳، ص۴۰۵ پر) بیان کی ہے جس میں دونوں لشکر ایک ہی طرح کے بیان کئے گئے ہیں اور کسی لشکر کے لیے کوئی خصوصی بشارت بیان نہیں کی گئی بلکہ آگے جاکر بخاری نے (ج۲ ص۹۲۹ پر) یہی حضرت انس والی روایت بیان کرتے ہوئے بغیر کسی اشارے کنائے کے بالکل صاف صاف لکھ دیا اور تسلیم کرلیا ہے کہ واقعی دونوں دفعہ حضور کے بیان فرمودہ لشکر بحری ہی تھے اور آپ نے ان کیلئے کوئی مخصوص بشارت بھی بیان نہیں فرمائی۔ باقی تمام محدثین تو ایک طرف۔ خود بخاری نے ہی اپنی اس روایت میں اضطراب پیدا کر دیا۔

۹ . یہ تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ صاحب فتح الباری شرح بخاری علامہ عسقلانی حضرت انس والی روایت کو محفوظ اور اس کے علاوہ دیگر (شامی سند والی) روایت کو شاذ قرار دے چکے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

یہ روایت مدرج ہے ۔ اس وضاحت کو بغور پڑھنے کے بعد یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ایک ہی راویہ سے الفاظ و واقعات کا جداگانہ فرق بیان کیا گیا ہے۔ وہ اختلاف اور بشارت و مغفرت کے الفاظ مذکورہ روایہ کی طرف سے نہیں بلکہ بعد کے کسی راوی کی طرف سے روایت میں اضافہ کیا گیا ہے۔
اس لحاظ سے یہ منفرد اور شاذ روایت مدرج المتن کے حکم میں آجاتی ہے نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر علامہ عسقلانی شارح بخاری اور مقدمہ ترمذی ص۲ پر علامہ جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۔ ھو ما ادرج فی الحدیث من کلام بعض الرواۃ فیظن انہ من الحدیث۔ یعنی راوی کی طرف سے حدیث میں کوئی فقرہ لگا دینا اور گمان یہ ہو کہ یہ فقرہ بھی حدیث کا ہے ۔ اور ظاہر ہے حضور مخبر صادق علیہ السلام کے ارشاد فرمائے ہوئے الفاظ و واقعات کے مقابلہ میں اہل اسلام کسی راوی کے اضافہ شدہ الفاظ کو کب قابل قبول سمجھ سکتے ہیں اور شرعی نقطۂ نظر سے بھی

ان کی کوئی وقعت واہمیت نہیں ہوگی۔

منظور ہے گذارش احوال واقعی　　اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

حدیث قسطنطنیہ کے راوی

قارئین کرام! الفاظ حدیث پر مختصر مگر جامع و مدلل بحث کرنے کے بعد اب ذرا اس روایت کی سند پر بحث کرتے ہیں اور اس روایت کے راویوں کی تحقیق کرتے ہوئے روایت کے صحت وسقم کا تجزیہ کرتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی یہ ہیں ۱ اسحاق بن یزید دمشقی ۲ یحیٰی بن حمزہ دمشقی ۳ ثور بن یزید حمصی ۴ خالد بن معدان حمصی ۵ عمیر بن اسود عنسی۔

اوّلاً تو صاحب بصیرت حضرات کے سمجھنے کے لیے یہ بات ہی کافی ہے کہ اس منفرد شاذ اور مدرج روایت جس سے یزید دوست حضرات یزید عنید کی مغفرت پر استدلال بے اعتدال کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، کے تمام راوی شامی ہیں جیسا کہ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں والاسناد کلہ شامیون (فتح الباری شرح بخاری ۲/۶ ص ۲ طبع بیروت) اور شامیوں کے دل میں اہل بیت کرام کی جو کچھ عظمت و محبت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ بخاری شریف کے صفحہ ۵۳۰ اور ص ۸۸۶ پر اور دیگر کتب صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ہے۔ سأله رجل عن دم البعوض فقال ممن انت فقال من اهل العراق قال انظروا الى هذا يسألني عن دم البعوض وقد قتلوا ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال النبي صلى الله عليه وسلم هما ريحانتاي من الدنيا۔

ترجمہ:۔ کہ آپ سے ایک آدمی نے مچھر کے خون کے بارے میں (احرام کی حالت میں مچھر مارنا) مسئلہ پوچھا۔ آپ نے پوچھا تو کہاں کا رہنے والا

ہے اُس نے کہا عراق کا۔ آپ نے فرمایا لوگو اس عراقی کو دیکھو، یہ مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے حالانکہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیارے نواسے کو شہید کیا ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا یہ دونوں شہزادے (حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے پھول ہیں۔" ان شامیوں کی زبان بے لگام ہے خاندان بنو امیہ کی تعریف کوئی تعجب والی بات نہیں ہے بلکہ وہ تو بنو امیہ کی محبت میں اتنے سخت ہیں کہ انہوں نے صاحب سنن نسائی کو خاندان بنو امیہ کی تعریف نہ کرنے پر مار مار کر ہلاک کر دیا تھا (بستان المحدثین ص۱۱۱) لہذا کسی شامی راوی سے یہ بات بالکل بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے محبوب خلیفہ یزید پلید کی شان کو چار چاند لگانے کے لیے کسی روایت میں کچھ الفاظ کا اضافہ کرے البتہ اس اضافے کی شرعی طور پر کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ اب ذرا ان راویوں کا تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ روایت کا ضعف بالکل واضح ہو جائے۔ مذکورہ روایت کا پہلا راوی ہے اسحاق بن یزید دمشقی۔ اس کا اصل نام اسحاق بن ابراہیم بن یزید ہے اور یہ اپنے والد کی بجائے دادا کی نسبت سے معروف ہے (تقریب التہذیب ص۳۱) اس کے متعلق شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ قال ابن ابی حاتم سمعت ابا زرعة یقول ادرکناہ ولم نکتب عنه ..... وروی له الازدی فی الضعفاء .....

قال ابن عدی وهذا غیر محفوظ (تہذیب التہذیب ج۱ ص۲۱۹)

یعنی حضرت ابو زرعہ فرمایا کرتے تھے اسحاق بن یزید ہمارا ہم عصر تھا لیکن ہم (اسکے نامعتبر ہونے کی وجہ سے) اس کی روایت نہیں لکھا کرتے تھے اور ازدی نے اسے ضعیف (نامعتبر) راویوں میں شمار کیا ہے اور ابن عدی نے اس کی بیں

روائتیں نقل کی ہیں اور لکھا ہے کہ اس کی روایت کردہ یہ تمام روائتیں غیر محفوظ ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ابن عدی کا یہ بیان نقل کر کے اس کی ان بیس حدیثوں کو غیر محفوظ لکھا ہے (میزان الاعتدال ج۱ ص۱۶۹) اس روایت کا دوسرا راوی ہے **یحییٰ بن حمزہ دمشقی**، اس کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وکان یرمی بالقدر... عن ابن معین کان قدریا (تہذیب التہذیب ج۱۱ ص۲۰۰) یعنی یحییٰ بن حمزہ صحیح العقیدہ مسلمان نہیں تھا بلکہ وہ قدری تھا۔ حضرت ابن معین بھی یہی فرماتے ہیں۔ نیز شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رُمی بالقدر یعنی یہ قدری تھا (تقریب التہذیب ص۲۷۴) علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی ان کے ہمنوا ہیں آپ فرماتے ہیں کان یرمی بالقدر یعنی وہ قدری تھا (میزان الاعتدال ج۳ ص۳۶۹)

(مقدمہ فتح الباری ج۲ ص۱۵۴ و ص۴۶۱ طبع مصر ۱۳۲۵ھ)

اس روایت کا تیسرا راوی ہے **ثور بن یزید حمصی**، اس کے متعلق شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ثبت الا انہ یری القدر یعنی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ثور بن یزید قدری تھا (تقریب التہذیب ص۵۲)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں قال ابن معین ما رأیت احدا یشک انہ قدری قال احمد بن حنبل کان ثور یری القدر وکان اہل حمص نفوہ واخرجوہ۔ وقال ابو مسہر عن عبد اللہ بن سالم قال ادرکت اہل حمص وقد اخرجوا ثورا وحرقوا دارہ بکلامہ القدر۔ کان الاوزاعی سیئ القول فی ثور عن ابی رواد انہ کان اذا اتاہ من یرید الشام قال ان بہا ثورا فاحذر لا ینطحک بقرنیہ۔

(تہذیب التہذیب ج۲ ص۳۴ میزان الاعتدال ج۱ ص۳۷۴)

(مقدمہ فتح الباری ص۳۹۲ و ص۴۶۱ ج۲ ص۵۵) یعنی ابن معین فرماتے ہیں میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو اس کے قدری ہونے میں شک کرتا ہو۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں ثور قدری تھا اور اس کے شہر والوں نے اسے اپنے شہر سے قدری ہونے کی وجہ سے نکال دیا تھا۔ نیز حضرت عبداللہ بن سالم فرماتے ہیں، میں نے دیکھا اہل حمص نے ثور کو قدری ہونے کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا اور اس کے گھر کو جلا دیا تھا۔ علامہ اوزاعی اس کو غلط بات کرنے والا کہا کرتے تھے۔ ابن رواد فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی ملک شام کو جائے تو خیال رکھے کہ وہاں ایک بیل رہتا ہے (ثور عربی میں بیل کو کہتے ہیں) اس سے بچ کے رہنا کہیں وہ اپنے سینگوں سے تجھے کچل نہ ڈالے۔ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ بھی دیگر ائمہ رجال کے ہمنوا ہیں۔ آپ لکھتے ہیں انہ کان قدریا۔ یعنی بے شک ثور بن یزید قدری تھا (تہذیب التہذیب ج۲ ص۳۳) نیز فرماتے ہیں کان الاوزاعی یتکلم فیہ و یھجوہ وقال عبداللہ بن احمد عن ابیہ ثور بن یزید کان یری القدر۔ فنھی مالک عن مجالستہ ولیس لمالک عنہ روایۃ۔ اوزاعی اس میں کلام کرتے تھے اور اس کی برائی بیان کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ ثور قدری تھا۔ امام مالک اس کے پاس بیٹھنے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے اور امام مالک اس کی روایت نہیں لیا کرتے تھے۔ چونکہ اس حدیث کے دو راوی یحییٰ بن حمزہ اور ثور بن یزید قدری ہیں لہٰذا ہم زبان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدریوں کے متعلق کیا ہوا فیصلہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

قدریوں کے متعلق فیصلہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنفان من امتی لیس لھما فی الاسلام نصیب المرجئۃ والقدریۃ۔
(ترمذی شریف ج۲ ص۳۷) (ازالۃ الخلفاء مترجم از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص۲۵۳)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصّہ نہیں ہے ان میں سے ایک مرجیٔہ ہیں اور دوسرے قدری"

قدریہ کا عقیدہ کفریہ: القدرية هم المنكرون للقدر، القائلون بان افعال العباد مخلوقة بقدرتهم لا بقدرة الله وارادته۔

(حاشیہ ترمذی شریف ج۲ ص۳۶) قدری فرقہ اللہ کی قدرت (تقدیر) کا منکر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے کام ان کی اپنی قدرت (طاقت) کا نتیجہ ہوتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور ارادے کا کچھ عمل دخل نہیں ہے۔" (استغفر اللہ)

۲: عن ابن عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم القدرية مجوس هذه الامة ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم رواه احمد وابو داود۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۲)

ازالۃ الخلفاء مترجم ص۲۵۳، حیاۃ الصحابہ ج۳ ص۳۸، خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۲۴)۔

ترجمہ:۔ مسند امام احمد بن حنبل، ابو داؤد شریف اور ابن ماجہ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! قدری اس اُمت کے مجوسی ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔" ان دو روایات سے صاف صاف ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدریوں کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے کیونکہ مسلمانوں کے متعلق بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

حق المسلم على المسلم خمس رد السلام وعيادة المريض واتباع الجنائز الخ (مشکوٰۃ ص۱۳۵)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں ۱۔ سلام کا جواب دینا ۲۔ اگر وہ بیمار ہو جائے

تو اس کی عیادت کرنا ۳۔ اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ پر جانا ۔۔۔ الخ
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم قدریوں کے متعلق ان تمام باتوں سے منع فرما رہے ہیں۔
علامہ ملا علی قاری راویوں کی جرح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں واما الکفر فھو
خارج عن البحث لان السلام فی الراوی الاسلام (شرح نخبۃ الفکر ص۱۲۲)
یعنی جس راوی کا کفر ظاہر ہو جائے اس کے متعلق تو پھر کسی بحث کی ضرورت
ہی باقی نہیں رہتی۔" نیز اسی ثور بن یزید کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی
رحمہ اللہ لکھتے ہیں اذا ذکر علیا قال لا احب رجلا قتل جدی۔
یعنی جب اس کے سامنے حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کا ذکر مبارک کیا جاتا تھا
تو وہ کہا کرتا تھا میں اس شخص کو بالکل پسند نہیں کرتا کیونکہ اس نے میرے دادا کو
قتل کیا تھا" (تہذیب التہذیب ج۲ ص۳۳) اس کا دادا جنگ صفین میں حضرت علی المرتضٰے
کے مقابلہ میں لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔ یہ حضرت شیر خدا سے اتنا بغض رکھتا تھا کہ آپ کا
نام تک سننا گوارہ نہیں کرتا تھا۔ اختصار کا دامن تھامے ہوئے ضمناً یہ بھی عرض
کرتا جاؤں کہ حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی محبت یا (معاذ اللہ) عداوت کے متعلق
مخبر صادق علیہ السلام کا کیا فرمان ہے یا اس کے متعلق نجوم ہدایت صحابہ کرام کا کیا
عقیدہ تھا۔ ع۱۔ ۲۔ مسلم شریف ج۱ ص اور ترمذی شریف ج۲ ص۲۱۵ پر خود جناب
حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا۔ یا علی لا یحبک الا مؤمن ولا یبغضک الا منافق۔
یعنی اسے علی جو مومن ہوگا وہ تم سے ضرور محبت کرے گا اور جو منافق ہوگا وہ تم
سے بغض رکھے گا۔ ع۳۔ نیز ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من احب علیا فقد

احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی،
ومن ابغضنی

فقد ابغض اللہ (صواعق محرقہ ص۱۷۴) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو علی سے محبت رکھے گا گویا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس کی محبت مجھ سے ہو گی گویا اس کی محبت خدا سے ہے اور جو علی سے بغض رکھے گا گویا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا گویا اس نے خدا سے بغض رکھا۔" یا مختصر الفاظ میں یوں کہہ لو۔ علی کی محبت خدا کی محبت علی کی دشمنی خدا کی دشمنی۔

۵۔ مشہور صحابی رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کنا نعرف المنافقین ببغضھم علیا (ترمذی شریف ج۲ ص۲۱۳، مشکوٰۃ شریف ص۵۶۴) ہم گروہ صحابہ منافقوں کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بغض سے پہچان لیا کرتے تھے۔" یعنی صحابہ کرام اس شخص کو منافق سمجھتے تھے جو حضرت علی سے بغض رکھتا ہو۔ ۶۔ نیز برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے مسلم استاد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے معاملہ بالکل ہی صاف فرما دیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ نزد اہل سنت بغض اہل بیت و امیر المومنین از قوادح صحت روایت است (تحفہ اثنا عشریہ ص۶۵) یعنی ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک اہل بیت کرام اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بغض و عناد رکھنے والے شخص کی روایت نامعتبر ہے۔" قارئین کرام! ان احادیث مبارکہ آثار صحابہ اور اقوال اسلاف کی روشنی میں اب آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ جو شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اتنی عداوت رکھتا ہے کہ آپ کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتا اس کی بیان کردہ روایت کی اہل سنت و جماعت کے نزدیک کیا اہمیت و وقعت ہو گی بلکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق تو کسی بھی "ما انا علیہ و اصحابی" پر ایمان رکھنے والے مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ حضرت علی کے کسی

دشمن کی روایت کو قبول کرے۔ اللھم ارزقنا حب محمد و آلہ و اصحابہ واحفظنا عن بغضھم اس روایت کا چوتھا راوی ہے **خالد بن معدان حمصی**۔ اس کے متعلق شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کان یرسل کثیرا (تقریب التہذیب صفحہ ۹۰) یعنی خالد بن معدان اکثر مرسل روائتیں بیان کیا کرتا تھا" اور مرسل کی تعریف ہے یقول التابعی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا او فعل کذا۔ (مقدمہ ترمذی صفحہ ۳، نخبۃ الفکر صفحہ ۶۳) یعنی تابعی اپنے اوپر والا صحابی راوی بیان نہ کرے اور تابعی براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے۔ یعنی تابعی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا، یا یوں کیا۔ مرسل روایت کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رقمطراز ہیں۔ لم یقبل المرسل ولا ارسلہ العدل (نخبۃ الفکر صفحہ ۷، شرح نخبہ علی قاری صفحہ ۱۵۴) (یعنی احکام اور عقائد میں) مرسل روایت قبول نہیں کی جائے گی اگرچہ اسے ارسال کرنیوالا عادل ہی کیوں نہ ہو" اس روایت کا پانچواں راوی ہے **عمیر بن اسود عنسی** اسکے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فلیس لہ البخاری سوی ھذا الحدیث (فتح الباری شرح بخاری ج ۶ صفحہ ۷۸) یعنی بخاری کے نزدیک یہ راوی اتنا با اعتماد ہے کہ پوری بخاری میں اس ایک روایت کے علاوہ صاحب بخاری نے اس عمیر بن اسود عنسی کی کوئی روایت نہیں لی۔ نیز اسود عنسی نے حضور کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ تو جناب یہ ہیں اس حدیث قسطنطنیہ کے راوی۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسے بدعقیدہ دشمن اہلِ بیت، مجروح اور ضعیف راویوں کی روایت ہمارے لیے حجت ہو سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ رواۃ کے مجروح، مطعون اور ضعیف ثابت ہو جانے کے علاوہ یہ روایت مضطرب، مدرج اور شاذ ہی نہیں بلکہ منکر اور شاذ مردود بھی ثابت ہو چکی ہے، چنانچہ امام شافعی فرماتے ہیں

قال الشافعی رحمہ اللہ الشاذ ما رواہ الثقۃ مخالفا لما رواہ الناس قال ابن الصلاح فما خالف مفردہ احفظ منہ واضبط فشاذ مردود۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شاذ وہ ہے جو ثقہ راوی روایت کریں لیکن ان روایات کے مخالف ہو جو باقی محدثین بیان کریں اور اگر شاذ روایت کے راوی بھی غیر ثقہ ہوں تو پھر یہ روایت شاذ مردود اور منکر ہوگی یہ ابن الصلاح اور ملا علی قاری کی وضاحت ہے" نیز علامہ نووی شارح مسلم فرماتے ہیں فان الائمۃ لا یرون عن الضعفاء شیئا یحتجون بہ علی انفرادہ فی الاحکام۔ (مقدمہ مسلم ص۲۱،

نووی شرح مسلم برحاشیہ ارشاد الساری ۱/ ص۱۶۲ طبع مصری) یعنی احکام میں ضعیف روایت حجت نہیں ہوتی۔ تو کیا ایک منکر روایت کو عقیدہ کے مسئلہ میں دلیل اور حجت قرار دیا جاسکتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خشت اول چوں نہد معمار کج

تا ثریا می رود دیوار کج!

جس مذہب کی بنیاد ایسی مضطرب، شاذ بلکہ منکر اور مدرج روایات پر استوار کی جائے گی اس مذہب کا پھر خدا ہی حافظ ہوگا۔ لہذا یزید دوست حضرات سے ہمدردانہ عرض ہے کہ "شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر نہ پھینکیے۔"

بشارت اور یزید

اگرچہ تمام راویوں کے نامعتبر ثابت ہو جانے کے بعد کسی وضاحت کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی لیکن مسئلہ کی مزید وضاحت کی خاطر اب ہم حدیث کے الفاظ پر بحث کرتے ہیں۔ اول تو گذشتہ وضاحت سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کی روایتوں میں حضرت ام حرام

رضی اللہ عنہا کے سگے بھانجے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے یہ بات بالکل وضاحت کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ استراحت فرمانے کے بعد بیدار ہو کر جن دو لشکروں کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی وہ دونوں لشکر بحری ہیں (اور یزید کسی بحری لشکر میں شامل نہیں ہوا) اور پھر صحاح ستہ کی ان تمام احادیث مبارکہ میں کسی لشکر کے لیے کسی مخصوص بشارت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے لہٰذا ایک طرح کے واقعہ کو دو مرتبہ کے وقوع سے دو الگ الگ بحری اور بری لشکر مراد لینا اور ان کے لیے دو الگ الگ بشارتیں بیان کرنا یہ محض ایک ڈرامہ ہے جو بغض اہل بیت میں یار لوگوں نے کھیلا ہے لیکن اگر تمام حقائق کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو پھر بھی دروغ گو را حافظہ نباشد والی بات سامنے آتی ہے کہ بشارت بھی گھڑی تو وہ جو بیچارے ڈوبتے یزید کو تنکے کا سہارا بھی نہ دے سکی اور جملہ محدثین اس روایتِ بشارت کی موجودگی میں بھی یزید عنید کو جنتی ماننے سے انکار کر رہے ہیں یا پھر شاید حدیث کا جو مفہوم آج یار لوگوں نے سمجھا ہے وہ متقدمین محدثین اور مفسرین کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا۔ بلکہ تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ چنانچہ شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے جب بعض من پسندوں کا یہ استدلالِ بے اعتدال سنا تو آپ نے صاف فرما دیا کہ!

احیب بان ھذا اجار علی طریق الحمیۃ لبنی امیۃ - (ارشاد الساری شرح بخاری ج ۵ ص۱۰۱) یعنی یہ استدلالِ بے اعتدال بنو امیہ کی محبت میں سرشار لوگوں نے ان کی حمایت کے لیے گھڑا ہے بہر حال مذکورہ روایت کے متن پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیان کردہ بشارت بھی عام نہیں ہے بلکہ اس بشارت کو بھی اوّل جیش کے الفاظ قسطنطنیہ پر سب سے پہلے حملہ آور ہونے والے لشکر کے ساتھ مخصوص کر رہے ہیں۔ لہٰذا یہ بشارت قیامت تک قسطنطنیہ پر حملہ آور

ہونے والے لشکروں کو شامل نہیں ہو سکتی۔ اب اگر بشارت کا رخ فتح قسطنطنیہ کی طرف کیا جائے پھر تو فیصلہ ایسا نکھر کر سامنے آتا ہے کہ ہر کوئی تسلیم کے بغیر چارہ نہیں پاتا جیسا کہ علامہ شبلی اور سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ "مسلمان خلفاء اور سلاطین میں سے ہر باہمت نے اس کے پورا کرنے کے لیے قسمت آزمائی کی مگر ازل سے یہ سعادت سلطان محمد فاتح کی قسمت میں آچکی تھی (سیرۃ النبی ج۳ ص۶۹۹)

اس بیان سے تو یہ ہی ثابت ہو رہا ہے کہ اس بشارت کا تعلق قسطنطنیہ کی فتح کے ساتھ تھا اور ہر باہمت اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن یہ سعادت سلطان محمد فاتح کی قسمت میں آئی اور اس فتح کے بعد اس نے سجدۂ شکر ادا کیا تھا اور کہا تھا یا اللہ تیرا شکر ہے کہ جس لشکر کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ الحمد للہ میرے ہاتھوں پوری ہوئی۔ اگر علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی اس تحقیق کو مان لیا جائے تو پھر ہر قسطنطنیہ پر حملہ آور لشکر کے دل میں اس آرزو کا ہونا بھی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ البتہ مذکورہ بشارت کا مستحق سلطان محمد فاتح کا لشکر بنتا ہے، پس جھگڑا ختم ہوا۔ سلطان محمد خان علماء و فضلاء، عابدوں اور زاہدوں اور اپنے پیر و مرشد کو دعا کے لیے عرض کر کے ۲۰ مئی ۸۵۷ھ کو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا اور اس کے پیر و مرشد نے اس وقت تک سجدے سے سر نہیں اٹھایا تھا جب تک شہر فتح نہ ہوا۔ اسی لیے یہ مشہور ہے کہ قسطنطنیہ دعاؤں سے فتح ہوا تھا۔ سلطان نے ایشیائے کوچک کے پانچ ہزار (۵۰۰۰) مسلمانوں کو یہاں آباد کیا اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے متصل ایک مسجد بنوا دی۔ اس طرح سلطان محمد خان ثانی، سلطان فاتح کے لقب سے مشہور ہوا۔ (تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ج۳ ص۵۲۸) اور اگر بشارت کو صرف حملہ کرنے تک محدود رکھا جائے تو پھر بھی یزید پلید اس ضمن میں نہیں آسکتا کیونکہ تاریخ کی

ورق گردانی کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر سب سے پہلا حملہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ کی زیر سرپرستی کیا گیا تھا چنانچہ مورخ ابی یعقوب رقمطراز ہیں۔ واغزی عثمان جیشا امیر هم معاویة علی الصائفة سنة اثنتین وثلاثین فبلغوا الی مضیق القسطنطنیة وفتحوا فتوحا کثیرة (تاریخ یعقوبی ۔ طبع بیروت ع۲ ص۱۶۹) مورخ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ فی سنة ۳۲ھ غزا معاویة مضیق القسطنطنیة ومعه زوجته عاتکة (تاریخ کامل ع۳ ص۳۲) مورخ اسلام مفسر قرآن علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ غزا معاویة بلاد الروم حتی بلغ المضیق القسطنطنیة (البدایہ والنہایہ ع۷ ص۱۵۹) مورخ اسلام علامہ ابن خلدون ایک اور لشکر کا تذکرہ کرتے ہیں و دخل المسلمون سنة اثنتین واربعین الی بلاد الروم فهزموهم وقتلوا جماعة من البطارقة واثخنوا فیها ثم دخل بسر بن ارطاة ارضهم سنة ثلاث واربعین ومشی بها دبلغ القسطنطنیة (تاریخ ابن خلدون ع۳ ص۱۹)

عصر حاضر کے مورخ شاہ معین الدین ندوی تقریباً تواریخ مذکورہ بالا کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں بلکہ تقریباً ان کا ترجمہ ہے۔ لکھتے ہیں "ان اہم معرکوں میں اور فتوحات کے علاوہ عہد عثمانی میں اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں اور فتحیں بھی حاصل ہوئیں۔ نیز ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا" (تاریخ اسلام ندوی ۱ ص۲۵۵)

قارئین کرام! آپ نے پانچ مختلف اور مستند تواریخ کے حوالہ جات سے دیکھ لیا کہ جس ۵۱ھ والی جنگ میں یزید عنید بادل ناخواستہ مجبور و مبغوض ہو کر گیا تھا وہ جیش اولی نہیں تھا بلکہ اس سے بہت پہلے ۳۲ھ اور ۴۲ھ میں قسطنطنیہ پہ لشکر حملہ آور ہو چکے تھے۔

جب یزید والا لشکر جیش اولی نہیں ہے تو پھر اس روایت میں بیان کردہ

بشارت کا مستحق بھی نہیں ہے کیونکہ بشارت اوّل جیش کے الفاظ کے ساتھ صرف جیش اوّل کے ساتھ مختص ہے۔ الیس منکم رجل رشید اور جیش اوّل بالاتفاق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں حضرت امیر معاویہ کے زیر کمان ۳۲ھ میں گیا تھا لیکن یزید کی پیدائش بالاتفاق ۲۵ھ یا ۲۶ھ کی ہے، جیسا کہ علامہ دمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں، انہ لم یکن من الصحابة لانه ولد فی ایام عثمان ۔ (حیاۃ الحیوان ج۲ ص۱۲۵) ترجمہ: یزید بے دید صحابہ میں سے نہیں ہے، کیونکہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں پیدا ہوا تھا" نیز مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں۔

ولد یزید فی ستة ست وعشرین۔ (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۴۶) ترجمہ: یزید عنید ۲۶ھ میں پیدا ہوا۔ خاتم الحفاظ محدث ومفسر ومورخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویة ابو خالد الاموی ولد سنة خمس او ست وعشرین تاریخ الخلفاء ص۱۴۳) ترجمہ: ابو خالد یزید بن معاویہ اموی ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوا" نیز محدث بالاتفاق محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ولد یزید الشقی المرید ستة خمس او ست وعشرین فی خلافة سیدنا العثمان رضی اللہ عنہ۔ (ما ثبت من السنہ ص۴۰) یعنی یزید بدبخت شقی وسرکش ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں پیدا ہوا۔

اسی طرح حاشیہ مکتوبات شریف ج۱ ص۱۴۳ اور تاریخ ابن خلکان ج۱ ص۲۰۵ پر بھی مذکور ہے۔ بلکہ تاریخ کی تمام کتابوں میں یہی لکھا گیا ہے کہ یزید ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوا تھا۔ بلکہ علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تو ایک قول ۲۷ھ کا بھی نقل کیا ہے (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۳۶)۔ قارئین کرام! بخوفِ طوالت صرف سات

حوالہ جات پیش کئے ہیں، ویسے باقی تمام تواریخ بھی انہی کی ہمنوا ہیں کسی نے بھی اس بات سے اختلاف نہیں کیا۔ اس حساب سے یزید بے دید کی عمر ۳۲ھ میں ۲۵ کے مطابق سات سال، ۲۶ کے مطابق چھ سال اور ۲۷ کے مطابق پانچ سال بنتی ہے تو کیا پانچ یا چھ یا سات سال کا بچہ کسی جنگ میں جانے کے قابل بھی ہو سکتا ہے؟ چہ جائیکہ کسی لشکر کا سپہ سالار بنے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اتنے کم عمر بچے کو تو ابھی مکمل طور پر اپنی ہوش بھی نہیں ہوتی۔ دنیا کا کوئی احمق ترین انسان بھی اس مفروضہ کو ماننے کے لیے تیار نہ ہوگا۔ نیز ۵۵ھ میں حضرت امیر معاویہ نے حضرت سفیان بن عوف کے زیر کمان ایک لشکر بلاد روم کی طرف بھیجا تھا اور یزید کو بھی اس میں شامل ہونے کا حکم فرمایا تھا لیکن یزید حیلے بہانے بنا کر بیٹھ رہا اور لشکر میں نہ گیا چنانچہ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ ستة خمسين سير معاوية جيشا كثيفا الى بلاد الروم للغزاة وجعل عليهم سفيان بن عوف وامر ابنه يزيد بالغزاة معهم فتثاقل واعتل فامسك عنه ابوه۔

(تاریخ کامل ج ۳ ص ۱۸۹) ہاں البتہ یزید پلید حضرت امیر معاویہ کے دور حکومت میں ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں بادل ناخواستہ بلکہ جبراً و زجراً بھیجا گیا تھا جس کی تفصیل کتب تواریخ میں موجود ہے۔ مثلاً مورخ ابی یعقوب لکھتے ہیں۔ واغزى معاوية يزيد ابنه الصائفة ومعه سفيان بن عوف فسبقه بالدخول الى بلاد الروم فنال المسلمين فى بلاد الروم حمى وجدرى وكانت ام كلثوم بنت عبد الله تحت يزيد وكان لها محبا فلما بلغه ما نال الناس من الحمى والجدرى فقال۔

ما ان ابالى بما لاقت جموعهم

بالغذقذونة من حمى ومن موم

اذا اتکأت علی الانماط فی غرف - بدیر مران عندی ام کلثوم

فبلغ ذالك معاویة فقال اقسم باللہ لتدخلن ارض الروم

فلیصیبنك ما اصابهم فاردف به ذلك الجیش فغزابه

حتی بلغ القسطنطنیه -

(تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۲۹)

مورخ علامہ ابن اثیر بیان کرتے ہیں (جو کہ تقریباً اوپر کی عربی عبارت کا ترجمہ ہے) ۵۰ھ میں سفیان بن عوف کے زیر کمان امیر معاویہ نے ایک لشکر جرار بلاد روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس لشکر میں شامل ہونے کا حکم دیا۔ یزید حیلے بہانے بنا کر بیٹھ رہا امیر معاویہ نے اس کو رخصت دے دی شومیٔ قسمت سے اس لشکر میں وبا پڑ گئی جب اس کی اطلاع یزید کو ملی تو اس نے دو شعر کہے "مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ اس لشکر پر بخار اور بلائیں نازل ہوئی ہیں، میں تو اونچے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوں اور ام کلثوم (یزید کی محبوبہ بیوی) میری آغوش میں ہے۔" جب امیر معاویہ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے قسم کھائی کہ اب میں یزید کو سفیان بن عوف کے پاس ضرور بھیجوں گا تاکہ اس کو بھی ان مصائب کا حصہ ملے جو لشکر والوں کو پہنچی ہیں (تاریخ کامل ابن اثیر اردو ج ۳ ص ۱۹۷، تاریخ ابن خلدون اردو ج ۲ ص ۳۸، مروج الذہب ج ۳ ص ۳۳ شہید کربلا اور یزید از قاری محمد طیب صاحب دیوبندی ص ۱۴۴) اور جو معزز صحابہ اس جیش ثانی میں شامل تھے وہ یزید کے ماتحت نہیں تھے بلکہ وہ حضرت سفیان بن عوف کے ماتحت تھے جیسا کہ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۲ ص ۵۲ پر بھی ہے۔ نیز شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ بہت واضح فیصلہ فرماتے ہیں۔ آپ

فرماتے ہیں الاظهر ان هؤلاء السادات من الصحابة کانوا مع

سفیان بن عوف ولم یکونوا مع یزید بن معاویة لانه لم یکن اهلا ان یکون هؤلاء السادات فی خدمته..... ای منقبة کانت لیزید وحاله مشهور (عمدة القاری شرح بخاری ج۱۴ ص۱۹۸)

یعنی آپ فرماتے ہیں یہ بہت واضح سی بات ہے کہ جو کبار صحابہ کرام اس لشکر میں شامل تھے وہ حضرت سفیان بن عوف کے ساتھ تھے اور وہ یزید بن معاویہ کے ساتھ نہیں تھے کیونکہ وہ اس بات کا اہل ہی نہیں تھا کہ یہ اکابر صحابہ اسکی ماتحتی میں ہوتے۔ یزید میں ایسی کون سی خوبی تھی درحالیکہ اس کا کردار عام مشہور ہے۔اسی طرح ابوداؤد شریف ج۲ ص۳۴ میں قسطنطنیہ پر حملہ کی روایت مذکور ہے اور روایت کے الفاظ ہیں نرید القسطنطنیة وعلی الجماعة عبد الرحمان بن خالد بن ولید۔ یعنی قسطنطنیہ پر حملہ کے وقت لشکر اسلام کی ایک جماعت حضرت خالد بن ولید کے صاحبزادے حضرت عبد الرحمان کے زیر کمان تھی" اور یہ وہی لشکر ہے جس میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ شریک تھے جیساکہ ابوداؤد شریف ج۲ ص۳۶ کی روایت سے صاف ظاہر ہے۔ اور اگر ابتدا حملہ میں یزید وہاں موجود ہوتا تو ضرور اس کا بھی کہیں ذکر ہوتا لیکن ان دونوں روایتوں میں یزید بے دید کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے کیونکہ وہ تو بعد میں جبراً و زجراً بھیجا گیا تھا اور شرعی اعتبار سے انما الاعمال بالنیات کے تحت اس طرح کا بالاکراہ زبردستی دھکیلا ہوا شخص کسی بشارت و مغفرت کا مستحق نہیں ہو سکتا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ لن ینال اللہ لحومها ولا دماءها ولکن یناله التقوی منکم پ۱۷ ع۱۲ س حج ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے پاس تمہاری قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اس کی بارگاہ میں تو تمہارا تقویٰ (دل کی کیفیت) دیکھا جاتا ہے۔

مغفور لھم کی تحقیق

برصغیر پاک و ہند میں بالاتفاق علی الاطلاق حدیث کے اُستاد جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ان الفاظ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔!

تمسك بعض الناس بهذا الحديث فى نجات يزيد لانه كان من جملة هذا الجيش الثانى بل كان رأسهم ورأيسهم على مايشهد به التواريخ والصحيح انه لايثبت بهذا الحديث الاكونه مغفورله ما تقدم من ذنبه على هذه الغزوة لان الجهاد من الكفارات وشأن الكفارات ازالة الذنوب السابقة عليها لا الواقعة بعدها لوكان مع هذا الكلام انه مغفورله الى يوم القيامة يدل على نجاته واذليس فليس بل امره مفوض الى الله تعالىٰ فيما ارتكبه من القبائح بعد هذه الغزوة من قتل الحسين عليه السلام وتخريب المدينة والاصرار على شرب الخمران شاء عفا عنه وان شاء عذبه كما هو مسطرد فى حق سائر العصاة على ان الاحاديث الواردة فى شان من استخف بالعترة الطاهرة والملحد فى الحرم والمبدل للسنة تبقى مخصصات لهذا العموم لوفرض شموله لجميع الذنوب (شرح تراجم بخاری ص۳۲)

ترجمہ:۔ جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "بعض لوگ مغفور لھم کے الفاظ کو دلیل بنا کر یزید کی نجات پر استدلال کرتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے کیونکہ جہاد کفارات

میں سے ہے، کفارات سے پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے نہ کہ بعد کے گناہوں کا بھی۔ ہاں البتہ اگر حضور یوں فرما دیتے کہ اس غزوہ میں شریک ہونیوالا قیامت تک کے لیے بخشا ہوا ہے تو پھر واقعی اس سے استدلال ہو سکتا تھا۔ لیکن چونکہ یہ الفاظ حدیث میں موجود نہیں ہیں لہذا مذکورہ الفاظ سے یزید کی نجات بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ نیز اس غزوے کے بعد اس نے جن برائیوں کا ارتکاب کیا ہے مثلاً "حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قتل، مدینہ منورہ میں قتل و فساد اور شراب نوشی وغیرہ۔ تو پھر جیسا کہ تمام گناہ گاروں کے متعلق حکم ہے ایسے ہی اسکے متعلق کہیں گے کہ اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے جو چاہے کرے یعنی اگر چاہے تو معاف کر دے، اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے، اور اگر اسکی شمولیت ان تمام (کردہ) گناہوں میں مان کر فیصلہ کیا جائے تو پھر اس کے لیے وہ عموم بھی باقی نہیں رہتا بلکہ پھر اس کے لیے وہ حدیثیں عذاب کو ثابت کر دیں گی جن میں اہل بیت کرام کی توہین کرنے والوں، حرم محترم کی توہین کرنے والوں اور سنت مصطفوی کو تبدیل کرنے والوں کے لیے وعید مذکور ہے" نیز ملاحظہ فرمائیں سراج المنیر ۱ ص۸ اور شہید کربلا اور یزید از قاری محمد طیب صاحب دیوبندی ص۱۷۸، نیز ان برائیوں پر کچھ بحث احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ستۃ لعنتھم ولعنھم اللہ کے تحت لکھی جا چکی ہے وہاں سے دوبارہ مطالعہ فرمالیں تاکہ مسئلہ ہذا مزید واضح ہو جائے۔

اور سنت کو تبدیل کرنے کے متعلق تو خود مخبر صادق علیہ السلام نے یزید بے دید کا نام لے کر اس کی برائی بیان فرمائی تھی جیسا کہ مسند فردوس ۵ ص۹۲ طبع بیروت، صواعق محرقہ ص۲۲۱ طبع مصری، تطہیر الجنان ص۶۴ طبع مصری۔ البدایہ والنہایہ ۸ ص۲۳۱ طبع بیروت، تاریخ الخلفاء ص۱۴۵ طبع دہلی، اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار

صلا۲ طبع مصری اور ماثبت من السنہ ص۳۴ وغیرہ پر مذکور ہے (احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث ۱ کے تحت یہ مضمون مختصر طور پر بیان کیا جا چکا ہے) حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ لایزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمه رجل من بنی امیة یقال له یزید ۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔ اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة یقال له یزید ۔ یعنی میری اُمت کا معاملہ حق و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ سب سے پہلے اس میں رخنہ اندازی اور میری سنت میں تبدیلی بنو اُمیہ کا ایک شخص کرے گا جس کا نام یزید ہوگا۔ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینیؒ رحمہ اللہ ان " مغفور لهم " کے الفاظ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ قلت لا یلزم من دخوله فی ذالك العموم ان لایخرج بدلیل خاص اذ لایختلف اهل العلم ان قوله مغفور لهم مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذالك لم یدخل فی ذالك العموم ۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج۱۴ ص۱۹۹ طبع بیروت) انہی الفاظ پر شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تبصرہ فرماتے ہیں۔ انه لا یلزم من دخوله فی ذالك العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لاتختلف اهل العلم ان قوله صلی الله علیه وسلم مغفور لهم مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم یدخل فی ذالك العموم اتفاقا فدل ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فیه منهم ۔ (فتح الباری شرح بخاری ج۶ ص۸۰)

ان ہی الفاظ پر شارح بخاری علامہ قسطلانی حاشیہ آرائی فرماتے ہیں۔ ولا یلزم

من دخوله فی ذالک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذلا
خلاف ان قوله علیه الصلٰوۃ والسلام مغفور لهم مشروط
بکونه من اهل المغفرۃ حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد
ذالک لم یدخل فی ذالک العموم اتفاقا۔

(اتنے بیان پر تو تقریباً تمام شارحین یک زبان ہیں لیکن علامہ قسطلانی آگے مزید اضافہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں) فیما نقله المولی سعد الدین للعن علی یزید لما انه کفر بقتل الحسین واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتله او امر به او اجازه ورضی به والحق ان رضاه بقتل الحسین واستبشاره بذالک واهانة اهل بیته صلی اللہ علیه وسلم مما تواتر معناه وان کان تفاصیله احادا فنحن لا نتوقف فی شانه بل فی ایمانه لعنة اللہ علیه وعلی اعوانه وانصاره۔

(ارشاد الساری شرح بخاری ج۵ ص۱۰۱ طبع مصری) یعنی

اس بشارت میں کسی کے عمومی طور پر (اجتماعی طور پر) داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی خاص دلیل سے اس بشارت سے خارج نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ حضور کا فرمان "مغفور لهم" مشروط ہے صرف اس شخص کے لیے جو مغفرت کا مستحق بھی ہو۔ یعنی اگر کوئی آدمی بالفرض اس بشارت والے غزوے میں شامل ہونے کے بعد (معاذ اللہ) مرتد ہو جائے تو بالاتفاق وہ اس لشکر میں شامل ہونے کے باوجود بھی بخشش کا مستحق نہیں ہوگا (آگے علامہ قسطلانی کی زائد عبارت کا ترجمہ ہے) اس مسئلہ میں علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہیں۔ بے شک یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے کفر کیا ہے اور اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ وہ شخص ضرور ملعون ہے جس نے آپ کو قتل کیا یا

آپ کے قتل کا حکم دیا یا آپ کے قتل کی اجازت دی اور جو آپ کے قتل پر راضی ہوا اور سچی بات یہ ہے کہ بے شک یزید امام عالی مقام کے قتل پر راضی ہوا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا (اس بات کی تفصیل اگلے باب میں انشاء اللہ مفصل ومدلل آئے گی) اور اہل بیت اطہار کی توہین کی۔ اور یہ بات معنوی لحاظ سے تواتر کو پہنچ چکی ہے اگرچہ اس کی تفاصیل احاد ہیں پس ہم صرف اس کی شان میں توقف نہیں کرتے بلکہ ہم تو اس کے ایمان میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام ساتھیوں پر۔"

غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ " اس حدیث سے بعض نے نکالا کہ یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ جنتی ہے میں کہتا ہوں اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب اس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو امیر معاویہ زندہ تھے ان کی خلافت تھی) اور ان کی خلافت بالاتفاق صحیح ہے کیونکہ امام برحق امام حسن رضی اللہ عنہ نے انکو خلافت تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس لشکر کا ہر ہر فرد بخشا جائے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑ رہا تھا لیکن آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ (بات دراصل یہ ہے کہ بہشتی یا دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یزید نے پہلے تو اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا اہل بیت کی اہانت کی، جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا کہ میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، حرم محترم میں گھوڑے باندھے، مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔ ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور کہہ سکتا ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین کے

قتل پر خوش ہوا اور اہانت اہل بیت پر خوشی کا اظہار کیا اور یہ امر متواتر ہے اسلیئے ہم اس کے بارے میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہمیں کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے تمام مددگاروں پر (تیسیر الباری شرح بخاری ج۱۱ ص۹۶)

کاروان دیوبند کے سرخیل بانیٔ مدرسہ دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا حسین احمد صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔ چنانچہ بر تاریخ داناں و حدیث خواناں پوشیدہ نیست غائیت مافی الباب خرابیہائے پنہانی کہ داشت ہمچوں منافقاں کہ در بیعت رضوان شریک بودند بوجہ نفاق رضوان اللہ نصیب اوشاں نشد یزید ہم از فضائل ایں بشارت محروم ماند (مکتوبات شیخ الاسلام ص۲۵۳) ترجمہ: "چنانچہ تاریخ جاننے والے اور حدیث پڑھنے والے حضرات اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ جس طرح اپنے دل میں خرابی رکھنے والے بیعت رضوان میں شریک منافقوں کو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکی تھی اسی طرح یزید بھی (اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے) اس بشارت کی فضیلت سے محروم ہے۔" حالانکہ فرمانِ خداوندی ہے۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ پ۲۶ ع۱۸ س فتح "البتہ تحقیق راضی ہو گیا اللہ تعالےٰ ان مومنوں سے جنہوں نے بیعت کی آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے۔" اسی وجہ سے اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہا جاتا ہے۔ جن لوگوں کی بیعت کو خدا تعالےٰ اپنی بیعت قرار دے رہے ہیں اور جن بیعت کرنے والوں کے لیے رضائے خداوندی کا قرآن کریم میں بیان ہو رہا ہے اگر ان میں سے کسی کے دل میں کوئی خرابی ہو تو وہ منافق ان آیاتِ مقدسہ کی موجودگی اور صحت کے باوجود بھی رضائے الٰہی سے محروم رہے تو ایک شرابی، زانی، قاتل اور ظالم و موہن شخص اگر زبردستی کسی جنگ میں دھکیل بھی دیا جائے تو تمام لشکر اسلام کے

کفارات ذنوب ہو جانے کے باوجود بھی وہ بدبخت ویسے کا ویسا ہی رہ جائے گا اُسے اس کی بدنیتی کی وجہ سے ثواب، رضا یا مغفرت کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فان قیل فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی مغفور لہ دیزید اول غزاھا قلنا فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ من اخاف اھل المدینۃ۔ ان یزید اخاف اھل المدینۃ وسبی اھلھا نھبھا واباحھا وتسمی وقعہ الحرۃ بعد ماقتل الحسین...... والآخر ینسخ الاول۔

(تذکرہ خواص الامہ صـ۲۸۸) ترجمہ :۔ اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو پہلا لشکر میری اُمت میں سے جنگ کرے گا وہ بخشا جائے گا تو چونکہ یزید نے اوّل غزوہ کیا ہے تو ہم کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تو فرمایا تھا کہ اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر جو اہلِ مدینہ کو ڈرائے، بے شک یزید بے دید نے اہلِ مدینہ کو ڈرایا اور وہاں کے باشندوں کو قیدی بنایا، مدینہ منورہ کو تاخت وتاراج کیا۔ حرم محترم میں ہر ناجائز کام کی اجازت دی، اس وقوعہ شنیعہ کا نام واقعہ حرہ رکھا گیا ہے۔ اور یہ واقعہ شہادت امام عالی مقام کے بعد پیش آیا۔ اور یہ ایک مسلّم اصول ہے کہ بعد والا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے" لہٰذا مغفرت والا حکم منسوخ ہے اور لعنت جاری وساری ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا!

چوتھا باب

اکابرینِ اسلام کے نظریات کے بیان میں

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں جب ایمان والوں کو صراطِ مستقیم کا سوال کرنیکا طریقہ ارشاد فرمایا تو ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرما دی کہ صراط الذین انعمت علیہم یعنی جب مجھ سے صراطِ مستقیم کا سوال کرو تو ساتھ یہ بھی عرض کر دیا کرو اے اللہ میں تجھ سے اسی راستے اور طریقے پر چلنے کی توفیق کا سوال کرتا ہوں جو تیرے انعام یافتہ بندوں والا راستہ ہے۔ دوسرے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے فبھدا ھم اقتدہ پ س انعام ر ۹۰ اے حبیب صلی اللہ علیک وسلم آپ بھی ان ہدایت یافتہ گروہ (انبیاء سابقین) کی اتباع کریں۔ سورہ لقمان میں ارشادِ خداوندی ہے واتبع سبیل من اناب الی پ ۲۱ لقمان ر ۱۵ اور اتباع کر اس کے راستہ کی جس نے میری طرف رجوع کیا" سورہ عنکبوت ۹ میں ارشاد خداوندی ہے والذین آمنوا وعملوا الصالحات لندخلنھم فی الصالحین پ ۲ ع ۱۳

یعنی اللہ تعالےٰ نے ایمان لانے اور اعمالِ صالحہ کرنے والوں کو بطور انعام نیک لوگوں کی سنگت عنایت فرمانے کا اعلان کیا ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم پ ۲۷ س طور ر ۲ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم نے انکی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیا" بلکہ سورہ توبہ میں تو اللہ تعالےٰ نے سابقون الاولون

کی اتباع پر صاف صاف اپنی رضا اور خوشنودی کا اعلانِ عام فرما دیا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ پ۱۱ توبہ ۱۰۰ اور ان نفوسِ قدسیہ کی سنگت اور اتباع پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت کی بشارت بھی دی گئی ہے چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے واعد لھم جنات تجری تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا پ۱۱ توبہ آیت ۱۰۰ اور سورہ فجر میں ارشاد ہوتا ہے کہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی پ۳۰ فجر ۲۹ نیز ذالک الفوز العظیم پ۱۱ توبہ ۱۰۰ فرماکر یہ بھی واضح فرما دیا کہ ان نفوسِ قدسیہ کی اتباع بہت بڑی کامیابی ہے۔ غرضیکہ یہ تمام مذکورہ بالا آیات اور دوسری سینکڑوں آیات (جو بغرضِ اختصار ذکر نہیں کی گئیں) اس بات پر بین دلیل ہیں کہ منشائے خداوندی یہی ہے کہ بعد میں آنے والا ہر مسلمان اپنے سے پہلے گزرے ہوئے نیک لوگوں کے طریقہ پر عمل پیرا ہو۔ اس پر اس متبع کو رضائے الٰہی بھی نصیب ہوگی اور وہ کامیاب و کامران ہوکر مستحق جنت بھی قرار پائے گا۔ نیز جہاں اللہ تعالےٰ نے متعدد مقامات پر سلف صالحین کی اقتداو تعلیم کا حکم فرمایا ہے وہاں ان کی مخالفت پر وعید بھی بیان فرمائی ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا پ۵ نساء ۱۱۵ ترجمہ اور جو خلاف کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے بعد کہ اس پر حق واضح ہو چکا ہو اور وہ اختیار کرے مومنوں کے راستہ سے جدا راستہ۔ ہم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور بالآخر اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔"

یعنی جو شخص اجماع امت مسلمہ کے خلاف طریقہ یا عقیدہ رکھے وہ بحکم خداوندی دوزخی قرار پاتا ہے۔ نیز متعدد احادیث مبارکہ اور آثارِ صحابہ سے بھی اس بات کا

ثبوت ملتا ہے مثلاً" حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے قرآن کریم اور سنت مصطفوی کے بعد تیسرے درجہ کی مشعلِ راہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ینظر فیہ العابدون من المؤمنین (دارمی شریف صہ۲۸) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مسئلہ میں صاحب ایمان حضرات میں سے نیک لوگوں کا طریقہ دیکھو۔" نیز آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا پھر میری سنت کو نمونہ سمجھنا اور اس کے بعد فانظر ما اجتمع علیہ الناس فخذ بہ (دارمی شریف صہ۳۴) اجماعِ اُمتِ مسلمہ پر عمل کرنا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں قاضی شریح کو لکھ کر بھیجا کہ جب تمہارے پاس کوئی فیصلہ آئے تو سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا پھر سنتِ مصطفوی کو مشعلِ ہدایت تصور کرنا اور اس کے بعد فاقض بما قضی بہ الصالحون (نسائی شریف ج۲ صہ۳۰۳ دارمی شریف صہ۳۳) نیک لوگوں سے کئے ہوئے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا۔"

اسی طرح مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اے لوگو اگر تمہارے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو اولاً کتاب اللہ کے مطابق ثانیاً سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور ثالثاً فلیقض بما قضی بہ الصالحون (نسائی شریف ج۲ صہ۳۰۳، دارمی شریف صہ۳۴) نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا"

اسی طرح مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اے لوگو اگر تمہارے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو اولاً کتاب اللہ کے

مطابق ثانیا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور ثالث ۔۔۔ فلیقض بما قضی بہ الصالحون (نسائی شریف ج۲ ص۳۰۳، دارمی شریف ص۳۴) نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا" ایک اور روایت کے الفاظ ہیں فما اجمع علیہ المسلمون (دارمی شریف ص۳۴) یعنی اجماع امت مسلمہ کے مطابق فیصلہ کرو۔"

قارئین کرام! ان آیاتِ مقدسہ اور احادیثِ مبارکہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ صراطِ مستقیم، یعنی سیدھا راستہ اور صحیح عقیدہ صرف اور صرف وہی ہے جو سلف صالحین اور اجماع امتِ مسلمہ کے عقیدہ و نظریہ کے مطابق ہو۔ نیز ہدایت یافتہ اور ناجی گروہ صرف اور صرف وہی ہے جو سلف صالحین کا صحیح متبع ہے۔ لہٰذا اب ہم اپنے مؤقف کی مزید وضاحت کے طور پر مسئلہ ہذا کے متعلق چند مشہور و معروف اکابرینِ اسلام کے فرامین نقل کرتے ہیں تاکہ آپ بھی ان اسلاف جیسا عقیدہ قائم کر کے رضائے الٰہی حاصل کر سکیں اور ویتبع غیر سبیل المؤمنین کے تحت غضب الٰہی اور وعید عذاب کے مستحق قرار نہ پائیں

یزید کے متعلق اسلاف کا عقیدہ

لاؤ تو حکم نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

ویسے تو اپنے اپنے مقام پر مسئلہ ہذا کے متعلق متعدد آیاتِ مبارکہ اور احادیثِ مقدسہ پیش کی جا چکی ہیں لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کو شروع کرنے سے پہلے بھی بطور تبرک ایک آیہ مبارکہ اور ایک حدیث شریف نقل کر دی جائے۔ اس کے بعد اکابرینِ اسلام کے وہ فرمودات پیش کئے جائینگے جن سے ان پیشوایانِ اسلام کا یزید کے متعلق عقیدہ اور نظریہ بالکل واضح ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو حق بات ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللھم یا ربنا۔ بجاہ سید المرسلین

فرمانِ خداوندی | افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوٗن اما الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات فلھم جنات الماوی نزلا بما کانوا یعملون واما الذین فسقوا فماوٰھم النار (پ ۲۱ س سجدہ ع ۲ ۔ ۱۹ ۔ ۱۸)

ترجمہ:۔ تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو فاسق ہے۔ یہ برابر نہیں ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے، پس واسطے ان کے ٹھہرنے کے جنتیں ہیں اور ان کے اعمال کی وجہ سے وہاں ان کی مہمان نوازی ہو گی اور جو فاسق ہیں پس ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔"

فرمانِ مصطفوی | عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان شر الناس عند اللہ و فی

روایۃ ابو سعید ان ابغض الناس) منزلۃ یوم القیامۃ رفی روایۃ ابو سعید۔ وشدھم عذابا وابعدھم منہ مجلسا) امام جائر خرق ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۱۵، ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ) ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے بڑا ظالم حاکم ہے اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں " تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالےٰ کا غضب اور سب سے زیادہ سخت عذاب اور خدا تعالےٰ کی بارگاہ سے دوری ظالم حاکم کے لیے ہے۔"

فرمان ام المؤمنین | حبیبۃ الرسول فقیہۂ امت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ لا بارك اللہ فی یزید الطعان اللعان (ماثبت من السنۃ صفحہ ۳۰) اللہ تعالےٰ یزید طعان و لعان کی عمر خراب میں برکت نہ دے۔" یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا واقعہ کربلا سے پہلے وصال فرما چکی تھیں لہذا آپ کا وقوعہ کربلا کے بیان کرتے ہوئے یزید کے لیے بد دعا کرنا اس بات کا یقینی ثبوت پیش کرنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کربلا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس واقعہ کا ذمہ دار نام لے کر یزید پلید کو ٹھہرایا تھا۔ تبھی تو ام المؤمنین یزید پر ناراضگی کا اظہار فرما رہی ہیں۔ اگر حضور یزید کا نام نہ لیتے تو ام المؤمنین یزید کا نام کیوں لیتیں (جیسا کہ احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث ۲ کے تحت مسند فردوس کی حدیث اور دیگر حوالہ جات نقل کئے جا چکے ہیں) نیز جنابہ صدیقہ کی یزید کے حق میں بد دعا کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ام المؤمنین کو جناب امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے حد درجہ محبت تھی۔

جناب حیدر کرار کا نظریہ | علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ اور مورخ

ابن اثیر نے جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت نقل کی ہے لکھتے ہیں۔
وقد ظهرت كرامات علی ابن ابی طالب فی هذا فانه لقی عمر
بن سعد يوما وهو شاب فقال ويحك يا ابن سعد كيف بك اذا
قمت يوما مقاما تخير فيه بين الجنة والنار فتختار
النار ۔ (تذکرہ خواص الامہ ص۲۴۷، تاریخ ابن اثیر ج۴ ص۱۴۱) ۔
یعنی حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کی کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ایک دن عمر بن سعد (ابن سعد۔ یزیدی فوج کا کربلا میں سپہ سالار) سے ملے جبکہ وہ ابھی نوجوان تھا تو آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے اسے ابن سعد (یا تیری بربادی ہو) اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تجھے جنت (معیتِ امام) اور دوزخ (معیتِ یزید) میں اختیار دیا جائے گا اور تو دوزخ کو اختیار کریگا"

تم نے اجاڑا حضرتِ زہرا کا بوستان
تم خود اجڑ گئے تمہیں یہ بد دعا ملی

امام حسین کا نظریہ سیدالشہداء امام کرب و بلا جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یزید کی بیعت پیش کی گئی تو آپ نے یہ کہہ کر بیعتِ یزید سے انکار فرمادیا۔ لانه كان فاسقا مدمنا الخمر ظالما (سر الشہادتین ص۳۶ سوانح کربلا ص۶۴، انوار المحمود شرح ابوداؤد از مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی ص۶۵۴) یعنی یزید فاسق و فاجر اور ہمیشہ کا شرابی اور ظالم ہے (لہذا میں اس کی بیعت کیسے کر سکتا ہوں) نیز مولوی عبدالرب صاحب دیوبندی، یزید کی بیعت کے متعلق جناب امام عالی مقام اور جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا ایک مختصر مکالمہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں "حضرت امام حسین نے مسجد نبوی میں حضرت عبداللہ بن عباس کو کہا کہ مجھے ولید (یزید کی طرف سے گورنر مدینہ) نے بلایا ہے

وہ مجھ سے یزید کی بیعت طلب کرے گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا پھر آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت امام حسین نے فرمایا وہ شراب پیتا ہے، زنا کرتا ہے، ایسے کو امام بنانا کب جائز ہے (مرج البحرین صـ۲۸۳)

علامہ ابن خلدون (یزید دوست حضرات کا معتمد مورخ) علامہ ابن جریر، مورخ ابن اثیر اور مولوی محمد یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی، حضرت امام عالی مقام کا ایک خطبہ نقل کرتے ہیں جو آپ نے اپنے بھائی، بچوں اور عزیزوں کی لاشوں کے درمیان کھڑے ہوکر خود لڑائی شروع فرمانے سے پہلے بطور اظہار حق اور یزید کی بیعت نہ کرنے کا سبب بیان فرماتے ہوئے بیان فرمایا تھا۔ الا ان ھؤلاء قد لزموا طاعة الشیطان وترکوا طاعة الرحمان و اظھر الفساد وعطلوا الحدود و ستاثروا بالفیئ و احلوا حرام اللّٰہ وحرموا حلاله وانا احق من غیرہ (تاریخ ابن خلدون اردو ۲ صـ۹۱، تاریخ طبری ۲ صـ۲۲۹، تاریخ کامل ۴ صـ۴۸، حیاۃ الصحابہ ۳ صـ۵۴۹) ترجمہ:۔ اے لوگو کان کھول کر سن لو۔ انہوں (یزیدیوں) نے شیطان کی اطاعت کو اپنے اُوپر لازم کر لیا ہے اور رحمٰن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے، فساد برپا کر دیا ہے، حدودِ اسلام کو معطل کر دیا ہے، فی کا مال کھا جاتے ہیں، اللہ تعالےٰ کے حلال کو حرام اور اس کے حرام کو حلال کر رکھا ہے لہذا مجھ پر لازم ہے کہ میں ایسے ظالم و جابر حاکم کے خلاف علم بغاوت بلند کروں۔"

علامہ مومن شبلنجی مصری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جب امام عالی مقام تمام اقرباء و خدام کی شہادت کے بعد خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو بعض عاقبت نا اندیش گستاخی کے ارادے سے مخدرات کے خیموں کی طرف بڑھے تو آپ نے یزیدیوں کو للکار کر فرمایا ویحکم یا شیعة الشیطان کفوا سفھاءکم عن الحریم۔ (نور الابصار طبع مصری صـ۱۴۴، تنویر الازہار صـ۲۳۱) ترجمہ:۔ اے شیطان کے لشکر،

ان اپنے بے حیاؤں کو مخدراتِ عصمت کی طرف جانے سے تو روکے رکھو۔

میں شیر ہوں جو گرج رہا ہوں کچھار میں
بلی نہیں کہ گھر میں کروں میاؤں میاؤں

سیدہ زینب کا نظریہ | لختِ جگر سیدۃ النساء نورِ چشم شیرِ خدا، ہمشیر جناب سید الشہداء و حسن مجتبیٰ، پروردۂ آغوشِ سیادت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یزید کے سامنے یہ الفاظ بیان فرمائے "اے یزید ہم عنقریب اپنے نانا جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر ان مصائب کو بیان کریں گے جو تیرے بے درد ہاتھوں سے ہمیں پہنچے ہیں" (صحابیات و عارفات ص۱۴۲)

امام زین العابدینؓ کا نظریہ | حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب بمع اسیرانِ خاندانِ اہلِ بیت، دربارِ یزید میں پہنچے تو ایک درباری نے کہا کیف اصبحتم یا علی بن حسین فقال اصبحنا فی قومنا بمنزلۃ بنی اسرائیل فی آل فرعون یذبحون ابناءنا ویستحیون نساءنا ویلعنون سیدنا وشیخنا علی المنابر ویمنعونا حقنا (تذکرۃ الخواص ص۳۲۸، کشف المحجوب فارسی طبع ایران ص۹۴) اے زین العابدینؓ تمہارا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا ہمارا حال اس قوم میں ایسا ہی ہے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا فرعونیوں میں تھا۔ انہوں (یزیدیوں) نے (فرعونیوں کی طرح) ہمارے مردوں کو شہید کر دیا ہے اور ہماری عورتوں کو زندہ رکھتے ہیں (قیدی بناکر) اور ہمارے بزرگوں پر منبروں پر لعنت کی جاتی ہے اور ہمارا حق روکا گیا ہے۔ تمام تواریخ میں یہ بات موجود ہے کہ اموی دورِ حکومت میں جمعہ کے خطبوں میں علی الاعلان حضرت علی پر سب و شتم کیا جاتا تھا، بلکہ اموی بادشاہوں کے دربار میں کسی کو حضرت علی کا نام تک لینے کی اجازت نہیں تھی۔

قارئین کرام! امام عابد کا یہ چھوٹا سا مگر جامع فقرہ بار بار پڑھیں آپ کی اس

تشبیہ پر غور فرمائیں اور آپ کا نظریہ یزید اور یزیدیوں کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے خاندانِ نبوت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاندان سے اور یزید اور یزیدیوں کو فرعون اور فرعونیوں کے ساتھ تشبیہہ دی ہے۔"

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

سیدہ سکینہ کا نظریہ | حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کا ایک فرمان علامہ ابن جریر مورخ ابن اثیر اور علامہ شبلنجی مصری رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ "سانحہ کربلا کے بعد جب لوگ یزید کے خلاف ہو گئے تو یزید کو اپنی حکومت خطرے میں نظر آنے لگی لہذا اس نے پھر قدمتِ اہلِ بیت کا ڈرامہ شروع کیا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ تو بہت بڑا محب اہل بیت ہے اور حادثہ کربلا کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ مخدراتِ عصمت کو اپنے محل میں ٹھہرایا اور لگا ہر طرح خدمت کرنے۔ چنانچہ سیدہ سکینہ اس کے اس حال کا ذکر فرماتی ہیں کانت سکینة یقول ما رأیت رجلا کافرا باللہ خیرمن یزید

(تاریخ طبری جلد ۵ ص ۴۶۴، تاریخ کامل جلد ۴ ص ۸۶، نورالابصار ص ۱۴۵، تنویرالازہار ص ۷۰) "سیدہ سکینہ فرمایا کرتی تھیں میں نے یزید سے اچھا کوئی خدا کا منکر نہیں دیکھا"

شائد کوئی کور بین شخص "خیر" کے لفظ پر بغلیں بجانے کا ارادہ کرے لیکن ذرا غور سے اس سے ماقبل کے الفاظ بھی زیر نظر رہنا چاہیے تاکہ کسی قسم کا کوئی شبہ نہ آنے پائے۔

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام! اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

عمزادِ مصطفےٰ کا نظریہ | حبرالامت مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہما نے حادثۂ کربلا کے بعد واقعہ حرہ سے قبل یزید کو اس وقت ایک خط لکھا تھا جب اہلِ مدینہ نے یزید کے خلاف اس کے فسق و فجور کی وجہ سے بغاوت کر دی تھی تو یزید نے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حمایت حاصل کرنی چاہی اور آپ کو ایک خوشامدی خط لکھا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک طویل خط لکھا۔ اس میں سے چند اقتباسات مطالعہ فرمائیں اور یزید کے متعلق آپ کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں۔ ما اردت حمدك ولا ودك ترانی کنت ناسیا قتلك حسینا.... وکتابك الى ابن مرجانه تأمره بقتله وانی لارجو من الله ان یأخذك عاجلا حیث قتلت عترة نبیه محمد صلی الله علیه وسلم ورضیت بذالك ...... وانی علی یقین من الله ان یعذبکم کما عذب قوم عاد وثمود وقوم لوط واصحاب مدین .... فالویل لك من دیان یوم الدین .... فوالله لتظفرن غدا بین یدی الحاکم العدل الذی لا یجور فی حکمه وسوف یأخذك سریعا الینا ویخرجك من الدنیا مذموما مدحورا اثیما۔

(تذکرہ خواص الامہ ص۲۷۷، تاریخ کامل ج۴ ص۵۰) ترجمہ:۔ اے یزید نہ تو مجھے تجھ سے محبت ہے اور نہ ہی میں تیری تعریف کرتا ہوں کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرا حسین کو قتل کرنا بھول گیا ہوں...... اور تو نے ابن مرجانہ کی طرف حسین کو قتل کرنے کا حکم نامہ لکھ کر بھیجا تھا اور میں بارگاہ خداوندی سے اس بات کی امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ضرور تجھے جلدی پکڑے گا۔ کیونکہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت کو شہید کیا ہے اور تو ان کی شہادت پر راضی تھا، اور مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ ضرور تم سب کو قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب مدین کی طرح عذاب کرے گا...... پس اے یزید قیامت کے دن کا بدلہ تیرے لئے

بربادی اور تباہی ہے ...... پس خدا کی قسم ہم کل قیامت کو اس حاکم عادل کے سامنے جس نے کبھی ظلم کا حکم نہیں دیا۔ ضرور غلبہ حاصل کریں گے اور اللہ تعالےٰ تجھ پر جلد ہی المناک گرفت فرمائے گا اور تو اسی طرح گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوگا کہ اللہ تعالےٰ تجھے دنیا سے ذلیل و خوار اور راندہ بارگاہ کرکے نکالے گا۔" آپ کا یہ مکتوب گرامی کئی ایک مسائل کو واضح کر رہا ہے مثلاً یہ کہ ۱ جناب ابن عباس یزید سے حد درجہ متنفر تھے ۲ آپ قتلِ امام کا ذمہ دار یزید کو قرار دیتے ہیں ۳ یزید نے قتلِ حسین کا حکم دیا تھا ۴ اس دنیا میں آپ یزید سے اس کے مظالم کا حساب نہیں لے سکتے اور خدا کی بارگاہ سے اس کے مظالم کا حساب نہیں لے سکتے اور خدا کی بارگاہ سے اس کے مظالم کا پورا پورا بدلہ ملنے کے امیدوار ہیں ۵ یزید کے ان مظالم کے سبب اس کی طرف سے توبہ کے متعلق بھی مکمل طور پر آپ ناامید ہیں ۶ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ بطور عذاب ظاہری یزید کے لیے دنیا کی ذلت اور رسوائی کے خواہاں اور امیدوار ہیں ۷ آخرت میں آپ یزید کے مظالم کی بنا پر اُسے بارگاہ خداوندی سے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحابِ مدین کی طرح ذلت ناک اور سخت ترین عذاب کا مستحق سمجھتے ہیں۔

حضرت ابن عمر کا نظریہ | حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں۔ نبایع من یلعب بالقرود والکلاب ویشرب الخمر ویظہر الفسوق ما حجتنا عند اللہ (تاریخ یعقوبی ۲ ص۲۲۸ طبع بیروت) یعنی آپ نے فرمایا کہ اگر ہم ایک ایسے شخص کی بیعت کرلیں جو بندروں اور کتوں سے کھیلتا ہے اور شراب پیتا ہے اور علی الاعلان برائیاں کرتا ہے تو ہم اللہ تعالےٰ کو کیا جواب دیں گے۔"

حضرت عبداللہ بن زبیر کا نظریہ | مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی

نے لکھا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایک روایت جسے ابو نعیم نے حلیہ میں بیان کیا ہے، میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بہت زیادہ عبادت گزار تھے، اکثر روزہ رکھتے (صائم الدھر) اور تقریباً ساری ساری رات مصلے پر گزار دیتے (قائم اللیل) تھے۔ اور آپ کے اتنا زیادہ مسجد میں رہنے کی وجہ سے آپ کو لوگ مسجد کا کبوتر کہتے تھے۔ (حیاۃ الصحابہ [illegible] صفحہ ۳۵۵)

حضرت سیدنا صدیقِ اکبر کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جب حضرت امام حسین کی شہادت کی خبر سنی تو آپ نے مختصر خطبہ دیا۔ اسکا ایک فقرہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں، پڑھیں اور یزید کے متعلق آپ کے خیالات کا اندازہ فرمائیں آپ نے فرمایا فرحم اللہ حسیناً واخزی قاتلہ ولعن من امر بذلک ورضی بہ (تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۲۶۸) ترجمہ :۔ پس اللہ تعالٰے جناب امام حسین پر رحم فرمائیں اور آپ کے قاتل کو اللہ تعالٰے ذلیل کرے اور جس (یزید) نے آپ کے قتل کا حکم دیا اور آپ کے قتل پر راضی ہوا اس پر اللہ کی لعنت ہو"

اس میں من امر سے مراد یزید ہے جیسے کہ خطبہ کے اگلے فقرات سے ظاہر ہے نیز آپ نے فرمایا اما واللہ ما کان یبدل بالقرآن غناء ولا بالبکاء من خشیۃ اللہ حداء ولا بالصیام شرب الخمر ولا بالمجالس فی حلق الذکر بکلاب الصید یعرض بیزید فسوف یلقون غیا۔

(تاریخ کامل [illegible] صفحہ [illegible]) ترجمہ :۔ خدا کی قسم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے بجائے گمراہی کی طرف بلانے والے نہ تھے اور آپ اللہ تعالٰے کے خوف سے بے حد گریہ زاری کرنے والے تھے اور آپ روزہ رکھنے کے بجائے شراب نوشی نہیں کیا کرتے تھے اور وہ اپنی محفلوں کو اللہ کے ذکر کے بجائے شکاری کتوں کے ذکر سے آلودہ نہیں کیا کرتے تھے اور آپ نے یہ تمام باتیں یزید کے متعلق کہی تھیں۔

(نیز آپ نے فرمایا) پس جلد ہی ایسے لوگ (یزید جیسے) جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

نیز علامہ محمد بن موسیٰ دمیری رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ وعاب یزید بشرب الخمر واللعب بالکلاب والتهاون بالدین واظهر ثلبه (حیاۃ الحیوان ۱ صـ۶۰)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی برائیاں بیان کیں۔ آپ نے فرمایا وہ شراب پیتا ہے اور کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے اور دین کی توہین کرتا ہے۔ اسی طرح اس کی اور بھی بہت سی برائیاں بیان کیں۔"

واقعہ حرہ سے قبل جب یزید نے اہل مدینہ پر اپنی بیعت پیش کی تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔ لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق وقد فسد علینا دیننا (تاریخ یعقوبی ۲ صـ۲۲۹ طبع بیروت) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام میں کسی آدمی کی اطاعت نہیں ہو سکتی اور (میں یزید کی بیعت کس طرح کروں حالانکہ) اس نے ہم پر ہمارے دین کو خراب کر دیا ہے۔" نیز بسط ابن الزبیر لسانه فی یزید بن معاویة وتنقصه وقال بلغنی انه یصبح السکران ویمسی کذالک۔ (انساب الاشراف بلاذری ۴ صـ۱۲ حیاۃ الحیوان ۱ صـ۶۰) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی برائیاں بیان کرنا شروع کیں نیز فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ یزید شام کو سوتا بھی شراب کے نشہ میں ہے اور صبح کو جاگتا بھی شراب کے نشہ میں ہے۔"

جب شامیوں نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو اچانک یزید کی موت کی خبر پہنچی تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پکار کر کہا یا اهل الشام قد اهلك طاغتیکم۔ (البدایہ والنہایہ ۸ صـ۲۲۶) اے شامیوں تمہارا گمراہ کرنے والا لیڈر مر گیا ہے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرت ابوہریرہ کا نظریہ مفسر قرآن علامہ آلوسی، مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شارح بخاری علامہ عسقلانی، شارح بخاری علامہ قسطلانی، محدث ابن ابی شیبہ مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ ابن کثیر۔ شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب، علامہ ابن حجر مکی، مولانا شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی اور مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہم اللہ علیہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دعا نقل کی ہے ان ابا هريرة يقول اعوذ بالله سبحانه من رأس الستين وامارة الصبيان يشير الى خلافة يزيد الطريد لعنه الله تعالى على رغم انف۔

(تفسیر روح المعانی ج ۶ صد ۱۲۲ طبع بیروت) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ "میں ۶۰ھ کے اخیر اور لڑکوں کی حکومت سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور آپ کا اشارہ یزید مردود کی حکومت کی طرف تھا۔ اللہ تعالےٰ کی لعنت ہو اس ذلیل پر۔ کیونکہ یزید ۶۰ھ میں حکمران بنا تھا۔" نیز فتح الباری شرح بخاری ج ۱۳ صد ۸، تفسیر مظہری ج ۱ صد ۱۳۹، ارشاد الساری شرح بخاری ج ۱۰ صد ۱۰۱، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۴ صد ۲۲۱، مظاہر حق ج ۳ صد ۳۲۴، البدایہ والنہایہ ج ۸ صد ۲۳۱، جذب القلوب الی دیار المحبوب فارسی صد ۳۵، مصنف ابن ابی شیبہ ج صد، سیرۃ النبی شبلی نعمانی ج ۳ صد ۲۹۰ سوانح کربلا صد ۶۳ وغیرہم پر بھی حضرت ابوہریرہ کی یہ دعا موجود ہے۔

حضرت ابوسعید خدری کا فرمان عن ابا سعيد الخدري. يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون خلف من بعد ستين سنة اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ صد ۲۳۰، مسند امام احمد ج ۳ صد ۳۸، فتح القدیر ج ۳ صد ۳۲۹، تفسیر ابن کثیر ج ۳ صد ۱۲۸، مجمع الزوائد ج ۶ صد ۲۳۱ وغیرہم) ترجمہ:۔ مشہور صحابی رسول حضرت

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۶۰ھ کے بعد ایسے لوگ (حاکم) ہوں گے جو نمازیں ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے پس جلد ہی وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔" چنانچہ ۶۰ھ کے آخر میں یزید حکمران ہوا اور پھر ساٹھ کے بعد اس کے دورِ حکومت میں ۶۱ھ کے ابتداء میں سانحہ کربلا اور ۶۳ھ میں حرہ کا شرمناک واقعہ ہوا۔ اسی واقعہ حرہ میں راوی حدیث ہذا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یزیدیوں نے بہت توہین کی۔ آپ کا تمام اسبابِ خانہ لوٹ لیا اور آپ کی داڑھی مبارک نوچ ڈالی۔ تفصیل کے لیے اخبار الطوال ص۲۶۹، تطہیر الجنان ص۶۰، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۳۰، تاریخ مدینہ ص۴۴ دیکھیں۔

حضرت معقل بن سنان کا نظریہ | مشہور صحابیٔ رسول حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ نے جب زبردستی یزید کی ولیعہدی کی بیعت لینے کے لیے گرد و نواح کی طرف بھیجا تو وہاں جاکر آپ نے جو بیان دیا آپ بھی پڑھیں ذكر معقل يزيد بن معاوية فقال معقل اني خرجت كرها لبيعة هذا الرجل وقد كان من القدر والقضاء خروجي اليه وهو رجل يشرب الخمر ويزني بالحرم ثم نال منه وذكر خصالا كانت فيه۔ (مستدرک ج۳ ص۵۲۲، طبقات ابن سعد ج۴ ص۲۸۳ طبع بیروت، سوانح کربلا ص۶۲) ترجمہ:۔ حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس شخص (یزید) کی بیعت لینے کے لیے زبردستی بھیجا گیا ہے اور اس کام کے لیے میرا نکلنا میری تقدیر میں لکھا جا چکا ہے (ورنہ میں تو خود بھی یزید کا قائل نہیں ہوں کیونکہ) وہ ایک ایسا آدمی ہے جو شراب پیتا ہے اور محارم (جنکے ساتھ شرعی لحاظ سے نکاح حرام ہے) کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ پھر حضرت معقل نے

اس کی ان دیگر برائیوں کا بھی ذکر کیا جو اس میں تھیں۔"

حضرت منذر کا حلفیہ بیان | صحابیٔ رسول حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں انی قد اجازنی بمأۃ الف ولا یمنعنی ما صنع بی ان اخبرکم خبرہ واللہ انہ یشرب الخمر واللہ انہ یسکر حتی یدع الصلوٰۃ۔ (تفسیر کامل ۳ صفحہ ۲۱۴، وفاء الوفاء ۱ صفحہ ۸۹) ترجمہ:- میں مانتا ہوں کہ یزید نے مجھ کو ایک لاکھ درہم دیئے ہیں البتہ اس کا یہ عطیہ مجھے تمہارے سامنے اس کے حالات بیان کرنے سے نہیں روک سکتا۔ خدا کی قسم یزید شراب پیتا ہے اور خدا کی قسم وہ شراب میں اس حد تک مخمور رہتا ہے کہ اسے نماز کا خیال ہی نہیں رہتا۔" نیز انہی حضرت منذر کا مفصل فرمان آیات کے باب میں آیت ۱۱ کے تحت جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۳۹ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے حوالہ سے گزر چکا ہے

ابن غسیل ملائکہ کا حلفیہ بیان | حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کا یزید کی بیعت توڑنے کا واقعہ علامہ ابن خلدون اور ابن عساکر شافعی رحمہما اللہ نے اپنی تواریخ میں بیان کیا ہے پڑھیں اور غور فرمائیں۔ عبد اللہ بن حنظلہ۔ وکان اشیاخ من اھل المدینۃ یتحدثون ان ممن وفد الی یزید عبد اللہ بن حنظلہ ومعہ ثمانیۃ بنین لہ فاعطاہ مأۃ الف واعطی بنیہ کل واحد منھم عشرۃ آلاف سوی کسوتھم وحملانھم فلما قدم عبد اللہ المدینۃ اتاہ الناس فقالوا ما وراءك قالا اتیتکم من عند رجل واللہ لو لم اجد الا بنی ھؤلاء لجاھدتہ بھم قالوا فانہ بلغنا انہ اکرمك واعطاك قال قد فعل وما قبلت ذالك منہ

الا ان التقوی به علیه وحقض الناس فيا يعوه ..... ان اهل المدينة لما وثبوا ليالی الحرة فاخرجوا بنی امية عن المدينة واظهروا عيب يزيد بن معاوية وخلافه اجمعوا علی عبد الله بن حنظلة وقال يا قوم ـ اتقوا الله. فوالله ما خرجنا علی يزيد حتی خفنا ان نرمی بالحجارة من السماء ان رجلا ينكح الامهات والبنات والاخوات ويشرب الخمر۔

(تاریخ ابن عساکر ج۷ ص۳۷۴ طبع بیروت، تاریخ ابن خلدون اُردو ج۲ ص۱۲۲ نفیس اکیڈمی تاریخ کامل ج۴ ص۴۴، طبقات ابن سعد ج۵ ص۶۶، تذکرۃ الخواص ص۲۸۹، ماثبت من السنۃ ص۴۴، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۳۹، سوانح کربلا ص۶۳، مستدرک ج۴ ص۳۷۴، محرم نامہ از خواجہ حسن نظامی ص۴۵، تاریخ الخلفاء عربی ص۱۴۶ اردو ص۲۳۶، انساب الاشراف بلاذری ج۴ ص۴۲، حیاۃ الصحابہ ج۳ ص۶۱۸، علامہ ابن حجر ہیتمی مکی نے اتنا زیادہ لکھا ہے۔

ويقتل اولاد آل ياسين ولم يبارك الله فی عمره ـ (صواعق محرقہ ص۲۲۱)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ کے بزرگوں (سرداروں) میں سے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپ بھی اس وفد کے ایک رُکن تھے جو اہل مدینہ کی طرف سے (یزید کے حالات معلوم کرنے کے لیے) یزید کے پاس گیا تھا آپ کے ساتھ آپ کے آٹھ (۸) بیٹے بھی تھے۔ وہاں سے واپسی پر یزید نے آپ کو (بطور خوشامد) ایک لاکھ درہم دیئے اور آپ کے بیٹوں میں سے ہر ایک کو دس، دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم دیئے۔ اس کے علاوہ انہیں سواریاں اور خلعتیں بھی دیں۔ جب حضرت عبداللہ مدینہ منورہ پہنچے، لوگ پوچھنے لگے وہاں کی کیا خبر ہے۔ آپ نے فرمایا میں ایک ایسے شخص کے پاس سے آرہا ہوں کہ اگر میرے ان بیٹوں کے علاوہ کوئی بھی میرا ساتھ نہ دے تو پھر بھی میں اُس سے ضرور جنگ کروں گا۔ لوگوں نے کہا ہم نے تو سُنا ہے کہ اس نے آپ کی عزت کی ہے اور آپ کو کچھ مال بھی دیا ہے۔ آپ نے

فرمایا ہاں یہ تو اس نے کیا ہے۔ اور یہ سب کچھ میں نے اس سے اس لیے قبول کیا ہے کہ اس کے ساتھ میں اس کے خلاف تقویت حاصل کروں۔ لوگ بھڑک اٹھے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

واقعہ حرہ کے زمانہ میں اہلِ مدینہ نے بنو امیہ کو مدینہ شریف سے نکال دیا تھا اور علی الاعلان یزید کی برائی بیان کرنے لگے اور سب نے یزید کے خلاف حضرت عبداللہ بن حنظلہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ نے کہا اے قوم خدا سے ڈرو۔ پس خدا کی قسم ہم نے اس وقت تک یزید کی بیعت نہیں توڑی حتیٰ کہ ہمیں خوف ہوا کہ (ظلم و معصیت کی زیادتی کے سبب) ہم پر کہیں آسمان سے پتھر نہ برس پڑیں (برائی یہاں تک عام ہو گئی اور بڑھ گئی ہے) کیونکہ یزید ایک ایسا شخص تھا جو ماؤں بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیتا تھا اور شراب بھی پیتا تھا۔" نیز علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یزید وہ ظالم شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو شہید کیا اللہ تعالےٰ اس کی عمر میں برکت نہ دے۔"

کیوں میری گفتگو سے بگڑتے ہو بے سبب
اظہارِ واقعات ہے کوئی گلہ تو نہیں

حضرت عبداللہ بن ابی عمر کی گواہی

وقال عبد الله ابن ابی عمرو بن حفص المخزومی قد خلعت یزید کما خلعت عمامتی ونزعها عن رأسه و انی لا اقول هذا وقد وصلنی واحسن جائزتی ولکن عدو الله سکیر۔ (وفاء الوفاء ج ا ص ۸۹)

اسی واقعہ کو محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ یوں بیان فرماتے ہیں، " عبداللہ بن ابی عمر عمامہ خود را برآورد و گفت وے دشمن خدا دائم السکر است

من اورا از بیعت خود بر آوردم ہم چنانکہ دستار خودرا از سر خود برآوردم (جذب القلوب الی دیار المحبوب صہ۳۹) یعنی یزید کے چچا زاد بھائی عثمان بن محمد گورنر مدینہ نے مدینہ منورہ کے معززین کا جو وفد یزید کے پاس بھیجا تھا ان میں حضرت عبداللہ بن ابی عمر مخزومی بھی تھے جب آپ واپس مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے فرمایا اگرچہ یزید نے مجھے انعام و کرام دیا ہے لیکن چونکہ وہ خدا کا دشمن پکا شرابی ہے لہذا میں اس کی بیعت کو توڑتا ہوں اور آپ نے اپنا عمامہ (پگڑی) اتار کر پھینک دیا اور فرمایا جس طرح میں نے اپنی پگڑی اتار دی اسی طرح میں نے اپنے سر سے یزید کی بیعت اتار دی۔"

شرفاءِ مدینہ کا فیصلہ | علامہ بلاذری لکھتے ہیں۔

فکتب یزید الی عثمان بن محمد عاملہ ان یوجہ الیہ وفد ا یستمع مقالتہم یستمیل قلوبھم (انساب الاشراف ج۴ صہ۳۱) یعنی یزید نے عثمان بن محمد بن ابوسفیان (یزید کا چچا زاد بھائی) گورنر مدینہ کو حکم بھیجا کہ مدینہ منورہ سے (شرفاد مدینہ کا) ایک وفد میرے پاس بھیجو تاکہ میں ان کے خیالات سنوں اور (انکی خوشامد اور مالی خدمت کرکے) ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کروں۔"

لیکن علامہ ابن کثیر، علامہ طبری، علامہ ابن اثیر وغیرہم لکھتے ہیں۔

ولما رجع الوفد المدینۃ الیہا اظہروا شتم یزید وعیبہ وقالوا قدمنا من عند رجل لیس لہ دین یشرب الخمر ویضرب الطنا بیرو یعزف عندہ القیان ویلعب بالکلاب ویسمر عندہ الحراب وھم اللصوص۔

(البدایہ والنہایہ ج۸ صہ۲۱۶، تاریخ طبری ج۷ صہ۴، تاریخ کامل ج۴ صہ۱۰۳، خلاصۃ الوفاء صہ۴۷، وفاء الوفاء ج۱ صہ۸۹، جذب القلوب الی دیار المحبوب صہ۴۸۔ ترجمہ:- جب وہ وفد مدینہ منورہ واپس پہنچا تو علی الاعلان یزید پر سب و شتم کرنے لگا اور اسکے عیب (جو وہاں دیکھ کر آئے تھے) بیان کرنے لگے۔ انہوں نے کہا ہم ایک ایسے

شخص کے پاس سے آرہے ہیں جس کے پاس دین نہیں ہے، وہ شراب پیتا ہے طنبورے بجاتا ہے اور لونڈیاں اس کے پاس گایا کرتی تھیں، کتوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور رات گئے تک چور اچکے اس کے پاس بیٹھ کر کہانیاں سنایا کرتے تھے۔"

پھر سب نے بیک زبان کہا۔ انا نشهد كما انا قد خلعناه فتابعهم الناس على خلعه ۔ (حوالہ مذکورہ بالا) "اے لوگو ہم تمہیں گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم نے یزید کی بیعت توڑ دی ہے۔ پس تمام لوگوں نے انکا اتباع کرتے ہوئے یزید کی بیعت توڑ دی۔" حالانکہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ دعانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبایعناه ...... ان لا ننازع الامر اهله الا ان تروا کفرا بواحا عندكم من الله فيه برهان ۔ (بخاری شریف ج۲ ص۱۰۴۵، نسائی شریف ج۲ ص۱۷۳، مشکوٰۃ شریف ص۳۱۹) آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم حاکموں سے اس وقت تک جھگڑا نہیں کریں گے جب تک ہم ان میں کوئی کفر صریح نہ دیکھ لیں جس پر ہمارے لیے اللہ تعالےٰ کی طرف سے (اختلاف کرنے کی) دلیل بن جائے۔"

علامہ ملا علی قاری "ان لا ننازع" کے تحت لکھتے ہیں۔

ای لا نطلب الامارة ولا نعزل الامیر منا ولا نحاربه ۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج۷ ص۲۲۰، حاشیہ مشکوٰۃ ج۲ ص۳۱۹) یعنی ہم نہ خود (مسلمان حاکم کے ہوتے ہوئے) حکومت کے طالب ہوں گے اور (جب تک کوئی شرعی عذر پیدا نہ ہو جائے) نہ خلیفۂ وقت کو معزول کریں گے اور (جب تک شرعی حدود سے وہ تجاوز نہ کرے) ہم اس سے لڑیں گے بھی نہیں۔"

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دست حق پرست پر یہ بیعت کی تھی کہ جب تک حاکم وقت میں ہم کفر صریح نہ دیکھ لیں گے اس سے کسی قسم کا نزاع نہیں کریں گے چنانچہ جب صحابہ کرام نے یزید کے فسق و فجور کا چرچا سنا تو فوراً کوئی کاروائی نہ کی بلکہ معتمدین مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس بھیجا تاکہ اس کے شب و روز کے معمولات سے آگاہی ہو۔ چنانچہ مدینہ شریف کے معززین کا وفد یزید کے ہاں گیا چند دن وہاں رہا اور کردارِ یزید کی تحقیق کر کے واپس آئے اور آکر باقی تمام مسلمانوں کو یزید کے آنکھوں دیکھے حال سے مطلع کیا اور سب کے سامنے یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کیا۔ اس طرح شرعی حجت قائم ہو جانے کے بعد لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق کے فرمانِ مصطفوی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جماعت صحابہ نے یزید کی بیعت بھی توڑ دی، اس کو معزول کرنے کی بھی کوشش کی اور جب وہ حکومت سے دست بردار نہ ہوا تو پھر اس سے جنگ بھی کی۔ حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر ہم ایسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو پھر کل قیامت کو خدا کو کیا منہ دکھائیں گے (حوالہ گزر چکا) تو جناب اگر ابتداءً بعض صحابہ نے بوجہ یزید کی بیعت کر لی تھی۔ تو اس کو دلیل بنانے والے دوست بعد کا فعل تنسیخ بیعت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ بعد کا قول و فعل پہلے والے قول و فعل کو منسوخ کر دیتا ہے (بخاری و مسلم) اور منسوخ قول و فعل کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا لہذا تمام صاحبِ ایمان حضرات پر لازم ہے کہ ارشاد خداوندی والذین اتبعوهم باحسان اور فرمانِ مصطفوی ما انا علیه و اصحابی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے یزید کو فاسق و فاجر مرتکب کبائر اور جبر و استبداد سے بننے والا ظالم اور مہلکِ امت بے وقوف نوجوان حاکم تسلیم کر لیں۔ اللہ تعالےٰ حق پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تقاضا ہے موجوں کا طوفاں سے کھیلو
کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

ملت عربیہ کا فیصلہ علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔

ولما فعل یزید باھل المدینۃ مافعل مع شربۃ الخمرواتیانہ المنکرات اشتد علیہ الناس وخرج علیہ غیرواحد ولم یبارك اللہ فی عمرہ ۔ (صواعق محرقہ ص۲۲۱) ترجمہ:۔ جب یزید نے اہلِ مدینہ کے ساتھ ظلم بے انتہا کیا (واقعہ حرہ) اور اس کے شراب پینے اور اس کی دیگر برائیوں کا جب لوگوں کو علم ہوا تو لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور (مملکتِ عربیہ کے) بہت لوگوں نے اس کی بیعت توڑ ڈالی اور اللہ تعالےٰ یزید بے دید کی عمر خراب میں برکت نہ دے۔"

یہ بیعت توڑنے والے ظاہر بات ہے یا صحابی تھے یا تابعی۔ تو ان خیرالقرون والوں کا اور وہ بھی قرن اولیٰ اور ثانیہ کا جب یزید کے فسق و فجور پر اجماع ہوچکا ہے اور یہ پاکباز ہستیاں جب اسے امیرالمؤمنین ماننے سے انکار کر رہی ہیں تو آج کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے امیرالمؤمنین کہے۔

شب دیجور تاروں سے سنورتی ہے عبث شیدا
بری صورت کسی کو کب بھلی معلوم ہوتی ہے

حضرت عمران بن حصین کا انکشاف عن عمران بن حصین قال مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یکرہ ثلاثۃ احیاء ثقیف وبنی حنفیۃ وبنوامیۃ ۔ (ترمذی شریف ج۲ ص۲۲۳، مشکوٰۃ شریف ص۵۵۳) مشہور صحابیٔ رسول حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر دم تک تین قبیلوں سے نفرت

فرماتے رہے ۱ ثقیف ۲ بنی حنفیہ اور ۳ بنو امیہ" اس حدیث شریف کے الفاظ "بنی امیۃ" کے تحت شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عبیداللہ بن زیاد کہ مباشر قتل امام شہید حسین بن علی رضی اللہ عنہما از ایشاں بود کذا قیل و عجب است ازیں قائل کہ یزید را نگفت کہ امیر عبیداللہ بن زیاد بود و ہرچہ کرد بامر وے و برضائے وے کرد و باقی بنی امیہ ہم درکار ہائے بد تقصیر نکردہ اند یزید و عبیداللہ را چگونید و در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت در خواب دید کہ بوزنہا بر منبر شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم بازی میکنند و تعبیر آں بہ بنی امیہ کردہ دیگر چیزہا بسیار است چہ گوئید (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ۴ ص ۳۹۳)

اسی حدیث کے انہی الفاظ کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے) بنی امیہ کو بسبب اس کے کہ پیدا ہوا ان میں سے عبیداللہ بن زیاد کہ جو مباشر تھا قتل امام حسین کا۔ بڑا ہی پلید تھا....... اور تعجب ہے اس کہنے والے پر کہ یزید پلید بھی باوجودیکہ بنی امیہ سے تھا اس کو ذکر نہ کیا۔ چاہیے تھا کہ اس (یزید) کو بھی ذکر کرتے کیونکہ وہ امیر تھا عبیداللہ کا۔ اور جو کچھ کہ عبیداللہ بن زیاد نے کیا اس کے حکم اور رضا سے کیا اور باقی بنی امیہ نے بھی اپنی بد ذاتیوں میں کچھ قصور نہیں کیا صرف یزید اور ابن زیاد کو کیا کہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بندر منبر شریف پر بازی کرتے ہیں اور تعبیر اس کی ساتھ بنی امیہ کے کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہاں تک بیان کریں (مظاہر حق ۴ ص ۶۴۵)

حضرت سمرہ بن جندب کا نظریہ مشہور صحابی رسول حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ یزید کے دربار میں بیٹھے تھے جب یزید نے امام حسین کے لبوں پر چھڑی

ماری تو آپ برداشت نہ کر سکے اور فرمایا " اللہ تیرا ہاتھ کاٹے ، میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہونٹوں کو چوما کرتے تھے اور اب تو ان ہونٹوں میں لکڑی لگاتا ہے ۔ اے ظالم تو خاندانِ نبوت پر اتنا ظلم کر چکا ہے لیکن اب تک تجھے بس نہیں ہے ۔" (مرج البحرین ص۲۵۹)

حضرت حسن بصری کا نظریہ علامہ شیخ مومن شبلنجی مصری رحمہ اللہ مشہور تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا ایک فرمان نقل فرماتے ہیں جس سے آپ کا احترامِ نبوی، محبت اہلِ بیت اور آپ کی دشمنانِ اہلِ بیت سے بے حد نفرت کا اظہار ہوتا ہے ۔ وکان الحسن البصری رحمہ اللہ تعالیٰ یقول لوکان لی مدخل فی العصبۃ مع قتلۃ الحسین بن علی وخیرت بین الجنۃ والنار لاخترت دخول النار حیاءً من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقع بصرہ علیّ فی الجنۃ ۔

(نور الابصار ص۱۲۹ طبع مصری)

ترجمہ :- حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے اگر (خدانخواستہ) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہو اور مجھے جنت اور دوزخ میں جہاں چاہوں جانے کا اختیار دے دیا جائے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کی وجہ سے دوزخ میں جانا پسند کروں گا ، تاکہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ پر نظر نہ پڑے ۔" (کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بہرحال جنت میں تشریف فرما ہوں گے اور اگر میں بھی جنت میں چلا جاؤں اور قاتلینِ حسین سے میری کچھ رشتہ داری ہو تو حضور جب مجھے دیکھیں گے تو ظاہر بات ہے کہ آپ مجھ سے پوچھیں گے کہ میرے نواسے کا قاتل تیرا رشتہ دار ہے تو میں آپ کے سامنے شرم سے پانی پانی ہو جاؤنگا ۔ لہٰذا اگر خدانخواستہ امام پاک کے قاتلوں سے میرا کوئی رشتہ ہو تو میں دوزخ میں جانا گوارہ

کروں گا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے)
یزید دوست حضرات کے لیے لمحہ فکریہ۔

جو چیز اس کی راہ میں حائل ہو پھونک دو
اعظم اگرچہ وہ اپنی ہستی ہی کیوں نہ ہو

نیز آپ کا ایک بیان وضاحت نشان خاص یزید کے متعلق بھی ہے۔
آپ نے حضرت امیر معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ استخلافہ بعدہ ابنہ سکیرا خمیرا (تاریخ کامل ج۳ ص۱۹۳) یعنی حضرت امیر معاویہ کے بعد آپ کا بیٹا یزید حکمران ہوا اور وہ شراب کے نشہ کا بہت زیادہ عادی تھا۔"

حضرت عمر ثانی کا فیصلہ | تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ وہ عادل خلیفہ تھے کہ آپ کے دورِ حکومت میں بکری اور بھیڑیا اکٹھے چرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بنو امیہ میں ایک ایسا عادل شخص ہو گا جو دنیا کو انصاف سے بھر دے گا۔ تمام دنیائے اسلام آپ کو عمر ثانی اور خلیفۂ راشد خامس مانتی ہے۔ صاحب کشف حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع اپنے رفقاء کے آپ کا جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لاتے دیکھا۔

بہرحال آپ وہ عادل خلیفہ ہیں کہ تمام دنیائے اسلام آپ کے عدل و انصاف اور آپ کی شرافت و بزرگی کو مانتی ہے۔ فقہ حنفی کے معتبر مصنف علامہ عبدالعزیز فرہاروی شارح بخاری علامہ عسقلانی، مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ ابن کثیر، خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ ابن حجر مکی اور محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحہم اللہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں یزید کو امیرالمومنین کہہ دیا تو آپ غضبناک ہو گئے اور فرمایا۔ اتقول لہ امیرالمؤمنین فامر

بہ فضرب عشرین سوطا (نبراس شرح، شرح عقائد ص۵۵۱، تہذیب التہذیب ج۱۱ ص۳۶۱،

صواعق محرقہ ص۱۳۲ ، البدایہ والنہایہ ۹ ص۲۲۴، تاریخ الخلفاء عربی ص۱۴۶ اردو ص۳۰۵ ما ثبت من السنۃ ص۳۴) ترجمہ :۔ کیا تو اسے امیرالمومنین کہتا ہے۔ پھر آپ نے حکم دیا تو اُسے (یزید کو امیرالمؤمنین کہنے والے شخص کو) بیس کوڑے لگائے گئے۔" حالانکہ آپ بھی اموی خلیفہ تھے لیکن ایک منصف مزاج شخص حق بات میں اپنے پرائے کا فرق نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ نے بھی ایسا ہی کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کو خلیفہ راشد ماننے کے باوجود یزید کو امیرالمومنین کہنے والے حضرات عبرت حاصل کریں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ ایسے ظالم و جابر حکمرانوں کا دور تھا کہ جب لوہے کے عصا سے حکومت قائم کی گئی تھی اور زبان سے کسی اصلاحی لفظ کا نکالنا اپنے خون سے کھیلنا تھا اسی لیے بڑے بڑوں کے پائے استقلال ڈگمگا چکے تھے۔ خواجہ حسن بصری، ابن سیرین ، ابراہیم نخعی اور شعبی جیسے ائمہ عظام کے لیے خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا (امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص۳۰) اکثر دیکھا جارہا تھا کہ زبان سے بات نکلی نہیں کہ سر تن سے جدا ہو گیا (امام اعظم کی سیاسی زندگی ص۱۱) ان حالات میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا کسی مسئلہ میں سکوت فرمانا دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے ۔ ما اتانا عن اللہ و رسولہ قبلناہ علی الرأس والعین وما جاء نا او ما اتانا عن الصحابۃ اخترنا احسنہ ولم نخرج عن اقاویلھم (نورالابصار ص۲۲۷ طبع مصری) یعنی آپ فرمایا کرتے تھے جو کچھ اللہ تعالے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں ملتا ہے ہم اسے سر آنکھوں پر قبول کرتے ہیں اور ہمیں جو کچھ

صحابہ کرام کے فرامین و آثار ملیں ان میں سے احسن کو ہم اختیار کرتے ہیں اور ہم کبھی بھی ان کے فرامین سے تجاوز نہیں کرتے۔" اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا ایک قول مخالف حضرات بھی اکثر بیان کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ اذا صح الحدیث فھو مذھبی یعنی جو چیز صحیح حدیث سے خوب اچھی طرح ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے۔ تو جناب جب یہ مسئلہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، الترغیب والترہیب، موطا امام مالک، مسند فردوس، سنن الکبری بیہقی، معجم صغیر، معجم اوسط، معجم کبیر طبرانی، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند رویانی مشارق الانوار، مستدرک، مسند امام احمد وغیرہم جمع ان کی مشہور معروف اور مستند و معتبر شروح سے خوب اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے تو حضرت امام کے مذکورہ قول کے مطابق ہم بلا تردد کہہ سکتے ہیں کہ یزید پلید کے متعلق آپ کا عقیدہ بھی وہی تھا جو ان احادیث سے واضح ہو رہا ہے۔

اموی فرماں روا ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں ۱۲۰ھ میں کوفہ کا گورنر ابن النصرانیہ خالد بن عبداللہ تھا وہ نہایت ظالم اور بے دین شخص تھا۔ اس نے مسجدوں کے مینار گروا دیئے اور اپنی نصرانی ماں کے لیے کوفہ میں ایک عظیم الشان گرجا تعمیر کرایا۔ اموی خلفاء کو راضی کرنے کے لیے حضرت علی کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ بلکہ بے دین خوشامد میں یہاں تک بڑھا کہ کہنے لگا۔ ان الخلیفۃ ھشاما افضل من رسول اللہ۔ (تاریخ کامل ج ۵ ص ۱۰۲) یعنی (معاذاللہ) خلیفہ ہشام رسول اللہ سے افضل ہے، بیت المال سے اس نے عالیشان گرجا بنوانے اور اپنی جاگیر میں سات نہریں نکلوانے اور دیگر اپنے تعیش پر خزانے کا پچاس کروڑ روپیہ خرچ کر دیا۔ ہشام کے پوچھنے پر کہا کہ میں نے اس رقم کا بڑا حصہ حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت زید کے پاس جمع کر رکھا ہے۔

ہشام نے آپ کو کوفہ بلایا اور وضاحت چاہی۔ آپ نے فرمایا بھلا جو شخص ہمارے آباؤ اجداد کو ہمیشہ گالیاں دیتا ہو وہ ہمارے پاس مال کیسے بھیجے گا۔ خلفاء بنی امیہ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ سادات میں سے کوئی کوفہ میں نہ آنے پائے لیکن ہشام نے مکمل اطمینان کر لینے کے بعد بھی حضرت زید بن علی بن حسین کو بجائے واپس مدینہ منورہ بھیجنے کے کوفہ بھیج دیا۔ کوفہ والوں نے بھولے سید سے پھر وہی رویہ اختیار کیا جو وہ حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین سے کر چکے تھے۔ کوفیوں نے ہشام کے خلاف حضرت زید بن علی کے ہاتھ پر بیعت کرنی شروع کی حتیٰ کہ تقریباً چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) کوفیوں نے بیعت کر لی۔ اہل بیت کے محب حضرات اگرچہ حضرت زید کو اہل کوفہ کی بے وفائیاں یاد دلاتے رہے لیکن آپ نے اہل کوفہ پر پھر اعتماد کر ہی لیا اور ہشام کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا۔ حضرت زید نے اپنے ایک خادم فضیل بن زبیر کو حضرت امام اعظم کے پاس بھیجا آپ بیماری کی وجہ سے فوج میں شامل تو نہ ہو سکے لیکن سامان حرب کے لیے حضرت زید بن علی کی خدمت میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) روپے نذرانہ پیش کیا اور عوام الناس کو سید زادے کی معاونت پر ابھارنے کے لیے ایک تاریخی فتویٰ جاری فرمایا کہ خروجہ

ایضاھی خروج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم بدر

(روض النضیر صـ۲۶، ہدیۃ المہدی ۱ صـ۹۵، اسعاف الراغبین صـ۲۴۵، نور الابصار طبع مصری صـ۲۲۷، الجصاص ۱ صـ۸۱، تاریخ طبری ۸ صـ۲۸۲، امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی صـ۱۵۱، تنویر الازہار ۲ صـ۲۴۳، تحفہ اثنا عشریہ صـ) یعنی اموی خلیفہ ہشام کے خلاف سید زادے کی معاونت میں لڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حضور کے ساتھ غزوہ بدر میں شمولیت تھی۔" وہ علیحدہ بات ہے کہ کوفیوں نے بے وفائی کی اور حضرت زید بھی اپنے دادا حضرت امام حسین کی طرح شہید ہو گئے لیکن اس واقعہ سے حضرت

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر میں اموی خلفاء سے نفرت اور سادات کرام سے محبت و مودت بالکل واضح ہو رہی ہے چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے بعد میں جب کبھی بھی حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ ہوتا تو آپ بہت رویا کرتے تھے (مناقب موفق ص۲۹۱، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص۹۰)

۱۳۲ھ میں سلطنت بنو امیہ کا خاتمہ ہوگیا اور بنو عباس کا پہلا فرمانروا ابوالعباس سفاح تخت نشین ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد ۱۳۶ھ میں اس کا بھائی منصور تخت نشین ہوا، منصور نے یہ ستم کیا کہ سادات کی خانہ بربادی شروع کر دی کیونکہ سادات خلافت کا خیال رکھتے تھے اور یہ ان کا حق بھی تھا۔ اگرچہ سادات کی طرف سے اسوقت کوئی سازش ظاہر نہیں ہوئی تھی پھر بھی صرف بدگمانی پر منصور نے سادات کی بیخ کنی شروع کر دی۔ محمد بن ابراہیم کو زندہ دیوار میں چنوا دیا۔ جو لوگ سادات میں ممتاز ہوتے ان کے ساتھ زیادہ بے رحمیاں کرتا۔ ان بے رحمیوں کی ایک بڑی داستان ہے جس کے بیان کرنے کو بڑا سخت دل چاہیے۔ آخر تنگ آکر ۱۴۵ھ میں انہی مظلوم سادات میں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے یعنی حضرت محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی نفس زکیہ رضی اللہ عنہم نے عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا تو حضرت محمد نفس زکیہ نے اپنے بھائی حضرت ابراہیم کو حضرت امام اعظم کے پاس بھیجا اس وقت حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی عمر تقریباً چھیاسٹھ (۶۶) برس ہو چکی تھی۔ اس وقت کا آپ کا رویہ یوں مذکور ہے۔ کان ابوحنیفة یجاهر فی امره و یامر بالخروج معه۔ (الیافعی الشافعی مرآۃ ص۳۰۳، سیرۃ النعمان از شبلی ص۵۹، تاریخ اسلام از ڈاکٹر حمیدالدین ص۳۴۲، تاریخ الخلفاء ص۱۸۱، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص۳۴۳) یعنی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ علانیہ لوگوں کو حضرت ابراہیم (حسنی سید) کی رفاقت پر ابھارتے تھے اور لوگوں کو ان سیدوں کی معیت میں ظالم حکومت کا

مقابلہ کرنے کا حکم دیتے تھے۔ نیز کوفہ کے مشہور محدث ابراہیم بن سوید کا بیان ہے کہ میں نے امام اعظم رحمہ اللہ سے پوچھا نفلی حج کرنا زیادہ ثواب ہے یا محمد نفس ذکیہ کی رفاقت میں حکومت سے لڑنا۔ تو آپ نے فرمایا میرے نزدیک اس جنگ میں شرکت پچاس نفلی حجوں سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے (مناقب موفق ۱ ص۸۳، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص۲۴۴) نیز آپ نے چار ہزار درہم بطور نذرانہ بھی دیا (سیرۃ النعمان ۱ ص۱۶

اسی طرح آپ کی حب اہل بیت اور دشمنان اہلِ بیت سے دشمنی کے متعلق علامہ شبلنجی مصری رحمہ اللہ ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔ وقالت له امرأة اشرت علی ابنی بالخروج مع ابراهیم ومحمد بن عبد الله بن حسن حتی قتل فقال ابوحنیفة لیتنی مکان ابنك۔ (نور الابصار ص۲۲۷ طبع مصری، تنویر الازہار ۲ ص۲۴۳) یعنی حضرت محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی عباسی خلیفہ ابو جعفر کے ساتھ لڑائی کے بعد ایک عورت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی آپ نے میرے بیٹے کو محمد بن عبداللہ کے ساتھ خروج پر ابھارا تھا۔ وہ اب ان کی معیت میں لڑتا ہوا شہید ہوگیا ہے۔ حضرت امام اعظم نے فرمایا کاش تیرے بیٹے کی جگہ سادات کی معیت میں شہید ہونے والا خوش قسمت میں ہوتا۔"

اس سے معلوم ہوگیا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا طریقہ ہمیشہ سادات کی خدمت اور ان کے دشمنوں سے مخالفت کا تھا چنانچہ ان اہل بیت کے دشمن خلفاء نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کو زیر دام کرنے کے لیے اپنا ملازم بنانا چاہا، آپ کو کبھی وزارتِ عظمیٰ کی پیش کش کی گئی (معجم ۱ ص۱۷۱) یہ پیش کش مروان کی حکومت میں ۱۳۰ھ میں گورنر کوفہ (ابن ہبیرہ) یزید بن عمرو بن ہبیرہ کی طرف سے کی گئی تھی۔ اتفاق سے اس ظالم کا نام بھی یزید تھا۔ کبھی قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا (مناقب موفق ۲ ص۱۷۳) لیکن آپ نے ہمیشہ محبتِ اہل بیت میں سرشار ہوکر دشمنانِ اہلِ بیت کی

ہر فرمائش کو ٹھکرا دیا حتیٰ کہ اہل بیت کرام کی اسی وفاداری کے تحت آپ گرفتار ہوئے۔ آپ پر کئی مرتبہ کوڑے برسائے گئے لیکن آپ کا قدم مصائبِ دنیا پر کبھی نہ ڈگمگایا۔ حتیٰ کہ ۱۴ رجب المرجب ۱۵۰ھ کو عباسی خلیفہ منصور نے آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اس طرح یہ شیدائے اہل بیت محبت اہل بیت سے سرخرو ہو کر اکابر سادات شہداء کے خادموں کی صف میں شامل ہوگئے۔ بلکہ کتابوں میں یہاں تک مذکور ہے کہ جب امام اعظم رحمہ اللہ نے ہوش سنبھالا اور آپ کو واقعہ کربلا کا علم ہوا تو آپ نے اس کے بعد تمام زندگی حبِّ اہل بیت کے طور پر نہر فرات کا پانی نہیں پیا۔ آپ فرماتے تھے کہ جس نہر کا پانی اہل بیت کرام پر بند کیا گیا تھا ابو حنیفہ بھی اس پانی کو اپنے اُوپر بند کرتا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حب اہل بیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا کہ "یزید کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ تھا۔" اب بہت آسان ہوگیا ہے اور جہاں تک اس مسئلہ پر آپ کے سکوت کا تعلق ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب مروان کے دورِ حکومت میں گورنر کوفہ یزید بن عمرو کے حکم پر امام کو کوڑے مارے جا رہے تھے تو تقریباً بیس کوڑے لگانے کے بعد یزید نے جلاد کو روکا اور آپ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنا فیصلہ بدلا ہے یا نہیں۔ اسی اثناء میں ایک یزیدی خوشامدی بغض امام میں کھڑا ہوا اور گورنر سے کہا کہ یہ اموی خلفاء کو حق پر نہیں سمجھتے چنانچہ آپ سے یزید کے بارہ میں پوچھا گیا لیکن آپ نے سکوت اختیار فرمایا اس کی ایک وجہ تو ظاہر ہے کہ اموی گورنر کے سامنے آپ پہلے ہی زیرِ عتاب ہیں اور اس کمینے نے آپ کو مزید سزا دلوانے کے لیے یہ مسئلہ چھیڑا تھا لہٰذا آپ نے اس ذلیل کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ غصے سے خاموش ہو گئے ہوں کہ جاہل ابھی تو واقعہ کربلا و حرہ اور اہانت بیت اللہ وغیرہ کل کے واقعے ہیں کیا ایسے واضح اور کھلے مسئلے پر بھی کسی فتوے کی ضرورت باقی ہے۔ بہرحال سکوت کا سبب کچھ بھی مراد لیا جائے لیکن یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنے وقت میں دشمنانِ اہلِ بیت کے متعلق اپنا مال اور قلم استعمال کر کے اہل بیت اطہار کی خدمت بجا لانے والا شخص اپنے سے قبل اس سے بڑے مظالم اہل بیت پر کرنے والے کے متعلق نیک گمان رکھتا ہو۔ اس بات پر آپ کے وہ فتاوی جو آپ نے اہل بیت کی حمایت میں دیئے وہ شاہد عادل ہیں۔

نیز اگر کوئی شخص دنیا کی کسی معتبر کتاب سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا کوئی قول یزید کی شان اور فضیلت میں یا یزید کا خلیفہ برحق ہونا یا یزید کے جنتی اور بخشے ہوئے ہونے کے متعلق دکھا دے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس شخص کو فی حوالہ مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

اور پھر جو لوگ مثل غزالی کے تخصیص و تعیین لعنت سے منع کرتے ہیں وہ بھی یزید کو اچھا نہیں کہتے بلکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ لعنت کافر کے لیے مخصوص ہے اور یزید جیسا بھی تھا اس نے کلمہ پڑھا تھا لہذا وہ ایک دن اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر دوزخ سے نکالا جائے گا لیکن اکثر اکابر علماء نے اتنی بات ماننے سے بھی انکار کیا ہے اور اگر کوئی شخص حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے سکوت کو غلط رنگ دے تو پھر اکابر اسلاف حنفیہ مثلاً علامہ ابن ہمام، علامہ ملا علی قاری، علامہ عبدالعزیز فرہاروی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، علامہ حقانی، خواجہ فریدالدین گنج شکر، حضرت سلطان العارفین

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی وغیرہم کے فتوے، تصریحات و تلعینات کا کیا جواب ہوگا (جو کہ اسی کتاب میں اپنی اپنی جگہ تحریر کر دیئے گئے ہیں) نیز عصرِ حاضر کے حنفی علماء و مشائخ مثلاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، مولانا حسن رضا خاں بریلوی، علامہ قطب الدین خان، مولوی عبدالحیی لکھنوی، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا رکن عالم، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولوی زکریا صاحب دیوبندی، شبلی نعمانی دیوبندی، سید سلیمان ندوی دیوبندی شاہ معین الدین ندوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم علی نانوتوی دیوبندی، قاری محمد طیب دیوبندی، حسین احمد مدنی دیوبندی، سید امیر علی دیوبندی، مولوی عبدالرب دیوبندی، مفتی محمد شفیع کراچوی وغیرہم کے فتاویٰ اور نہایت واضح بیانات کا کیا جواب ہوگا! ظاہر بات ہے کہ اگر یہ علماء و مشائخ حنفیہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا فتویٰ یزید کے حق میں پاتے تو کبھی بھی اس وضاحت و صراحت سے یزید پلید کے خلاف فیصلہ دے کر حضرت امام اعظم کی مخالفت نہ کرتے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام اکابر علماء حنفیہ نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دشمنِ اہل بیت یزید عنید کے خلاف فتوے دے کر اپنی محبتِ اہل بیت اور تقلیدِ امام اعظم رحمہ اللہ کر کے اپنے صحیح حنفی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار۔

حضرت امام احمد بن حنبل کا فتویٰ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ صالح نے یزید پر لعنت کرنے کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ آپ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ کیف لا یلعن من لعنہ اللہ فی کتابہ فقال عبد اللہ قد قرأت کتاب اللہ عزوجل فلم احد لعن یزید فقال الامام ان اللہ تعالیٰ یقول فہل عسیتم ان تولیتم ان

تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اولئك الذین لعنهم الله الخ وای فساد قطیعة اشد مما فعله یزید۔

(تفسیر روح المعانی ج۲۶ ص۷۳ طبع بیروت، تفسیر مظہری ج۸ ص۴۳۴، صواعق محرقہ ص۲۲۲ مکتوبات قاضی ثناءاللہ ص۲۰۳، تذکرہ خواص الامہ ص۲۸۷، فتاوی عبدالحی ص۸۰، نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض ج۴ ص۵۵۶، شرح فقہ اکبر ص۸۷، حاشیہ ہدیۃ المہدی ص۹۸ از مولوی وحیدالزمان غیر مقلد، تفسیر معارف القرآن ج۸ ص۳۲۴ از مفتی محمد شفیع دیوبندی، مکتوبات شیخ الاسلام ج۱ ص۲۵۸ از مولوی حسین احمد دیوبندی، تکمیل الایمان ص۱۷۸، اسعاف الراغبین برحاشیہ نورالابصار طبع مصری ص۱۳۱، نبراس ص۵۵۳۔

یعنی حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے! اس شخص پر کیوں نہ لعنت کی جائے جس پر اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ آپ کے بیٹے نے عرض کی ابا جان قرآن پاک تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن مجھے تو قرآن کریم میں کہیں یزید پر لعنت کا ذکر نہیں ملا۔ حضرت امام احمد نے فرمایا بیٹے فرمان خداوندی ہے "پس کیا عنقریب اگر تمہیں حکومت ملے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور اپنے رشتے کاٹو گے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ تعالےٰ نے لعنت کی ہے۔" پس جو کچھ یزید نے کیا ہے اس سے بڑھ کر کون سا فساد ہوگا۔

جناب شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ، حضرت امام احمد کے اس فتوی پر تبصرہ فرماتے ہیں۔ وقد قال الامام احمد بکفره وناهیك به ورعا وعلما یقتضیان انه لم یقل ذالك الا لما ثبت عنده من امور صریحة وقعت منه توجب ذالك ووافقه علی ذالك جماعة کابن الجوزی وغیره واما فسقه فقد اجمعوا علیه واجاز قوم من العلماء لعنة بخصوص اسمه وروی

ذالك عن الامام احمد قال ابن الجوزی صنف القاضی ابو یعلی کتابا فیمن کان یستحق اللعنۃ وذکر منهم یزید (اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار صفحہ ۲۱)

اور تحقیق حضرت امام احمد بن حنبل نے یزید کو کافر کہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام کا علمی مقام اور آپ کی پرہیزگاری اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ نے یزید کو تبھی کافر کہا ہوگا جب کہ آپ کے نزدیک اس کو کافر کہنے کے واضح دلائل ثابت ہو گئے ہوں گے اور اس بات پر علماء کی ایک جماعت نے آپ سے موافقت کی ہے مثلاً ابن جوزی وغیرہ۔ اور یزید کے فاسق ہونے پر تو تقریباً سب کا اجماع ہے بلکہ علماء کی ایک جماعت نے تو یزید کا نام لے کر لعنت کرنا بھی جائز کہا ہے اور حضرت امام احمد بھی یہی فرماتے ہیں۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ قاضی ابو یعلی نے مستحقین لعنت اشخاص کے بارہ میں ایک کتاب لکھی ہے اور ان (مستحق لعنت) لوگوں میں یزید کا بھی ذکر کیا ہے۔"

میں نے تو یونہی خاک پہ پھیری تھیں انگلیاں
دیکھا جو غور سے تو تیری تصویر بن گئی!

علامہ تفتازانی حنفی کا فیصلہ | فقہ حنفی کے معتمد مصنف علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی اعوانہ وانصارہ ..... وکان یزید انہ شرب الخمر وامر بالملاھی والغناء ومنع الحق علی اہلہ وفسق فی دینہ (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۱۷ ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۴۱، تفسیر روح المعانی جلد ۲۶ صفحہ ۷۳) ترجمہ :- پس ہم یزید کے حق میں (لعنت کہنے میں) خاموشی اختیار نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان کے متعلق خاموشی اختیار کرتے ہیں (یعنی اس کے ایمان کی گواہی نہیں دیتے) اللہ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام

ساتھیوں پر، اور یزید شراب پیتا تھا اور برائیوں کا حکم دیتا تھا اور گانے بجانے کا شوقین تھا اور حق دار کو اس کا حق نہیں دیتا تھا اس طرح اس نے اپنا دین خراب کر لیا تھا۔"

علامہ ملا علی قاری حنفی | علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔

قال ابن الهمام مایدل علی کفره من تحلیل الخمر ومن تفوهه بعد قتل الحسین و اصحابه انی جازیتهم بما فعلوا باشیاخ قریش

(شرح فقہ اکبر ص۸۷)

علامہ ابن الہمام حنفی | یعنی فقہ حنفی کے مستند مصنف علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے فرمایا۔ یزید کے کفر پر جو چیزیں دلالت کرتی ہیں وہ اس کا شراب پینا اور سیّدنا حضرت امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کرنے کے بعد جو بیہودہ گوئی کرتے ہوئے کہا کہ میں نے انہیں اس بات کی جزا دی ہے جو انہوں نے جنگ بدر میں قریشی بزرگوں کے ساتھ کیا تھا اس وجہ سے میں اس کی تکفیر کو جائز سمجھتا ہوں۔"

علامہ عبدالعزیز حنفی | فقہ حنفی کے معتمد مصنف علامہ عبدالعزیز فرہاروی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں و بعضهم اطلق اللعن علیه منهم ابن الجوزی المحدث صنف کتابا سماه الرد علی المتعصب العنید لمانع عن ذم یزید و منهم قاضی ابو یعلی۔ (نبراس، شرح، شرح عقائد ص۵۵۳)

اور علماء اسلاف میں سے جو یزید پر لعنت کا اطلاق کرتے ہیں ان میں سے محدث ابن جوزی بھی ہیں آپ نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام "الرد علی المتعصب العنید لمانع عن ذم یزید" ہے (یعنی اس متعصب عنید کا رد جو یزید کی برائی کرنے سے روکتا ہے) اور یزید پر لعنت کرنے والے اسلاف علماء میں سے قاضی ابو یعلی بھی ہیں۔"

قاضی ابو یعلی | علامہ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ

صنف القاضی ابو یعلی کتابا فیمن کان یستحق اللعنۃ وذکر منہم یزید۔

(اسعاف الراغبین برحاشیہ نورالابصار صـ۲۱۱) ترجمہ:۔ علامہ قاضی ابو یعلی رحمہ اللہ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس میں انہوں نے لعنت کے مستحق لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے اس میں آپ نے یزید کا بھی ذکر کیا ہے۔"

یعنی علامہ قاضی ابو یعلی رحمہ اللہ کے نزدیک یزید پر لعنت جائز ہے اور آپ نے جن اشخاص کو مستحق لعنت قرار دیا ہے۔ ظاہر بات ہے ان کے استحقاق لعنت پر آپ نے دلائل بھی قائم کئے ہوں گے کیونکہ آپ جیسا عالم بلا دلیل تو فتوی نہیں دے سکتا۔

علامہ ابن جوزی | محدث ابن جوزی رحمہ اللہ نے یزید کے مستحق لعنت ہونے پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں۔

لیس العجب من فعل عمرو بن سعد وعبید اللہ بن زیاد بل انما العجب من خذلان یزید وضربہ بالقضیب علی ثنیۃ الحسین ... لا نقنع لفاعلہ ومعتقدہ باللعنۃ ... وقد حصل مقصودہ من القتل ولکن احقاد جاہلیۃ دلیلہا ما تقدم من اشعارہ۔ لیت اشیاخی ببدر شہدو الخ،،

(الرد علی المتعصب العنید المانع عن ذم یزید صـ۹۲)

ترجمہ:۔ مجھے ابن سعد اور ابن زیاد کی حرکات پر اتنا تعجب نہیں ہے جتنا تعجب مجھے یزید کے ذلیل کاموں پر ہے اور جب امام عالی مقام کا سر اس کے پاس آیا تو اس نے آپ کے دندان مبارک پر چھڑی ماری (اور اس نے جو باقی سلوک آل اطہار کے ساتھ کیا ہے) ہم صرف اس کی اس وجہ سے لعنت پر قناعت نہیں کرتے (بلکہ اسے اور بھی بہت کچھ کہتے اور سمجھتے ہیں) حالانکہ امام پاک کے قتل سے یزید کا مقصد تو پورا ہو گیا تھا لیکن (شہادت امام کے بعد اسکا سر اقدس

([illegible] سرالشہادتین [illegible] بخاری [illegible])

کی توہین کرنا) یہ اس کی جاہلیت کے حسد وکینہ کی دلیل ہے جیساکہ اس نے کہا تھا، کاش کہ میرے بدر والے بزرگ آج موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے محمد کی اولاد سے آج بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے۔"

علامہ ذہبی | فن رجال کے امام ابو عبداللہ محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف میزان الاعتدال میں یزید کے متعلق لکھتے ہیں۔

یزید بن معاویہ: لیس باھل ان یروی عنہ وقال احمد بن حنبل لا ینبغی ان یروی عنہ۔ (میزان الاعتدال ج۴ صفحہ۴۴۰)

یزید بن معاویہ اس قابل نہیں ہے کہ اس سے روایت کی جائے نیز حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی یزید سے روایت کرے

علامہ عسقلانی | شارح بخاری فن رجال کے امام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ بھی علامہ ذہبی کے ہمنوا ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویہ ولیس باھل ان یروی عنہ۔ (تقریب التہذیب ص۳۸۴) یعنی یزید بن معاویہ اس بات کا اہل نہیں ہے کہ اس سے روایت کی جائے۔"

نیز علامہ عسقلانی رحمہ اللہ بخاری مسلم وغیرہما کی حرمت مدینہ والی حدیث یعنی جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے ......" کے تحت لکھتے ہیں۔

ویحتمل ان یکون المراد لمن ارادھا فی الدنیا بسوء وانہ لا یمھل بل یذھب سلطانہ عن قرب کما وقع لمسلم بن عقبۃ وغیرہ فانہ عوجل عن قرب وکذالک الذی ارسلہ۔ (فتح الباری شرح بخاری ج۴ ص۹۵) ترجمہ:۔ احتمال ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ جو اس دنیا میں اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالےٰ اس کو مہلت نہیں دیتا بلکہ جلد ہی اس کی سلطنت ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ مسلم بن عقبہ وغیرہ کے ساتھ ہوا

وہ بھی جلد ہی ہلاک ہوگیا اور اسی طرح اس کو بھیجنے والا یزید بھی جلد ہی ہلاک ہوگیا"

شیخ صبان | جناب شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں "واما

جواز لعن من قتل الحسین او امر بقتله او اجازه او رضی به

من غیر تسمیة فاتفق علیه کما یجوز لعن شارب الخمر و اکل

الربا۔ (اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار صلا۲۱) ترجمہ: یہ کہ

جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا یا جسنے آپ کے قتل کی اجازت دی یا جو آپ کی شہادت پر راضی ہوا، ان سب پر بغیر نام لیے لعنت کرنے کے جواز پر تو سب کا اتفاق ہے، جیسے شراب پینے والے اور سود لینے والے پر لعنت کو سب ہی جائز سمجھتے ہیں۔"

اس عبارت سے (جوکہ آیت ۱۷ کے تحت آیاتِ قرآنیہ کے باب میں تفسیر روح المعانی ج۲۶ ص۷۲ کے حوالہ سے بھی بیان کی جاچکی ہے) یہ تو صاف صاف ثابت ہو گیا کہ حضرت امام کا قتل، قتل کا حکم، قتل کی اجازت اور قتلِ امام پر راضی ہونا بہرحال موجب لعنت ہے۔ جب یہ تمام افعال قبیحہ لعنت کا سبب بنتے ہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے تو پھر جس شخص کے بارہ میں معتبر دلائل و براہین سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس نے امام عالی مقام کے قتل کا حکم دیا تھا اور وہ آپ کی شہادت پر راضی ہوا تھا، اس شخص کے مستحق لعنت ہونے پر بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا آئندہ باب میں ہم انشاء اللہ تعالٰے اس بات کو مضبوط دلائل سے ثابت کریں گے۔ کہ یزید نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا تھا اور میدانِ کربلا میں جو کچھ ہوا وہ سب یزید کے حکم اور اجازت سے ہوا، آپ کی شہادت پر یزید راضی ہوا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ امام حسین کو شہید کرنے کے سبب ابن زیاد کا مرتبہ یزید کی نگاہ میں بہت بڑھ گیا، اس نے یومِ فتح منایا، مبارک بادیں وصول کیں

اور فخریہ اور طنزیہ اشعار کہے بلکہ بعض اشعار تو کفریہ بھی ہیں وغیرہم۔ اور یہ سب باتیں یزید کو امام عالی مقام کے قتل کا ذمہ دار ثابت کرنے کے لیے کافی و وافی ہیں۔

علامہ قسطلانی کا فیصلہ | شارح بخاری علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی رحمہ اللہ، علامہ سعدالدین تفتازانی رحمہ اللہ کی تائید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والحق ان رضاہ بقتل الحسین واستبشارہ بذالک واھانۃ اھل بیتہ صلی اللہ علیہ وسلم... فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی اعوانہ وانصارہ (ارشاد الساری شرح بخاری ج۵ ص۳۱)

اور حقیقت یہ ہے کہ یزید امام عالی مقام کے قتل پر راضی ہوا اور آپ کے قتل پر خوشی کا اظہار کیا اور اہل بیت اطہار کی توہین کی، پس ہم یزید کے حق میں توقف نہیں کرتے بلکہ ہم تو اس کے ایمان کے بارہ میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام ساتھیوں پر۔"

علامہ سیوطی | مفسر قرآن محدث ذیشان مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ واقعہ کربلا بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

لعن اللہ قاتلہ وابن زیاد ومعہ یزید ایضاً (فتاوی رشیدیہ ص۲۷) (تاریخ الخلفاء عربی ص۱۵۱ اردو ص۳۰۵) ترجمہ:۔ "اللہ کی لعنت ہو امام حسین کے قاتل پر اور ابن زیاد پر اور اسی طرح اس کے ساتھ یزید پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔"

علامہ عینی کا فیصلہ | شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ حدیث شریف "میری امت کی ہلاکت قریش کے نوجوان بے وقوف حاکموں کے ہاتھوں سے ہوگی۔" بیان فرماتے ہیں اور اس کے تحت لکھتے ہیں۔ واولھم یزید علیہ ما یستحق (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲۴ ص۱۸۰) اور پہلا نوعمر بے وقوف فسادی حاکم یزید تھا، اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے۔" علیہ ما یستحق کی تشریح حدیث ۴ کے تحت دیکھیں

علامہ کرمانی | شارح بخاری علامہ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی رحمہ اللہ بخاری کی حدیث "جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا معاملہ کرے گا وہ اس طرح گھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔" (اس حدیث کی دیگر روایتوں میں یہ الفاظ بھی ہیں "اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو اور وہ دوزخ میں پگھلایا جائے گا۔ اور اس کی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔" کے تحت لکھتے ہیں۔ کما انقضی شان من حاربها ایام بنی امیه مثل مسلم بن عقبة فانه هلك فی منصرفه عنها ثم هلك مرسله الیه یزید بن معاویة علی اثر ذالك۔

(الکوکب الدراری شرح بخاری ۸ صـ۶۸)

علامہ نووی | تقریباً یہی الفاظ علامہ شرف الدین نووی رحمہ اللہ نے بھی نقل فرمائے ہیں (نووی شرح مسلم۔ حاشیہ مسلم ۱ صـ۴۴۱) ترجمہ:۔ جیسا کہ بنو امیہ کے ان لوگوں کے ساتھ ہوا جو اہل مدینہ سے لڑے، جیسے مسلم بن عقبہ۔ وہ مدینہ شریف سے واپسی پر ہی ہلاک ہو گیا پھر اس کے بعد جلد ہی اس کو بھیجنے والا یزید بھی ہلاک ہو گیا۔"

علامہ مسعودی | علامہ مسعودی رحمہ اللہ نے یزید کی موت کا ذکر کیا ہے اور اس کی قبر کے متعلق کسی شاعر کا ایک شعر نقل کیا ہے۔

یا ایها القبر بحواریتا + ضمت شر الناس اجمعینا

(مروج الذہب ۳ صـ۶۳)

اے وہ قبر جو حوارین کے مقام پر ہے۔ تو تمام انسانوں سے برے آدمی کو چھپائے ہوئے ہے۔

علامہ آلوسی کا نظریہ | وانا اقول الذی یغلب علی ظنی ان الخبیث لم یکن مصدقا برسالة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وان مجموع ما فعل مع اهل حرم الله تعالیٰ واهل حرم نبیه صلی الله علیه وسلم وعترته الطیبین الطاهرین فی الحیات وبعد الممات وما صدر منه من المخازی لیس باضعف دلالة علی عدم تصدیقه (تفسیر روح المعانی ۲۶ ص۷۳) ترجمہ :۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "میں کہتا ہوں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ یزید خبیث نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہی نہیں کی اور وہ تمام مظالم جو اس نے اہل مکہ اور اہلِ مدینہ اور اہلِ بیت النبی صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کئے ان کی زندگی میں اور ان کی شہادت کے بعد۔ اور یہ کام اس کی عدم تصدیق کے ثبوت کیلئے کافی ووافی ہیں۔"

قال ابو هریرة اعوذ بالله سبحانه من رأس الستین وامارة الصبیان یشیر الی خلافة یزید الطرید لعنه الله تعالیٰ علی رغم انف (تفسیر روح المعانی ۶ ص۱۹۳) ترجمہ :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے میں ۶۰ھ کے سرے اور نوعمروں کی حکومت سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ آپ کا اشارہ یزید مردود کی خلافت کی طرف تھا۔ اس ذلیل پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔"

مفسر قرآن علامہ آلوسی حب علی کے علامت ایمان اور بغض علی کے علامت نفاق ہونے پر دلائل پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

انه علیه اللعنة کان یبغضه رضی الله عنه اشد البغض وکذا یبغض ولدیه الحسن والحسین علی جدهما وابویهما وعلیهما الصلوٰة والسلام کما تدل علی ذالک الآثار المتواترة معنی وحینئذ لامجال لک من القول بان اللعین کان منافقا

ترجمہ :۔ بے شک یزید ملعون حضرت علی سے شدید بغض رکھتا تھا اور اسی طرح

آپ کے صاحبزادگان حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین. آپ پر اور آپ کے آباؤ اجداد پر صلوٰۃ وسلام ہو. کے ساتھ بھی حد درجہ کی عداوت رکھتا تھا جیسا کہ اس پر آثار متواترہ دلالت کرتے ہیں۔

(اے قاری) اب تو یقیناً تجھے یہ کہنے میں کوئی عذر نہ ہوگا کہ......!

"یزید لعین منافق تھا۔"

علامہ ابن کثیر | مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قد روی ان یزید کان قد اشتہر بالمعازف وشرب الخمر والغناء والصید واتخاذ الغلمان والقیان والکلاب والنطاح بین الکباش والدباب والقرود - ما من یوم الا یصبح فیہ مخمورا (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۵)

ترجمہ:- یزید کے بارہ میں یہ مشہور تھا کہ وہ گانے بجانے کا شوقین ہے اور شراب پیتا ہے، شکار کا دلدادہ تھا، لونڈے اور لونڈیوں کا شوقین تھا، کتے پالتا مینڈھوں اور ریچھوں اور بندروں میں لڑائی کراتا تھا۔ ہر روز وہ شراب کے نشہ میں مست بیدار ہوتا تھا۔"

مورخ ابو یعقوب | تیسری صدی کے مورخ احمد بن ابی یعقوب لکھتے ہیں۔

ھو یلعب بالکلاب والقرود وید من الشراب (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۲ طبع بیروت) یزید کتوں اور بندروں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور وہ ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا۔"

مورخ دینوری | مورخ ابی حنیفہ دینوری مدینہ شریف کے ایک تابعی کی عینی گواہی پیش کرتے ہیں۔ قال محمد بن ابی جہم فرجعت الی المدینۃ اشھد علیہ یشرب الخمر۔ (اخبار الطوال ص ۲۶۶، طبع بیروت)

حضرت محمد بن ابی جہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں یزید کے پاس سے ہو کر واپس

مدینہ شریف آیا تو میں نے اس بات کی گواہی دی کہ واقعی یزید شراب پیتا ہے۔"

مورخ ابن خلدون | علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔ لما حدث فی یزید ما حدث من الفسق اختلف الصحابۃ حینئذ فی شانہ۔

(مقدمہ ابن خلدون ص۱۷۷)

لما ظہر فسق یزید عند الکافۃ من اہل عصرہ بعثت شیعۃ اہل بیت بالکوفۃ للحسین (مقدمہ ص۱۸۰)

ترجمہ:- یزید کے فسق و فجور کے متعلق جب وہ ظاہر ہو گیا جو کچھ کہ ظاہر ہوا تھا (ما حدث کے الفاظ سے پردہ ڈالا گیا ہے) تو صحابہ کرام میں اس کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

جب یزید کے ہم عصر تمام لوگوں پر اس کا فسق و فجور ظاہر ہو گیا تو اہل بیت کے شیعہ کوفہ سے امام حسین کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔" یعنی آپ کو بلانے کے لیے خطوط لکھنے لگے۔

یاد رہے کہ یہ وہی ابن خلدون ہیں جن پر عباسی صاحب کا مکمل اعتماد ہے عباسی صاحب رقم طراز ہیں "سچ کو جھوٹ سے تمیز کرنے کی یا وضعی روایتوں اور مبالغات کو جو کتب تاریخ میں مذکور ہیں۔ نقد و روایت سے جانچنے کی کوئی کوشش سوائے علامہ ابن خلدون کے کسی اور مورخ نے نہیں کی (خلافت معاویہ و یزید ص۱۴۶)

مورخ اصفہانی | علامہ ابوالفرج اصفہانی یزید کے ایک حج کا حال لکھتے ہیں۔ ولما حج فی خلافۃ ابیہ جلس بالمدینۃ علی شراب فاستأذن علیہ عبد اللہ ابن العباس والحسین بن علی فامر بشراب نرفع وقیل لہ ابن عباس ان وجد ریح شرابک عرفہ فحجبہ واذن للحسین فلما دخل وجد رائحۃ الشراب مع الطیب۔

(کتاب الاغانی ج۱۶ ص۹۶) یعنی جب حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں یزید بغرض حج مدینہ منورہ میں آیا تو وہ ایک دن بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ باہر سے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم نے اندر آنے کے لیے پوچھا چنانچہ یزید نے شراب کو سامنے سے اُٹھانے کا حکم دیا اور انہیں اندر بلایا پہلے حضرت ابن عباس اندر داخل ہوئے اور فرمایا کہ حسین تیری شراب کو بو سے پہچان لیں گے پس شراب کو ڈھک دیا گیا اور امام حسین کو اندر آنے کی اجازت دی۔ جب آپ اندر داخل ہوئے تو آپ نے خوشبو ملی شراب کی بو محسوس کی" چنانچہ آپ نے پوچھا (آگے مورخ ابن اثیر بیان کرتے ہیں)

مورخ ابن اثیر | ثم دعا بقدح فشربه ثم دعا بآخر فقال اسق ابا عبد الله فقال له الحسين عليك شرابك ايها المرء لاعين لك منى فقال يزيد

الا يا صاح للعجب دعوتك ذا ولم تجب

الى الفتيات والشهوات والصهباء والطرب

فنهض الحسين بن على - (تاریخ کامل ج۶ ص۵)

یعنی پھر یزید نے شراب کا ایک پیالہ منگوایا اور پی لیا پھر ایک اور پیالہ منگوایا اور کہنے لگا اے حسین پی لو۔ آپ نے فرمایا تم اپنی شراب اپنے پاس ہی رکھو میں تو اسے دیکھوں گا بھی نہیں۔ پس یزید نے کہا!

اے حسین تیری اس بات پر تعجب ہے کہ تو نوجوان لونڈیوں، شہوت کے سامان، شراب اور گانے کی طرف رغبت نہیں کرتا

سید علی ہجویری | سید الاولیاء جناب سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ "چوں ایشاں را براشتراں برہنہ بدمشق

اندر آوردند پیش یزید بن معاویہ اخزاہ اللہ (کشف المحجوب فارسی طبع مصری ص۶۴)
جب مخدراتِ عصمت برہنہ اونٹوں پر سوار کرکے دمشق میں یزید کے دربار میں لائی گئیں، اللہ تعالےٰ یزید کو ذلیل کرے ۔"

واقعہ تو خیر طویل ہے لیکن صرف ایک فقرہ نقل کیا گیا ہے کیونکہ فی الحال ہمارا مقصود صرف حضور داتا صاحب رحمہ اللہ کا یزید کے متعلق نظریہ بیان کرنا ہے اور وہ "اخزاہ اللہ" یعنی خدا اسے ذلیل کرے۔ کے الفاظ سے ظاہر و باہر ہے۔ فافہم ۔

شیخ احمد سرہندی حنفی | امام ربانی مجدد الف ثانی برصغیر پاک و ہند میں دو قومی نظریہ کے بانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ اپنے مشہور زمانہ مکتوبات شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یزید بے دولت از اصحاب نیست در بختی او کرا سخن است کارے کہ آں بد بخت کردہ ہیچ کافر فرنگ نکند (مکتوبات شریف ج۱ ص۳۲)
مستحق لعنت است...... ایں سخن درباب یزید میگفت گنجائش داشت...
یزید بے دولت از زمرۂ فسق است توقف در لعنت او بنا بر اصل مقدار اہل سنت است کہ شخص معین را تجویز لعنت نہ کردہ اند مگر آنکہ بیقین معلوم کند کہ خاتمہ او بر کفر بودہ...... نہ آنکہ او شایان لعنت نیست (مکتوبات شریف ج۲ ص۶۹)

یعنی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ " یزید بد بخت اصحاب میں سے نہیں تھا اس کی بد بختی میں کیا کلام ہے۔ جو کارہائے بد اس بد بخت نے کئے ہیں کسی کافر فرنگی نے بھی نہیں کیئے۔"
مستحق لعنت۔ اگر یہ بات یزید کے بارے میں کہی جائے تو گنجائش ہے
یزید بد بخت فاسقوں میں سے ہے اس پر لعنت میں جو (بعض علماء کی طرف سے)

توقف کیا جاتا ہے۔ وہ اہل سنت کے ایک اصول کے مطابق ہے کہ جب تک کسی کے متعلق یقین نہ ہو جائے کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے وہ کسی شخص معین پر لعنت نہیں کرتے۔ یہ توقف اس لیے نہیں ہے کہ یزید لعنت کا مستحق نہیں ہے"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی | محدث بالاتفاق محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

مراد باں غلمہ (هلكة امتي على يدي غلمة من قريش) یزید بن معاویہ، عبداللہ بن زیاد و مانند ایشاں ..... خزلہم اللہ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج۴ ص۱۵۵) ان مہلکِ امت بے وقوف نوعمر ظالم قریشی حاکموں سے مراد یزید بن معاویہ، ابن زیاد اور ان جیسے لوگ ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو ذلیل کرے۔" نیز فرماتے ہیں شرفائے مدینہ کا وفد جب واپس آیا تو انہوں نے کہا " یزید خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے زانی ہے تارک الصلوٰۃ ہے اور محارم کو بھی حلال جانتا ہے ...... بعض لوگ اس کی لعنت میں توقف کرتے ہیں تو کیا یہ آیہ کریمہ ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة واعد لهم عذابا مهينا (پ۲۲ س احزاب ع۷) کے مطابق وہ مستحق لعنت و عذاب نار نہیں ہے (تکمیل الایمان ص۱۷۸) نیز فرماتے ہیں۔

لعن الله قاتله وابن زياد ومعه يزيد ايضا (ماثبت من السنة ص۲۴)

یعنی اللہ کی لعنت ہو امام حسین کے قاتل پر اور ابن زیاد پر اور اسی طرح اسکے ساتھ یزید پر بھی۔ نیز واقعہ حرہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ (فتاوٰی رشیدیہ ص۷۷)

وقوع آں در زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ است ...... بعد از خراب شدن مدینہ ہمیں لشکر را بمکہ فرستادہ وہم دریں سال آں شقی بدار البوار رفت (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۱۵۸)

ولما فعل یزید باھل المدینة ما فعل مع شرب الخمر واتیانه المنکرات اشتد علیه الناس ولم یبارك الله فی عمرہ۔

(ما ثبت من السنہ ص۴۴) جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ کیا جو کچھ کیا نیز اس کا شراب پینا اور برائیوں کا ارتکاب کرنا ہوا تو لوگ اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اللہ تعالےٰ نے اس کی عمر خراب میں برکت نہ دی۔"

آپ یزید کی موت کے متعلق لکھتے ہیں۔ یزید شقی کہ بعد از واقعہ حرہ در اندک فرصت ہلاک شد وبعقاب الہی الم دق وسل بگداخت وفانی شد (اشعۃ اللمعات ۲ ص۳۹۵) یعنی واقعہ حرہ کا وقوع یزید شقی کے زمانہ میں ہوا۔ وہی لشکر مدینہ منورہ کو تاخت وتاراج کرنے کے بعد مکہ پہنچا۔ اسی سال یزید شقی واصل جہنم ہوا۔ یزید شقی واقعہ حرہ کے بعد جلد ہی ہلاک ہوا اور اللہ تعالےٰ کی گرفت میں آیا اور سل اور دق جیسی موذی مرض میں گھل گھل کر ہلاک ہو گیا نیز دیکھیں اشعۃ اللمعات ۴ ص۳۴۳۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی برصغیر پاک وہند میں حدیث کے مسلم استاد محدث بالاتفاق جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

دعاۃ الضلال یزید بالشام والمختار بالعراق ونحو ذالك۔

(حجۃ اللہ البالغہ ۲ ص۵۰ مترجم) گمراہی کی طرف بلانے والے ملک شام میں یزید اور عراق میں مختار تھے (مختار نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) حجۃ اللہ البالغہ اردو ۲ ص۲۴۷۔ نیز آپ فرماتے ہیں

فتنہ احلاس جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والوں کا فتنہ ہے اور یہ فتنہ اس زمانہ پر صادق آتا ہے جو حضرت معاویہ کے انتقال کے بعد اختلاف ہوا۔

(حجۃ اللہ البالغہ ۲ ص۲۴۸ اردو)

نیز آپ لکھتے ہیں۔ قال البغوی اراد بالفتنۃ الاولی مقتل عثمان وبالثانیۃ الحرۃ پس فتنۃ ثانیہ بعد فوت معاویہ بن ابی سفیان تا استقرار خلافت عبد الملک ۔ (ازالۃ الخلفاء مترجم ص۲۵۴) ترجمہ :۔ علامہ بغوی فرماتے ہیں فتنہ اولی سے مراد (جو مدینہ میں واقعہ ہوئے) شہادت عثمان ہے اور فتنہ ثانیہ سے مراد واقعہ حرہ ہے۔ لہذا فتنہ ثانیہ حضرت امیر معاویہ کی وفات سے لے کر عبدالملک کے دور حکومت تک کا زمانہ ہے۔"

علامہ قطب الدین خان حنفی | شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان رحمہ اللہ لکھتے ہیں امت کو ہلاک کرنے والے نوعمر بے وقوف قریشی حاکم۔ مراد ان لڑکوں سے یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زیاد اور مانند ان کے ہیں خزلہم اللہ (اللہ تعالے انہیں ذلیل کرے) (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ۴ ص۳۲۰)

نیز فرماتے ہیں یزید پلید کا ایسا ہی حال ہوا کہ چند روز بعد واقعہ حرہ کے بیماری دق اور سل کی سے ہلاک ہوا (مظاہر حق ۴ ص۳۴۷)

نیز آپ حدیث شریف "بنو امیہ سے حضور کو آخر دم تک نفرت رہی" کے تحت لکھتے ہیں " اور تعجب ہے اس شخص پر جس نے (بنوامیہ کے بُرے لوگوں میں) ابن زیاد کا نام تو لیا ہے لیکن یزید پلید کا نام ذکر نہیں کیا حالانکہ یزید ابن زیاد کا بھی امیر تھا اور ابن زیاد نے جو کچھ کیا وہ یزید کے حکم سے کیا (مظاہر حق ۴ ص۶۴۵)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ یزید کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ثم کفر یزید ومن معہ بما انعم اللہ علیہم وانتصبوا بعداوۃ آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقتلوا حسینا

رضی اللہ عنہ ظلما وکفر یزید بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(تفسیر مظہری ۵ ص۲۷۱) ترجمہ:۔ پھر یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اہل بیت کی دشمنی کا جھنڈا انہوں نے بلند کیا۔ آخر حضرت حسین کو ظلماً شہید کیا اور یزید نے دینِ محمدی کا ہی انکار کر دیا۔"

ویمکن ان یکون قولہ تعالیٰ ومن کفر بعد ذالک اشارۃ الی یزید بن معاویہ..... وفعل ما فعل حتیٰ کفر بدین اللہ۔

تفسیر مظہری ۶ ص۵۵۴) اور ممکن ہے کہ فرمانِ خداوندی " اور جس نے کفر کیا بعد اس کے" میں یزید بن معاویہ کی طرف اشارہ ہو...... اس نے کیا جو کچھ کیا حتیٰ کہ اللہ کے دین کا منکر ہو گیا (واباح الخمر) اور شراب کو جائز قرار دے دیا۔

نیز فرماتے ہیں " غرضیکہ کفر یزید از روایات معتبرہ ثابت می شود پس او مستحق لعنت است اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب للہ والبغض فی اللہ مقتضی آنست (مکتوبات قاضی ثناء اللہ ص۲۰۳) غرضیکہ یزید کا کفر معتبر روایات سے ثابت ہو چکا ہے پس وہ لعنت کا مستحق ہے اگرچہ اس پر لعنت کرنے کا کوئی ظاہری فائدہ نہیں ہے لیکن الحب للہ والبغض فی اللہ (کسی سے اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ ہی کے لیے عداوت رکھنا) اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔"

(فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۹۹)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حنفی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے صاحبزادے جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

جب یزید پلید قتل امام و ہتک حرمت اہل بیت سے فارغ ہوا تو اس غرور سے اس کی شقاوت اور قساوت اور زیادہ ہوئی چنانچہ لواطت اور زنا، بھائی کا بہن سے بیاہ اور سود وغیرہ منہیات کو اس نے اعلانیہ رواج دیا جس دن اس پلید کے حکم سے کعبہ کی بے حرمتی کی گئی اسی دن حمص میں وہ واصل جہنم ہوا۔

(سر الشہادتین ص۳۷) نیز فرماتے ہیں!

ایک شخص نے سوال کیا کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا مقابلہ تھا تو حق تبارک و تعالیٰ کس طرف تھے۔ حضرت نے فرمایا میزان عدل پر تھے کہ صبر حضرت امام علیہ السلام کا اس مردود کے ظلم پر غالب آیا (کمالات عزیزی ص۱۲)

نیز آپ فرماتے ہیں! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس غرض سے نہیں نکلے تھے کہ خلافت کا دعویٰ کریں ...... بلکہ حضرت امام حسین کی غرض یہ تھی کہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی رہائی ہو جائے .... ابھی مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے (فتاویٰ عزیزی ص۲۶۶)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی حنفی | اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو منع نہیں کریں گے (الکوکبۃ الشہابیہ ص۵۵، ملفوظات اعلیٰ حضرت ج۱ ص۱۰۱)

نیز فرماتے ہیں "یزید پلید" (ختم نبوت ص۶۲) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پاروں کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔ مصطفیٰ کے گود پالے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے کہ تمام استخوان چور ہو گئے ...... حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے ملعون ہے وہ شخص جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے، شک نہیں کہ یزید نے ملک میں فساد پھیلایا (عرفان شریعت ج۲ ص۲۱)

نیز فرماتے ہیں یزید پلید علیہ ما یستحقہ یقیناً باجماع اہل سنت فاسق فاجر و جری علی الکبائر تھا، یزید کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا صاف ضلالت و بد دینی ہے (عرفان شریعت ج۲ ص۲۱)

نیز آپ فرماتے ہیں اس خبیث نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ سکینہ پر بھیج کر سترہ سو مہاجرین و انصار کو شہید کرایا، مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے پھر بیت اللہ کی بےحرمتی کی اور اسے جلایا (احسن الوعا صـ۲۵)

مولانا حسن رضا خاں بریلوی حنفی | مولانا حسن رضا خاں بریلوی برادر صغیر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہا اللہ لکھتے ہیں۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہلِ بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلِ بیت
کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہلِ بیت
اہل بیت پاک سے گستاخیاں بےباکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہلِ بیت!

(ذوقِ نعت صـ۳۵)

خواجہ فریدالدین حنفی | سلطان الاولیاء خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں!

جند اسیر اسے جور و جفا دی　　ولڑی قیدی کرب و بلا دی
ڈسم رقیب یزید پلید اسے

(دیوانِ خواجہ فرید صـ۳۱)

سلطان العارفین حنفی | سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

جیکر منڈے بیعت رسولی　　تاں پانی بند کیوں کردے ہو
جیکر کردے خوف خدا دا　　تاں تینوں خیمے کیوں سڑدے ہو

(ابیات باہو صـ۱۹)

حضرت بحرالعلوم | شارح مسلم الثبوت (درس نظامی کی مختصر مگر جامع کتاب)

حضرت بحرالعلوم فرماتے ہیں۔ ان یزید کان من اخبث الناس و کان بعید ابمر احل من الامامة بل شک فی ایمانه خزله الله۔

(شرح مسلم الثبوت از بحرالعلوم ص۸) ترجمہ:۔ یقیناً" یزید الناسوں میں سے خبیث ترین النسان تھا اور وہ امامت و خلافت کی اہلیت سے بہت دور تھا بلکہ ہمیں تو اس کے ایمان میں بھی شک ہے اللہ تعالےٰ اسے ذلیل کرے۔"

مولانا نعیم الدین مراد آبادی حنفی | محشی کنزالایمان صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک یزید کی بے قاعدگیوں کے لیے ایک زبردست محتسب تھا، اسی لیے حضرت امام کی شہادت اس کے لیے باعثِ مسرت ہوئی، حضرت امام کا سایہ اُٹھنا تھا کہ یزید کھل کھیلا اور انواع و اقسام کے معاصی کی گرم بازاری ہو گئی۔ زنا، لواطت، حرام کاری، بھائی بہن کا بیاہ، سود اور شراب دھڑلے سے رائج ہوا۔ آخر کار یزید پلید کو اللہ تعالےٰ نے ہلاک فرمادیا اور وہ بدنصیب تین برس سات مہینے تخت حکومت پر شیطنت کرکے جس دن اس پلید کے حکم سے کعبہ معظمہ کی بے حرمتی ہوئی تھی اسی دن ہلاک ہوا (سوانح کربلا ص۱۱۱)

نیز فرماتے ہیں! بد باطن، سیاہ دل، تنگ خاندان، فاسق و فاجر، شرابی بدکار، ظالم، بے ادب، گستاخ تھا۔ اس کی سب بے ہودگیاں اور شرارتیں ایسی ہیں جن سے بدمعاشوں کو بھی شرم آئے (سوانح کربلا ص۶۲)

نیز فرماتے ہیں! اگر امام اس وقت یزید کی بیعت کر لیتے تو اسلام کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور دین میں ایسا فساد برپا ہو جاتا جس کا دور کرنا بعد کو ناممکن ہوتا یزید کی ہر بدکاری کے جواز کے لیے امام کی بیعت سند ہوتی (سوانح کربلا ص۶۴)

نیز لکھتے ہیں! حضرت امام حسین کو یزید جیسے عیب مجسم شخص کی بیعت پر مجبور کیا جاتا ہے جس کی بیعت کو کوئی بھی واقفِ حال دیندار آدمی گوارہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی وہ بیعت کسی طرح جائز تھی (سوانح کربلا ص۷۸)

یزید وہ بدنصیب شخص ہے جس پر ہر قرن میں دنیائے اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور قیامت تک اس کا نام تحقیر سے لیا جائے گا (سوانح کربلا ص۶۲)

پیر مہر علی شاہ صاحب حنفی | تاجدار گولڑہ شریف جناب پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ کے بعد سلسلۂ خلافت بالکل جبری حکومت اور دعوت الی جہنم تک پہنچا (فتاوٰی مہریہ ص۱۳)

بوعلی قلندر | سید الاولیاء شیخ بوعلی قلندر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بہر دنیا آں یزید نا خلف — دین خود کردہ برائے او تلف
زال دنیا چوں درآمد در نکاح — کرد بر خود خون آں سید مباح

(مثنوی بوعلی شاہ قلندر ص۶)

یعنی یزید ناہنجار نے دنیا کے لیے اپنا دین تباہ کر لیا۔ دنیا کی بے وفا لونڈی جب اس کے زیر تسلط آئی تو اس نے اپنے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون جائز سمجھ لیا۔"

صدر الشریعہ حنفی کا فیصلہ | صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

یزید پلید فاسق و فاجر، مرتکب کبائر تھا آج کل جو بعض گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے مقابلہ سے کیا نسبت۔ وہ بھی شہزادے یہ بھی شہزادہ۔ ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی اور مستحق جہنم ہے (بہار شریعت ۱ ص۶۲)

مولانا عبدالحئی لکھنوی حنفی | مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی سے پوچھا گیا کہ

یزید کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے ؟ تو آپ نے جواب دیا " بعض لوگوں نے افراط سے کام لیا اور کہا کہ یزید جب باتفاق تمام مسلمانان امیر بن گیا تو اس کی اطاعت امام حسین پر واجب تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اس کی امارت پر مسلمانوں کا اجماع کب ہوا تھا۔ صحابہ اور اولاد صحابہ کی ایک جماعت اس کی اطاعت سے خارج تھی۔ اور جنہوں نے اس کی اطاعت قبول کی تھی جب ان کو یزید کی شراب خوری، ترک صلوٰۃ، زنا اور محارم کے ساتھ حرام کاری کی حالت معلوم ہوئی تو مدینہ منورہ میں واپس آکر انہوں نے بھی بیعت کو فسخ کر دیا ...... اور بعض کہتے ہیں کہ قتل امام حسین گناہ کبیرہ ہے نہ کہ کفر۔ اور لعنت کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔ قربان جاؤں ان کی ذہانت پر ان کو یہ معلوم نہیں کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کا کیا ثمرہ ہوتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لھم عذابا مھینا رکوع ۲۲ احزاب ۵۷) یعنی بے شک جو لوگ اللہ اور رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا میں اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یزید کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کفر و معصیت کے ارتکاب کے بعد اس نے توبہ کر لی ہو اور اسی توبہ پر اس کا انتقال ہوا ہو۔ اس کے معاصی سے تائب ہونے کا محض احتمال ہے ورنہ اس بدنصیب نے جو کارنامے کئے اس امت میں کسی نے ایسے نہیں کیئے۔ قتل امام حسین، اور اہانت اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب اور اسکے باشندوں کو قتل کرنے کے لیے لشکر بھیجا اور واقعہ حرہ میں مسجد نبوی میں تین روز تک نماز و اذان نہیں ہوئی اور اس کے بعد حرم پاک اور مکہ معظمہ کی طرف لشکر روانہ کیا یزید مر گیا اور جہان کو پاک کر گیا اور بعض بلا تردد یزید پر لعنت جائز سمجھتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل اور بعض دیگر اسلاف نے یزید پر لعنت بھیجی ہے اور ابن جوزی جو کہ سنت و شریعت کی حفاظت میں متعصب سمجھے جاتے ہیں اپنی کتاب میں اسلاف سے یزید پر لعن کا قول نقل کیا ہے اور علامہ تفتازانی نہایت جوش و خروش سے یزید اور اس کے مددگاروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ صحیح مسلک یہ ہے کہ اس شقی کو مغفرت و رحمت سے ہرگز یاد نہیں کرنا چاہیئے (فتاویٰ عبدالحئی ص۸۰)

مولانا رکن عالم صاحب حنفی مشہور زمانہ کتاب "رکن دین" کے مصنف مولانا الشاہ محمد رکن عالم صاحب رحمہ اللہ اس مسئلہ پر لکھتے ہیں۔

"یزید پلید کی حکومت جبریہ تھی کیونکہ اہل حل و عقد اس کی حکومت پر ناراض تھے اس کی لعنت میں علماء کے اقوال مختلف ہیں...... یہ اختلاف صرف لفظ لعنت کہنے کے اندر ہے ورنہ مبغوض اور مقہور ہونے میں اس پلید کے کسی کو کلام نہیں (توضیح العقائد ۲ ص۹۵)

شاعر مشرق حنفی شاعر مشرق مخدوم ملت ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔

زندہ حق از قوت شبیری است — باطل آخر داغ حسرت میری است
چوں خلافت رشتہ از قرآں گسیخت — حریت را زہر اندر جام ریخت
خاست آں سر جلوۂ خیر الامم — چوں سحاب قبلہ باراں در قدم
بر زمین کربلا بارید و رفت — لالہ در ویرانہا کارید و رفت
تا قیامت قطع استبداد کرد — موج خون او چمن ایجاد کرد
ماسوی اللہ را مسلماں بندہ نیست — پیش فرعونے سرش افگندہ نیست

موسیٰ و فرعون، شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید

ترجمہ:۔ ۱: قوت شبیری کی برکت سے ہی آج تک حق قائم ہے اور باطل کے مقدر میں آخر حسرت و ناکامی ہی ہے۔

۲: خلافت نے جب قرآن سے اپنا رشتہ توڑ لیا اور حریت و آزادی کے جام میں زہر گھول دیا۔

۳: خیرالامم کا سرتاج بارانِ رحمت کے بادل کی مانند اُٹھا۔

۴: کربلا کی زمین میں برسا اور ویرانے میں گل لالہ اُگا کر چلا گیا۔

۵: آپ نے اپنا سر دے کر قیامت تک کے لیے جبر و استبداد کا خاتمہ کر دیا اور آپ کے پاکیزہ خون نے ایک گلستان آباد کر دیا۔

۶: مسلمان اللہ تعالےٰ کے بغیر کسی کا غلام بے دام نہیں بن سکتا اور کسی فرعون کے سامنے اس کا سر نہیں جھک سکتا۔

۷: حقیقت یہ ہے کہ جیسے حضرت موسٰی علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون اور جناب حسین کے مقابلہ میں یزید آیا ہے اسی طرح ہمیشہ سے اس کشمکش حیات میں یہ دونوں (حق و باطل) قوتیں آپس میں برسرپیکار رہی ہیں۔

باقی تمام بیان موعظت نشان کے علاوہ جو آخری شعر میں درویش لاہوری نے حضرت موسٰی علیہ السلام کی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور فرعون مردود کی یزید بدنصیب کے ساتھ عمل وکردار میں مشابہت بیان کی ہے اس سے آپ کا یزید کے متعلق عقیدہ و نظریہ بالکل صاف واضح ہو رہا ہے اس طرح آپ نے یزید کے ایمان کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ہے۔

بانیؒ دارالعلوم دیوبند حنفی | بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی بیان کرتے ہیں!

بالجملہ براصول اہل سنت حال یزید بہ نسبت سابق متبدل شود نزد بعض کافر

شود و نزد بعض کفر او متحقق نہ گشت اسلام سابق مخلوط بفسق لاحق شد اگر حضرت امام۔ کافر پنداشتند در خروج بر او چہ خطا کردند امام احمد راہمیں خاطر پسند خاطر افتاد (مکتوبات شیخ الاسلام ۱ صد ۲۵۵) دراصل اہل سنت کے اصول کے مطابق یزید کی پہلی حالت بدل گئی تھی۔ بعض کے نزدیک وہ کافر ہو گیا اور بعض کے نزدیک اس کا کفر ثابت نہ ہوا بلکہ اس کا سابقہ اسلام فسق و فجور کے ساتھ مخلوط ہو گیا۔ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے کافر سمجھا اور اس پر خروج کیا تو کون سی غلطی کی اور حضرت امام احمد کو بھی یہی بات پسند آئی۔"

اکابرین علماء دیوبند حنفی | مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی نے ابوداؤد کی ایک مختصر شرح لکھی ہے اور اس کے صفحۂ اوّل پر انہوں نے لکھا ہے کہ یہ شرح میں نے مولانا محمود الحسن صاحب، مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری، مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی تقریرات (جو کہ انہوں نے ابوداؤد شریف پڑھاتے ہوئے کیں) سے مستفید ہو کے لکھی ہے۔ اس میں ابوداؤد شریف صد ۵۸۳ کی حضرت حذیفہ کی اندھے اور بہرے فتنے والی روایت کے تحت لکھتے ہیں۔ اما یزید فلم یتعاقد الحسین البیعة معه لما لم یره متاهلا لها۔ (انوار المحمود شرح ابوداؤد صد ۴۶۵)

یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت اس لیے نہیں کی تھی کہ آپ اسے خلافت و امارت کا اہل نہیں سمجھتے تھے۔"

گنگوہی صاحب حنفی کا فیصلہ | دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک تیرہویں صدی کے مجدد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں۔

یزید کے افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن ہیں مگر جس کو متحقق اخبار اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی اور خوش تھا اور جائز جانتا تھا اور بدوں توبہ

کے مرگیا وہ تو لعن کے جواز کے قائل ہیں اور دراصل مسئلہ یونہی ہے (فتاوٰی رشیدیہ صـ۱۹۲) یہاں گنگوہی صاحب "مسئلہ یونہی ہے" کے الفاظ میں اپنا عقیدہ بیان کر رہے ہیں۔ گنگوہی صاحب کو مقتدا ماننے والے حضرات متوجہ ہوں۔ مزید تسلی مقصود ہو تو مندرجہ بالا بیانات اور آگے آنے والے چودھویں صدی کے بزعم شما مجدد صاحب کا بیان بھی پڑھ لیں۔

تھانوی صاحب حنفی کا فیصلہ دیوبندی مکتبِ فکر کے نزدیک چودھویں صدی کے مجدد مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔

یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے ...... یزید کو اس قتال میں معذور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد (حضرت امام حسین) سے اپنی تقلید کیوں کرواتا تھا ..... مسلط ہونا کب جائز ہے۔ خصوصاً نااہل (یزید) کو (بلکہ) اس پر خود واجب تھا کہ معزول ہو جاتا پھر اہل حل و عقد کسی اہل کو خلیفہ بنا لیتے (امداد الفتاوٰی ۴ صـ۵۶۵)

سید امیر علی حنفی کا فیصلہ شارح ہدایہ مترجم فتاوٰی ہندیہ مولانا سید امیر علی شاہ صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

"حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوحی الٰہی یہ بات قطعاً معلوم ہو چکی تھی کہ ...... آئندہ یزید پلید اور ولید و حجاج وغیرہ کے مانند ایسے ظالم ہوں گے کہ قرآن مجید پر ایمان لانے سے منحرف ہو کر توہین کریں گے اور آپ کی عترتِ طیبین کے ساتھ ظلم سے پیش آئیں گے ...... آپ نے یہ حجت تمام فرمائی اگرچہ آپ کو معلوم تھا کہ یزید پلید ایسے بدکار ہوں گے جس سے ان پر قیامت تک شناعت بلکہ لعنت باقی رہے گی (تفسیر مواہب الرحمان ۔ صـ)

نیز آپ لکھتے ہیں! یزید مردود اور اس کے ساتھیوں کی ذات سے اہل بیت

کے حق میں شہید کرنے اور تعظیم نہ کرنے کی بد ذاتی سرزد ہوئی ...... حتیٰ کہ حضرت مقدس امام الدنیا والدین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید سے بیعت کو منظور نہیں فرمایا تھا۔ (حاشیہ تفسیر مواہب الرحمان ۔ صـ)

شبلی نعمانی حنفی وسید سلیمان ندوی | مولانا شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی دیوبندی اپنی معروف تصنیف میں لکھتے ہیں۔

امیر معاویہ نے ۶۰ھ میں وفات پائی اور ان کے بجائے یزید تخت نشین ہوا اور یہی اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار و نکبت (بدبختی) کی اولین شب تھی۔ حضرت ابوہریرہ سے متعدد روائتیں ہیں۔ مسند امام احمد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ ۶۰ھ کے شروع ہونے سے اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو (سیرۃ النبی ۳ صـ)

قاری محمد طیب حنفی | بانئ دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادے قاری محمد طیب صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

" بہرحال یزید کے فسق و فجور پر صحابہ کرام سب کے سب متفق ہیں اور انکے بعد علماء راسخین محدثین فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ عینی، علامہ ہیثمی، علامہ ابن جوزی، علامہ تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ الکیا الہراسی جیسے محققین یزید کے فسق و فجور پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اس کے قائل ہیں تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے (شہید کربلا اور یزید صـ۱۵۹)

مفتی محمد شفیع حنفی | مشہور دیوبندی مصنف مفتی محمد شفیع صاحب کراچوی لکھتے ہیں! " امام پاک کے خطبات کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپکا مقصد خلافت نبوت کی بجائے ملوکیت و آمریت کی بدعت کے مقابلہ میں مسلسل جہاد تھا (شہید کربلا صـ)

مولوی عبدالرب حنفی مولوی عبدالرب دیوبندی یزید کے بغض اہل بیت کا ذکر کرتے ہیں۔

"اور جو چھڑی یزید کے ہاتھ میں تھی وہ حضرت حسین کے ہونٹوں پر لگاتا تھا اور کہتا تھا اے حسین! اسی منہ سے تم کہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت نہیں کریں گے"۔

(مرج البحرین ص۳۵۹)

ڈاکٹر حمید الدین عصر حاضر کے مؤرخ جناب ڈاکٹر حمید الدین صاحب پی، ایچ ڈی لکھتے ہیں۔

"جب یزید کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا تو تمام اہل حجاز نے اس نامزدگی کی شدید مخالفت کی (ص۲۴۳) یزید کی بیعت غیر شرعی بیعت تھی (ص۲۴۴)

لوگ واقعہ کربلا سے پہلے ہی یزید کو ناپسند کرتے تھے (ص۲۵۱) واقعہ کربلا کے بعد مدینۃ الرسول کی تباہی یزید کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے اور حرم پر سنگ باری یزید کا تیسرا سیاہ کارنامہ ہے (تاریخ اسلام ص۲۵۳)

پروفیسر سید عبدالقادر
پروفیسر محمد شجاع الدین عصر حاضر کے مؤرخ پروفیسر سید عبدالقادر سابق وائس پرنسپل و صدر شعبۂ تاریخ۔ اسلامیہ کالج لاہور اور پروفیسر محمد شجاع الدین استاد علم تاریخ۔ دیال سنگھ کالج لاہور لکھتے ہیں۔

"تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ بدنام یزید کی شخصیت ہے جسے ہر شخص نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ابن حنظلہ کا قول ہے یزید نے ساڑھے تین سال حکومت کی پہلے سال اس نے حسین بن علی کو شہید کرایا، دوسرے سال مدینہ کو لوٹا اور تیسرے سال کعبہ پر حملہ کیا غرضیکہ یزید فاسق و فاجر حکمران تھا اس لئے عام مسلمان اسے ننگ اسلام سمجھ کر نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے (تاریخ اسلام ۲ ص۱۱۶)

مولوی خرم علی حنفی شارح مشارق مولوی خرم علی صاحب دیوبندی لکھتے ہیں!

یعنی قریش کی قوم سے چند نوجوان بے رحم، بے عقل حاکم ہوں گے مسلمانوں کی بے عزتی اور خون ریزی ناحق کریں گے جیسے یزید پلید اور اکثر مروان کی اولاد (مشارق الانوار صـ۲۸۴)

قاضی سلیمان منصور پوری | مشہور (بزعم شما) اہلحدیث مصنف قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری لکھتے ہیں!

"فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ لا ینزعھا یا بنی ابی طلحۃ منکم الا ظالم۔ (یعنی اے ابی طلحہ کی اولاد تم سے یہ چابیاں کوئی نہ چھینے گا ہاں مگر وہ جو ظالم ہوگا یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔ اسکے بعد پھر کسی شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلوانے کی جرأت نہیں کی
(رحمۃ للعالمین جـ۳ صـ۲)

وحید الزمان | غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں!

انما لعناہ لانہ لعن علیہ امامنا احمد بن حنبل وکذالک روی ابن الجوزی من اصحابنا من السلف جواز اللعن علیہ ومنع الغزالی عنہ تحکم وھو لم یلتفت الی قولہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا وای ایذاء اعظم من قتل آلہ واقاربہ صلی اللہ علیہ وسلم وھتک حرمتہ وقتل اھل المدینۃ (حاشیہ ہدیۃ المہدی جـ۱ صـ۹۸)

ترجمہ! دراصل ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے امام حضرت احمد بن حنبل نے اس پر لعنت کی ہے اور اسی طرح ہمارے اسلاف میں سے محدث ابن جوزی

سے بھی یزید پر لعنت کا جواز نقل کیا گیا ہے اور غزالی کا اس سے منع کرنا بے دلیل ہے اور انہوں نے یہ نہ سوچا کہ فرمانِ خداوندی ہے "بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" اور آپ کی آل پاک اور آپ کے قرابت داروں کے قتل اور آپ کے حرم پاک کی توہین اور اہل مدینہ کے قتل سے بڑی ایذا کون سی ہوگی۔

نیز وہ لکھتے ہیں! وخرج امامنا الحسين بن علي على يزيد لعنه الله لانه ما دخل في بيعته وكذا اكثر اهل المدينة والذين دخلوا في بيعته هم ايضا نكثوا بيعته لما رأوا من فسقه وفجوره والحاده كتحليل الخمر والزنا وغير ذالك فهو عليه السلام بذل نفسه لاعلاء كلمة الله واقامة الشرع المتين وصار سيد الشهداء وانصد يقين ومن انكر شهادة الحسين وظنه باغيا فقد اخطأ خطأ فاحشا (ہدیۃ المہدی ص۹۸)

ترجمہ! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید "اللہ کی لعنت ہو اس پر۔" پر خروج کیا کیونکہ اکثر مدینے والے اور اسی طرح اور جو بھی اس کی بیعت میں داخل ہوا تھا، سب نے اس کی بیعت توڑ دی جبکہ انہوں نے اس کا فسق و فجور اور الحاد مثلاً شراب کو حلال جاننا اور زنا کرنا اور اسی طرح ان کے علاوہ اس کی اور باتیں دیکھیں۔ پس اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو اعلاء کلمۃ الحق اور شریعتِ مطہرہ کی اقامت کا زیادہ حقدار سمجھا، اور آپ سید الشہداء اور سید الصدیقین بن گئے اور جو کوئی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید نہ سمجھے اور آپ کو باغی کہے، تحقیق اس نے غلطی کی، فحش غلطی۔"

نیز لکھتے ہیں! ابن زیاد و یزید لعنہما اللہ (حاشیہ ہدیۃ المہدی ۱ ص۹۹)

ترجمہ: "ابن زیاد اور یزید، اللہ کی لعنت ہو ان دونوں پر۔"

یاد رہے کہ یہ وہی ہدیۃ المہدی ہے جس کے متعلق مصنف مذکور خود ہی وضاحت کرتے ہیں۔

ان بعض اخواننا من اھل الحدیث قد غلا فی الدین ولم یمیز المشرکین من المؤمنین وشدد التکیر فی المسائل الخلافیۃ بین المجتھدین وناس منھم عروا عن علم اصول الدین واظھروا ما اظھروا بالظن والتخمین فالھمنی ربی ان اؤلف کتابا جامعا للعقائد والاصول اقتصر فیھا من المسائل علی ما ھو الحق المقبول واسمیہ بھدیۃ المھدی۔

(ہدیۃ المہدی ج۱ ص۳) ترجمہ: "بے شک ہمارے بعض اہلحدیث بھائیوں نے دین میں زیادتی کی ہے اور مشرکوں اور مومنوں میں امتیاز نہیں کیا (مثلاً عبدالوہاب نجدی اور اس کا بیٹا محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل دہلوی وغیرہ۔ حاشیہ ہدیۃ المہدی ج۱ ص۲۶) اور مجتہدین کے اختلافی مسائل میں بہت سختی سے انکار کیا ہے اور ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو سرے سے ہی اصولِ دین کا علم ہی نہیں رکھتے اور انہوں نے (اپنی کتابوں میں) وہی کچھ بیان کیا ہے جو کچھ انکے گمان اور اندازے کے مطابق تھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے مجھے خفیہ حکم دیا کہ میں عقائد اور اصول پر ایک ایسی جامع کتاب لکھوں جس میں میں صحیح صحیح مسائل بیان کروں اور میں اس کا نام ہدیۃ المہدی رکھتا ہوں۔"

نواب صدیق حسن مشہور غیر مقلد مصنف نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں

وے شارب خمر و زانی و فاسق و مستحل محارم بود (بغیۃ الرائد ص۹۵) ترجمہ: "یزید شراب پینے والا، زنا کار، فاسق اور محرمات کو حلال جاننے والا تھا۔"

نیز لکھتے ہیں! وے مبغوض ترین مردم است نزد اکثر مردم و کارہائے کہ آں

بے سعادت دریں امت کردہ از دست ہیچ کس ہرگز نیاید (بغیۃ الرائد ص۹۸) یعنی یزید عوام الناس کے نزدیک مبغوض ترین انسان ہے جو کارہائے بد اس بدبخت نے اس امت میں کئے ہیں ایسے بُرے کام اور کسی کے ہاتھ سے سرزد نہیں ہو سکے۔"

جنات کا نظریہ | تقریباً سب ہی مورخین نے لکھا ہے کہ شہادت امام عالی مقام کے بعد یہ اشعار سنے گئے۔

ایھا القاتلون ظلما حسینا — ابشروا بالعذاب والتنکیل

کل اھل السماء یدعوا علیکم — من نبی و ملك و قبیل

لقد لعنتم علی لسان داؤد — وموسی وحامل الانجیل

تاریخ کامل ج۴ ص۹۰ (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۹۸، صواعق محرقہ ص۱۹۳۔

ترجمہ:۔ اے امام حسین کو ظلم کے ساتھ شہید کرنے والو، آخرت کے عذاب اور دنیا کی ذلت کی خوش خبری حاصل کرو۔ تمام آسمان والے نبی ہوں یا فرشتے وہ تمام کے تمام تم پر بد دعا کر رہے ہیں، البتہ تم پر ضرور لعنت کی گئی ہے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اور صاحب انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے۔"

ابن عراوہ | یزید کے ایک ہم عصر شاعر ابن عراوہ نے اس کے متعلق چند شعر کہے ہیں۔ آپ بھی پڑھیں۔

ابنی امیۃ ان آخر ملککم — جسد بحوارین ثم مقیم

طرقت مغنیۃ وعند وسادۃ — کوب وزق راعف مرثوم

ومرقۃ تبکی علی نشوانہ — بالصبح تقعد تارۃ وتقوم

(تاریخ طبری ج۶ ص۲۱۳، تاریخ کامل ج۴ ص۱۲۶) ترجمہ:۔ اے بنی امیہ تمہارا آخری حکمران حوارین کے مقام پر پڑا ہے، رات کے وقت اس کی موت آ گئی جبکہ اسکے

تکیے کے پاس شراب کے پیالے پڑے ہیں اور مشک سرخ رنگ کی شراب سے بھری پڑی ہے اور خوبصورت لونڈی اس پر چیخ چیخ کر رو رہی تھی وہ صدمہ سے کبھی کھڑی ہو جاتی اور کبھی بیٹھ جاتی تھی۔

گھر کا بھیدی لنکا ڈھاتے | یزید کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے خطبے میں کہا۔ انہ لما ولی صعد المنبر فقال ان ھذہ الخلافۃ حبل اللہ .... ثم قلد ابی (یزید) الامر وکان غیر اھل لہ ونازع ابن بنت رسول اللہ فقصف عمرہ وانبتر عقبہ وصار فی قبرہ رھینا بذنوبہ (صواعق محرقہ ص۲۲۴، تاریخ اسلام از سید امیر علی ص۱۱۶) وکان غیر خلیق للخیر فرکب ھواہ واستحسن خطأہ وعظم رجاءہ فاخلفہ الامل وقصر عنہ الاجل وصار فی حفرتہ رھینا بذنوبہ۔

(البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۳۷، تاریخ یعقوبی ج۲ ص۲۵۴ فتاوی عبدالحی ص۸۰)

ترجمہ:۔ جب یزید کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو منبر پر چڑھا اور کہا تحقیق یہ خلافت اللہ کی رسی ہے ..... پھر میرا باپ (یزید) خلیفہ ہوا اور حقیقتاً وہ خلافت کا اہل نہیں تھا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کے ساتھ تنازع کیا۔ پس اسکی عمر کم ہو گئی اور اس کے پس ماندگان بکھر گئے۔ اور وہ اچھی عادتوں والا نہ تھا خواہشات کا غلام تھا، اپنی برائیوں پر خوش ہوتا تھا، اپنی امیدیں بہت بڑھا رکھی تھیں۔ بالآخر اس کی تمام امیدیں منقطع ہو گئیں اور اس کو موت نے آ دبوچا اور اب وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی وجہ سے گرفتار ہے۔" اسی حق پسندی کی وجہ سے آپ کو زہر دے دیا گیا تھا (تاریخ طبری ج۷ ص۳۴۴، تاریخ کامل ج۴ ص۱۵)

مروان کی لعنت | حضرت سعید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں!

کنت جالسا مع ابی هریرة فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینة ومعنا مروان۔ قال ابو هریرة سمعت الصادق المصدوق یقول هلکة امتی علی یدی غلمة من قریش فقال مروان لعنة اللہ علیهم غلمة۔ الخ (بخاری شریف ۲ ص ۱۰۴۶)

میں مدینہ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور مروان بن حکم بھی ہمارے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا میں نے صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی (شائید آپ مروان کو ہی سنا رہے ہوں گے) مروان نے کہا اللہ کی لعنت ہو ان لڑکوں پر"

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے | جب یزید نے سانحہ کربلا کے بعد مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو ...... ادبعث الی عبید اللہ بن زیاد یامرہ بالمسیر الی المدینة ومحاصرة ابن الزبیر بمکة فقال واللہ لاجمعتهما للفاسق قتل ابن رسول اللہ وغزو الکعبة۔
(تاریخ کامل ۳ ص ۱۱۲ طبع بیروت، البدایہ والنہایہ ۸ ص ۲۱۹، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۴۰، تاریخ اسلام از ڈاکٹر حمید الدین ص ۲۳۴)

ترجمہ :۔ اور یزید نے ابن زیاد کی طرف حکم بھیجا کہ وہ مدینہ پر حملہ کرے اور پھر مکہ شریف میں جاکر عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کرے۔ ابن زیاد نے کہا۔ خدا کی قسم میں ایک فاسق (یزید) کے لیے دو برائیاں نہیں کر سکتا یعنی (پہلے تو اسکے حکم سے میں نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے کو قتل کیا (اور اب اسکے حکم سے) کعبہ پر حملہ کروں" (چنانچہ اس نے معذرت کر لی)

ان الفاظ میں جہاں ابن زیاد، یزید کے فسق و فجور کا بیانگ دہل اعلان کر رہا ہے وہاں یہ بھی صاف صاف بتا رہا ہے کہ المیہ کربلا میں جو کچھ ہوا وہ یزید کے حکم سے ہی ہوا تھا۔

اگلے باب میں انشاءاللہ اس مسئلہ کو مدلل طور پر بیان کیا جائے گا۔

ابن سعد | جب ابن سعد کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کو کہا گیا اور حکم ماننے کی صورت میں رے کی ریاست بطور جاگیر دینے کا وعدہ کیا گیا اور حکم عدولی کی صورت میں رے کی گورنری سے بھی معزولی کی دھمکی دی گئی تو اس پر ابن سعد نے یہ اشعار کہے۔

ترك ملك الرے والرے رغبة

ام ارجع مذموما بقتل حسين

وفي قتله النار التي ليس دونها

حجاب وملك الرے قرة عين

(تاریخ ابن خلدون اردو ج ۲ ص ۹۶)

ترجمہ:۔ کیا میں رے کی حکومت چھوڑ دوں حالانکہ وہ میری آرزو ہے یا میں امام حسین کے قتل کی وجہ سے مذمت کیا گیا لوٹوں۔ امام حسین کے قتل میں ایسی آگ ہے جس کے آگے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور رے کی حکومت میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

حضرت حر شہید | شہید اہل بیت حضرت حر بن یزید ریاحی رحمہ اللہ کے برادر اصغر حضرت مصعب بن یزید ریاحی نے جب میدان کربلا میں آپ سے آپ کی کپکپاہٹ، پریشانی اور چہرہ کی زردی کا سبب پوچھا تو آپ نے جواب دیا!

"اے برادر یہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سے جنگ ہے، اپنی

عاقبت سے لڑائی ہے، میں بہشت و دوزخ کے درمیان کھڑا ہوں۔ دنیا پوری قوت کے ساتھ مجھے جہنم کی طرف کھینچ رہی ہے اور میرا دل اس کی ہیبت سے کانپ رہا ہے۔ (سوانح کربلا صف۹۰)

اس کے بعد آپ کی قسمت نے یاری کی اور آپ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جاکر شہزادہ کونین کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ آپ کے بعد آپ کے بھائی حضرت مصعب بھی یزیدیوں کا ساتھ چھوڑ کر آئے اور خدام اہل بیت میں شامل ہو گئے۔"

سینوں میں آگ لگ گئی اعدائے دین کے
غیظ و غضب کے شعلوں سے دل ہو گئے کباب

رومی قاصد کا اظہار خیال

قیصر روم کا قاصد کسی شاہی کام سے یزید کے پاس گیا وہاں اس نے یزید کے خزانہ میں ایک سر پڑا ہوا دیکھا تو اس نے پوچھا۔ اسے یزید یہ سر کس کا ہے؟ یزید نے کہا یہ سر حسین بن علی کا ہے۔ قاصد نے پوچھا کون حسین بن علی؟ یزید نے کہا فاطمہ کا بیٹا حسین۔ قاصد نے پوچھا کون فاطمہ یزید نے کہا فاطمہ محمد کی بیٹی۔ قاصد نے تعجب سے پوچھا تمہارا نبی محمد؟ یزید نے کہا ہاں وہی محمد۔ پھر قاصد نے پوچھا اس کا باپ کون ہے؟ یزید نے کہا علی ابن ابی طالب۔ قاصد نے پوچھا کون علی؟ یزید نے کہا محمد کا چچازاد بھائی۔

فقال تباً لکم ولدینکم ما انتم وحق المسیح علی شیئ ان عندنا فی بعض الجزائر دیر فیه حافر حمار رکبه عیسی السید المسیح ونحن نحج الیه فی کل عام من الاقطار وننذر له النذور ونعظمه کما تعظمون کعبتکم فاشهد انکم علی باطل ثم قام ولم یعد الیه۔ (صواعق محرقہ صف۱۹۹، تذکرۃ الخواص صف۲۶۳، اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار صف۲۰۸)

قاصد نے کہا بربادی ہے تمہارے لیے اور تمہارے ایسے دین کے لیے، تم کیسے مسلمان ہو آؤ تمہیں حضرت عیسٰی کا مقام بتاؤں، بعض جزیروں میں کچھ ایسی جگہ ہے جہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی سواری کے پاؤں کے نشان ہیں اور ہم ہر سال اس جگہ کی زیارت کو جاتے ہیں اور ہم وہاں پر منتیں مانتے ہیں اور ہم اس جگہ کی ایسے ہی تعظیم کرتے ہیں جس طرح تم مسلمان اپنے کعبے کی کرتے ہو اے یزید گواہ رہ یقیناً تم سب (یزیدی گروہ) جھوٹے ہو (اپنے دعوائے ایمان میں) پھر وہ اٹھا اور چلا گیا اور پھر وہ کبھی بھی یزید کے پاس نہ آیا۔"

تہا خود بھی اُن کو اپنی جفاؤں کا اعتراف

یزید کا اقبال جرم

ومما یدل علی کفرہ وزندقتہ فضلا عن سبہ ولعنۃ اشعارہ التی افصح بہا الالحاد وابان عن خبث الضمائر وسوء الاعتقاد۔

(تذکرہ خواص الامہ ص۲۶۱) یعنی اور اس کے کفر اور بے دینی پر دلالت کرنے والی باقی چیزیں جس سے اس کو برا کہا جاتا ہے اور اس پر لعنت کی جاتی ہے کے علاوہ اس کے وہ اشعار بھی ہیں جس میں اس نے اپنا بے دین ہونا اور اپنی اندرونی خباثت اور اپنی بداعتقادی ظاہر کی ہے۔

لیت اشیاخی ببدر شہدوا

جزع الخزرج فی وقع الاسل

تذکرۃ الخواص ط۲۶۱، صواعق محرقہ ص۲۲۰، البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۲۴، ینابیع المودۃ ص۳۲۵، نزل الابرار ص۹۶، اخبار الطوال ص۲۶۸۔

ترجمہ! کاش میرے بدر والے وہ بزرگ آج موجود ہوتے جنہوں نے بزرگوں

کے پڑنے میں خزرج کا جزع دیکھا تھا۔

۲ فاھلوا واستھلوا فرحاً ثم قالوا لی ھنیاً لا تشل

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۹۲)

پس وہ ضرور خوشی سے میرے پاس آتے اور باآواز بلند مجھے کہتے اے یزید تیرے ہاتھ سلامت رہیں (تونے ہمارا بدلہ لے لیا ہے)

۳ حین حلت بفنائھم برکھا واستحر القتل فی عبد الاشل

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۹۲)

ترجمہ:۔ جب موت ان کے گھروں میں اُتری اور وہاں ٹھکانہ بنالیا۔ اور مدینہ والوں میں قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔

۴ قد قتلنا القرن من سادا تھم وعدلنا میل بدر فاعتدل

تذکرہ خواص الامہ ص ۲۶۱، صواعق محرقہ ص ۲۳۰، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۹۲، اخبار الطوال ص ۲۶۵ ینابیع المودہ ص ۳۲۵، نزل الابرار ص ۹۷، تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۵۴، تیسیر الباری شرح بخاری ج ۱۱ ص ۹۶، انساب الاشراف بلاذری ج ۵ ص ۳۸۔

ترجمہ:۔ ہم نے ان کے سرداروں کی ایک نسل کو ختم کر دیا ہے۔ اور ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اب حساب برابر ہو گیا ہے۔

۵ لما بدت تلك الحمول واشرقت

تلك الرؤس علی شفا جیروت

ترجمہ:۔ جب وہ سواریاں جیرون کے کنارے پر ظاہر ہوئیں اور یہ سر نظر آئے۔

۶ نعب الغراب فقلت نح اولا تنح

فقد اقتضیت من الرسول دیون

(تفسیر روح المعانی ج ۲۶ ص ۷۳، تذکرۃ الخواص ص ۲۶۱)

ترجمہ:۔ کو اچیخا۔ پس میں نے کہا تو ان پر نوحہ کر یا نہ کر میں نے رسول سے اپنا قرضہ وصول کر لیا ہے۔

ے لعبت ھاشم بالملک فلا — خبر جاء ولا وحی نزل

ترجمہ:۔ بنی ہاشم نے حکومت حاصل کرنے کے لیے (نبوت کا) ایک کھیل کھیلا تھا ورنہ درحقیقت نہ کوئی ان کے پاس خبر آئی ہے اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔

۸ لست من خندف ان لم انتقم

من بنی احمد ما کان فعل

(تفسیر مظہری ج۵ ص۲۷۱ اردو ج۶ ص۳۰۷، تذکرہ خواص الامہ ص۲۶۱)

ترجمہ:۔ میں خندف (یا جندب) میں سے نہیں ہوں۔ اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کیے کا بدلہ نہ لوں۔

۹ اسقنی شربۃ تروی فؤادی

ثم مل فاسق مثلہا ابن زیاد

ترجمہ:۔ مجھے وہ شربت پلا جو میرے دل کو سیراب کر دے۔ پھر اسی طرح جام بھر کر ابن زیاد کو بھی دے۔

۱۰ صاحب السر والامانۃ عندی — ولتسدید مغنمی وجہادی

ترجمہ:۔ یہ میرا رازدان ہے اور میرا صاحب امانت ہے اور میری غنیمت اور جہاد کو درست کرنے والا ہے۔

۱۱ قاتل الخارجی اعنی حسینا — ومبید الاعداء والحساد

(تذکرۃ الخواص ص۲۹۰)

ترجمہ:۔ یہ خارجی حسین کو قتل کرنے والا ہے۔ اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے۔

۱۲ یفلقن هاماً من رجال اعزة

علینا وهم کانوا اعق و اظلما

(البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۹۱، تاریخ طبری ج۶ ص۲۲۰، تاریخ کامل ج۴ ص۳۵، نور الابصار ص۱۴۵، صواعق محرقہ ص۹۷، تنویر الازہار ج۱ ص۵۲۰)

ترجمہ:- تلوار نے ایسے لوگوں کی کھوپڑی کو پھاڑ دیا جو ہم سے زیادہ معزز تھے۔ (لیکن ہماری تلواروں نے انہیں اس لیے پھاڑا کہ) وہ بہت زیادہ سرکش اور ظالم تھے۔

۱۳ ما قال ربک ویل للذی شربوا

بل قال ربک ویل للمصلین

(تاریخ ابن اثیر ج۴ ص۶۳)

ترجمہ: تیرے رب نے یہ تو کہیں نہیں کہا کہ شراب پینے والوں کی بربادی ہو البتہ یہ کہا ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی بربادی ہو۔

۱۴ مدامہ کنز فی اناء کفضة

وساق کید مع مدام کالنجم

ترجمہ:- انگور شراب کا ایک مستقل خزانہ ہے جو چاندی جیسے برتن میں ہے اور انگور کی شاخ پر ستاروں کی طرح انگور چمک رہے ہیں۔

۱۵ وشمسہ کرم برجها قعرها ومشرقها الساقی ومغربها فمی

ترجمہ:- اس کا سورج انگور کا خوشہ ہے اور اس کا برج اس کی گہرائی ہے (شراب کا برتن) اور اس کے مشرق کی طرف شراب پلانے والا ہے اور مغرب کی طرف میرا منہ ہے۔

۱۶ فان حرمت یوما علی دین احمد

فخذها علی دین المسیح ابن مریم

(تفسیر مظہری ج۵ ص۴۷، اردو ج۶ ص۲۰۷)

ترجمہ:۔ اگر آج شراب دینِ احمد میں حرام ہے تو تو اُسے دینِ مسیح ابن مریم کے مطابق (عیسائی بن کر) پی لیا کر۔

۱۷؎ اقول لصحب ضمت الكأس شملهم

وداعي صبابات الهدى يترنم

ترجمہ:۔ میں اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں تمہاری پریشانیوں کا علاج شراب کے پیالے میں ہے۔ اور جو نغمے گا رہا ہے وہ تمہیں صحیح راستے کی طرف بلا رہا ہے۔

۱۸؎ خذوا بنصيب من نعيم ولذة

فكل وان طال المدى يتصرم

(حیاۃ الحیوان ۲/ ص۱۶۵)

ترجمہ:۔ نعمتوں اور لذتوں سے اپنا حصہ حاصل کر لو۔ کیونکہ کسی کو جتنی لمبی مدت بھی مل جائے آخر وہ ضرور ختم ہو جائے گی۔

۱۹؎ علية هاتي واعلني وترنمي

بذلك اني لا احب التناجيا

اے عُلَیّہ آ اور مجھے شراب پلا اور گانا گا۔ تجھے یہ کام ضرور کرنا ہے اور میں سرگوشی پسند نہیں کرتا۔

۲۰؎ اذا ما نظرنا في امور قديمة

وجدنا حلالا شربها متواليا

ترجمہ:۔ جب ہم پرانے امور میں نظر ڈالتے ہیں تو ہم اس کا متواتر پینا حلال پاتے ہیں۔

۲۱؎ حديث ابي سفيان قدما سمي بها

الى احد حتى اقام البوا كيا

ترجمہ:۔ ابو سفیان کی پرانی کہانی جو احد میں اس کے نام لگی یہاں تک کہ اس نے رونے والیوں کو کھڑا کیا (ان کافروں پر رونے کیلئے جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے)

۲۲ الا هات فاسقيني على ذالك قهوة

تخير العنسي كرما شاما

ترجمہ:۔ خبردار آ اور مجھے اس پر قہوہ پلا۔ جسے عنسی نے شامی انگوروں سے تیار کیا ہے۔

۲۳ ولابد من ان ازور محمدا

بمشمولة صفر اء تروي عظاميا

ترجمہ:۔ اور یہ ضرور ہے کہ میں محمد سے ملوں گا۔ زرد رنگ کی شراب کے ساتھ جو ہڈیوں کو سیراب کر دیتی ہے۔

۲۴ وان مت يا ام الاحيمر فانكحي

ولا تأملي بعد الفراق تلاقيا

ترجمہ:۔ اے ام احیمر اگر میں مر جاؤں تو تم نکاح کر لینا۔ اور جدائی کے بعد ملاقات کی امید نہ رکھنا۔

۲۵ فان الذي حدثت عن يوم بعثنا

احاديث طسم تجعل القلب ساهيا

ترجمہ:۔ کیونکہ اٹھانے والے دن کی جو باتیں کی جاتی ہیں (قیامت کا دن) وہ سب غلط کہانیاں ہیں جو دل کو مایوس کر دینے والی ہیں۔

۲۶ معشر الندمان قوموا   واسمعوا صوت الاغاني

ترجمہ:۔ اے میرے ساتھیوں کے گروہ کھڑے ہو اور گانے کی آواز سنو۔

۲۷ واشربوا کأس مدام واترکوا ذکر المغانی

ترجمہ:۔ ہمیشہ کا چلنے والا شراب پیو اور مغانی کے ذکر کو چھوڑ دو۔

۲۸ وتعوضت عن الحوار خمود الدنانی

ترجمہ:۔ اور میں نے (جنت کی) حوروں کے بدلہ میں مٹکوں کا شراب اپنا لیا ہے۔

۲۹ اشغلتنی نغمة العیدان عن صوت الاذانی

ترجمہ:۔ مجھے سارنگی کے نغمے نے اذان کی آواز سے غافل کر دیا ہے۔

(تذکرہ خواص الامہ ص۲۹۱)

رقص گاہوں میں اس انداز سے چھلکی پائل
اس کی آواز میں آوازِ اذاں ڈوب گئی

ھذا ھو المروق من الدین وقول لا یرجع الی اللہ ولا الی دینه ولا الی کتابه ولا الی رسوله ولا یؤمن باللہ ولا بما جاء من عند اللہ۔ (تاریخ طبری ج۱۱ ص۳۵۸)

یہ دین سے نکلنا ہے اور ایسی بات ہے جو اللہ تعالٰی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن مجید اور اللہ کے دین کے مطابق نہیں ہے (ایسے اشعار کہنے والا شخص) نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ اللہ تعالٰی کی طرف سے آئی ہوئی وحی پر۔

قارئین کرام! اختصار کو مدّنظر رکھتے ہوئے صرف چند یزیدی اشعار اور ان کا عام فہم ترجمہ نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اور اشعار کی تشریح کی طرف نہیں جاتا ورنہ پھر مضمون بہت لمبا ہو جائے گا۔

ویسے بھی ہر صاحب عقل و دانش قاری ان صاف اور صریح اشعار کو سمجھنے میں غالباً کوئی دقت محسوس نہیں کرے گا۔

اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو حق سمجھنے، اس کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یزید دوست حضرات کو یزید کے اپنے بیان کردہ نظریات و عقائد پر غور کرنے اور غلط عقیدہ سے تائب ہو کر محبانِ اہلِ بیت کی صف میں دست بستہ شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم یاربّا آمین بجاہ سیدالمرسلین۔

پانچواں باب:

کیا یزید واقعہ کربلا کا ذمہ دار ہے

اسی طرح جس سے ظلم سیاہ فام ہو گیا
لفظ یزید داخل دشنام ہو گیا

قانونِ خداوندی ارشاد خداوندی ہے لیحملوا اوزارھم کاملۃ یوم القیامۃ ومن اوزار الذین یضلونھم بغیر علمؕ الاساء ما یزرون پ۱۴ ع۹ س نحل ۲۵ : ترجمہ: تاکہ اٹھائیں اپنا قیامت کے دن کا پورا بوجھ اور ان لوگوں کے بوجھ میں سے بھی اٹھائیں جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں بے تحقیق، خبردار ہو جاؤ۔ بُرا بوجھ ہے جو وہ اٹھاتے ہیں۔"

یعنی دنیا میں اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو غلط راستے پر لگائے گا اور اس کے کہنے پر کوئی شخص برائی کرے گا تو جب کل قیامت کو اس برائی کرنے والے شخص کو اپنی برائی کی سزا ملے گی تو ساتھ ہی اس عذاب میں اس شخص کو بھی شامل کیا جائے گا جس نے اسے اس برائی کا حکم دیا تھا۔ ثابت ہوا کہ قانونِ خداوندی یہ ہے کہ جہاں کسی مجرم کو جرم کی سزا دی جاتی ہے وہاں اس برائی کا حکم دینے والے کو بھی اس سزا میں سے پورا حصہ ملتا ہے۔ یا یوں کہہ لو کہ برائی کا حکم دینے والا بھی برائی کرنے والے کی طرح ہی ہوتا ہے۔ چونکہ معتبر دلائل و براہین سے ثابت ہے کہ واقعہ کربلا یزید بے دید کے حکم پر رونما ہوا تھا لہذا

اس قانونِ خداوندی کے مطابق یزید اپنے گھر میں بیٹھا ہوا بھی قتل حسین کے گناہ میں ابن زیاد، شمر، خولی وغیرہم کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔

ایک اور مقام پر خداوند لایزال فیصلہ دیتے ہیں۔ ومن یتبع خطوات الشیطان فانہ یأمر بالفحشاء والمنکر پ۱۸ نور ۲۱ ترجمہ :۔ اور جو پیروی کرتا ہے شیطان کے طریقہ کی پس وہ شیطان اُسے حکم کرے گا بے حیائی اور برائی کا۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالےٰ برائی کا حکم دینے والوں کا انجام بیان فرماتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ یأمرون بالمنکر وینھون عن المعروف ویقبضون ایدیھم نسوا اللہ فنسیھم ان المنافقین ھم الفاسقون وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جھنم خالدین فیھا ھی حسبھم ولعنھم اللہ ولھم عذاب مقیم ۝ پ۱۰ توبہ ۶۷-۶۸ ترجمہ :۔ منافق لوگ حکم کرتے ہیں برائی کا اور منع کرتے ہیں نیکی سے اور بند کرتے ہیں اپنے ہاتھوں کو۔ بھول گئے وہ خدا کو پس خدا نے بھی ان پر رحمت کرنا چھوڑ دی۔ بے شک منافق وہی ہیں فاسق۔ اللہ تعالےٰ نے منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں سے دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا ہے۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں وہ ان کو کافی ہوگی۔ اور لعنت کی ہے ان پر اللہ نے اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔" تو جب یزید عنید نے شیطان کی اتباع کرتے ہوئے قتل حسین جیسے کبیرہ گناہ کا حکم دیا تو وہ ضرور بالضرور اس قانونِ خداوندی کے مطابق خدا کی رحمت سے محروم، فاسق وفاجر، مستحق عذاب نار اور ملعون ومقہور ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔ ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منھا (پ۵ نساء آیت ۸۵) ترجمہ :۔ اور جو کوئی سفارش کرے سفارش بری تو ہوگا واسطے اس کے اس میں سے حصہ"۔ یعنی جو شخص کسی بھی طریقہ سے کسی بھی برائی میں ممدو معاون ہوگا وہ اس برائی کے گناہ میں برابر کا شریک ہوگا۔

بلکہ قیامت کے دن وہ لوگ اپنے برے پیشواؤں پر بارگاہ خداوندی میں گواہی دیں گے جن کی وجہ سے یہ برائی کے مرتکب ہوئے تھے چنانچہ قرآن کریم بیان فرماتا ہے قالت اخراھم لاولھم ربنا ھؤلاء اضلونا فاتھم عذابا ضعفا من النار۔ پ۸ اعراف ع۳۸۔ ترجمہ۔ کہیں گے پچھلے ان کے واسطے اپنے پہلوں کے اے ہمارے رب یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا پس ان کو آگ کا دوگنا عذاب دے۔" ایک اور مقام پر ہے۔ وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا ربنا آتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا پ۲۸ احزاب ع۶۸۔ ترجمہ۔ اور کہیں گے اے رب ہمارے بے شک ہم نے حکم مانا تھا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا۔ پس انہوں نے ہمیں راہ سے گمراہ کر دیا اے ہمارے رب ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت کر۔"

ایک اور مقام پر بیان ہوتا ہے قالوا ربنا من قدم لنا ھذا فزدہ عذابا ضعفا فی النار۔ (پ۲۳ ص ع۶۱)۔ ترجمہ۔ کہیں گے وہ اے ہمارے رب جس نے پہل کی اس میں واسطے ہمارے پس زیادہ دے اس کو عذاب دوگنا آگ میں۔"

ان آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ روز محشر ابن زیاد، ابن سعد، شمر، خولی اور حرملہ وغیرہم بھی یزید کے خلاف گواہی دے رہے ہوں گے اور اس کے عذاب میں زیادتی کے خواہش مند ہوں۔ ارشاد خداوندی ہوگا۔ لکل ضعف پ۸ ع۱۱ اعراف ع۳۸ یعنی تم سب کے لیے ہی دوگنا عذاب ہے۔" یعنی برائی کرنے اور برائی کا حکم دینے والے دونوں کے لئے ہی (دوگنا) ایک جیسا عذاب ہوگا۔

فیصلۂ مصطفوی | رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بیان فرماتے ہیں!

اذا عملت الخطیئۃ فی الارض کان من شھدھا فکرھھا وقال

مرۃ انکرھا کان کمن غاب عنھا ومن غاب عنھا فرضیھا کان کمن شھدھا۔ (ابوداؤد شریف ص۵۹۵) ترجمہ: جب زمین پر کوئی برائی کی جاتی ہے تو وہاں موجود ہونے والا ایسا شخص جو اس برائی کو برا سمجھے وہ ایسا ہے گویا وہ وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ اور جو وہاں برائی کے وقت موجود نہ ہو لیکن وہ اس برائی پر راضی ہوا تو ایسا ہے گویا وہ اس برائی میں موجود تھا۔ یعنی دور بیٹھ کر کسی برائی پر خوش ہونے والا شخص بھی اس برائی میں شامل متصور ہوگا۔

علامہ خازن کی تحقیق

اسی فیصلہ مصطفوی کے مطابق مفسر قرآن علامہ علاؤالدین محمد الخازن رقمطراز ہیں۔ تقتلون انبیاء اللہ من قبل..... انما اضاف القتل للمخاطبین من الیھود وان کان سلفھم قتلوہ فھم رضوا لفعلھم قیل اذا عملت المعصیۃ فی الارض فمن کرھھا وانکرھا بریٔ منھا ومن رضیھا کان من اھلھا (تفسیر خازن ج۱ ص۶۲)

ترجمہ: اس آیت میں قتل کی اضافت حضور کے زمانہ کے یہودیوں کی طرف کی گئی ہے حالانکہ انبیاء کرام کو قتل تو ان کے پہلوں نے کیا تھا البتہ یہ ان کے اس کام پر راضی تھے یہ (ایک قانون) بیان کیا گیا ہے (اوپر حدیث شریف کے حوالہ سے گزر چکا) کہ کوئی آدمی جب روئے زمین پر کہیں بھی کوئی برائی کرتا ہے تو جو آدمی اس کی اس برائی کو ناپسند کرتا ہے وہ اس برائی سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اور جو آدمی اس کی اس برائی پر راضی ہوتا ہے وہ بھی برائی کرنے والا ہی شمار کیا جاتا ہے۔"

جب یہ بات قرآن کریم، حدیث مبارک اور تفسیر القرآن سے اچھی طرح واضح ہو چکی ہے کہ جو آدمی کسی دوسرے آدمی کو کسی برے کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور وہ برائی سرزد ہو جانے کے بعد اس برائی پر راضی ہوتا ہے اور خوشی کا اظہار کرتا ہے تو وہ ارتکاب جرم کرتے وقت وہاں موجود نہ ہونے کے باوجود بھی اس برائی میں شامل

سمجھا جائے گا اور اس برائی کی ہر جزا و سزا کا سزاوار ہوگا۔ تو پھر یزید عنید جس نے قتل امام کا حکم دیا، آپ کی شہادت پر فخریہ طنزیہ اشعار کہے، خوشی کا اظہار کیا، قاتل کی قدرو منزلت بڑھائی، یوم فتح منایا، مبارکبادیں وصول کیں۔ اس کو واقعہ کربلا کا ذمہ دار کیوں نہ سمجھا جائیگا حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوا وہ یزید بے دین کی مرضی کے مطابق ہوا۔ اب ذرا اس بات کی وضاحت کے لیے چند اکابر اسلاف کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں تاکہ سلیم الفطرت ذہن مکمل طور پر مطمئن ہو جائے۔

حبر الامت کا نظریہ | عمزاد مصطفےٰ مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو ایک خط لکھا جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔ وکتابك الی ابن مرجانة تأمره بقتل الحسين و انی لا رجوا من الله ان يأخذك عاجلا حيث قتلت عترة نبيه محمد صلی الله علیه وسلم و رضيت بذالك۔ (تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۲۷۶) ترجمہ:۔ اے یزید تو نے ابن زیاد کو جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم لکھ کر بھیجا تھا اور مجھے امید ہے کہ اہل بیت اطہار کے قتل اور ان پر راضی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ ضرور بالضرور تجھ پر جلد گرفت فرمائے گا۔" یہاں آپ بالکل صاف صاف یہ بیان فرما رہے ہیں کہ جناب امام عالی مقام کے قتل کا حکم یزید عنید نے ہی دیا تھا۔

ناپاک اور نجس تھی طبیعت یزید کی
گستاخ و بے ادب تھی جبلت یزید کی

حضرت عبداللہ بن زبیر کا نظریہ | حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے جناب ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے شہادت امام حسین کی خبر سنی تو آپ نے ایک طویل خطبہ دیا اس کا ایک فقرہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا!

فرحم الله حسينا واخزى قاتله ولعن من امر بذالك و رضى به۔

(تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۶۸) ترجمہ :۔ اللہ تعالےٰ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے اور ان کے قاتلوں کو اللہ تعالےٰ ذلیل و خوار کرے اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا اور آپ کے قتل پر راضی ہوا۔"

یہاں من امر بہ سے مراد یزید ہے جیساکہ خطبہ کے اگلے فقرات سے ظاہر ہے، آپ یزید عنید پر لعنت کرتے ہوئے صاف صاف بیان فرما رہے ہیں کہ جناب امام عالی مقام کو یزید بے دید کے حکم سے شہید کیا گیا تھا۔ اور آپ کی شہادت پر وہ خوش بھی ہوا تھا۔

حد سے گزر چکی تھی شرارت یزید کی
مشہور ہو چکی تھی خباثت یزید کی

سیدہ زینب کا فرمان | بنت شیر خدا ہمشیر سید الشہداء لخت جگر سیدہ زہرہ جنابہ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے دربار یزید میں ارشاد فرمایا۔

اے یزید ہم عنقریب اپنے نانا محمد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان مصائب کو بیان کریں گے جو تیرے بے درد ہاتھوں سے ہمیں پہنچے ہیں۔" (حکایات وعارفات صفحہ ۱۴۲)

حضرت امام احمد بن حنبل کا نظریہ | حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ یزید پر لعنت کا جواز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں " یزید سے زیادہ کون قطع ارحام کا مرتکب ہوگا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ و قرابت کی بھی رعایت نہیں کی۔" (تفسیر معارف القرآن از مفتی شفیع صاحب دیوبندی جلد ۸ صفحہ ۲۳)

یہاں جناب امام احمد کا اشارہ واقعہ کربلا کی طرف ہے اور آپ صاف صاف واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید بے دید کو ٹھہرا رہے ہیں۔

ابن غسیل ملائکہ کا نظریہ | حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہا یزید کی بیعت توڑنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کے جواز کے طور پر اس کی برائیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں و یقتل اولاد آل یاسین و لعمہ

یبارک اللہ فی عمرہ ۔ (صواعق محرقہ صـ۲۲۱) ترجمہ :۔ اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کو شہید کیا۔ اللہ تعالےٰ اس کی عمر خراب میں برکت نہ دے۔"

بدکار اور فاسق و آثم یزید تھا
بدخلق اور جابر و ظالم یزید تھا

حضرت ابو بردہ اسلمی | صحابی رسول حضرت ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے جب یزید کو امام عالی مقام کے سر اقدس کی توہین کرتے دیکھا تو آپ برداشت نہ کر سکے اور یزید کو لعنت ملامت کرنے کے بعد فرمایا۔ یا یزید ان یجیئی عبید اللہ بن زیاد شفیعک یوم القیامۃ و یجیئی ھذا و محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفیعہ ثم قام من المجلس۔ (شہید کربلا صـ۹۰) اے یزید کل قیامت کو جب (باقی حاشیہ)

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے | جب یزید کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو اس نے عوام الناس کے سامنے ایک خطبہ دیا جس کا ایک فقرہ ہدیۂ قارئین کرتا ہوں تاکہ گھر کے مخبر کی سچی خبر پڑھیں اور قتل حسین کی ذمہ داری کے متعلق فیصلہ کریں۔

ثم قلد ابی ..... و نازع ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصار فی قبرہ رھینا بذنوبہ ۔ (صواعق محرقہ صـ۲۲۴) ترجمہ :۔ پھر میرے باپ (یزید) نے حکومت کا پھندا گلے میں ڈالا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سے جھگڑا اور اب اپنے گناہوں کی وجہ سے قبر میں گرفتار ہے۔"

ہم مشرب کی گواہی | میدانِ کربلا میں جب امام عالی مقام نے ابن سعد کے ذریعہ سے ابن زیاد کے سامنے اپنی کچھ شرطیں پیش کیں تو ابن زیاد نے جواباً لکھ کر بھیجا۔ اما بعد۔ یا حسین فان یزید بن معاویۃ کتب الی ان لا تغمض جفنک من المنام ولا تشبع بطنک من الطعام اما ان

(باقی حاشیہ) آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہو گا اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے تو ان کے شفیع محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔

يرجع الحسين الى حكمى او تقتله ۔ والسلام ۔

(نورالابصار ص۱۴۲ طبع مصری، تنویر الازہار ج۱ ص۴۶) ترجمہ:۔ اسے حسین حقیقت یہ ہے کہ یزید نے میری طرف حکمنامہ لکھ کر بھیجا ہے کہ اس وقت تک تجھے سونے اور کھانے کی اجازت نہیں جب تک کہ تو حسین کو میری بیعت پر مجبور نہ کر دے یا پھر اسے قتل نہ کر دے۔"

چنانچہ جب ابن زیاد نے یزید کے حکم کے مطابق امام پاک کو بیعت پر مجبور کیا اور بیعت سے انکار کی صورت میں یزید کا حکم نامہ پڑھ کر سنایا تو اس کے جواب میں جناب حسین نے اپنا پورا گلستان نذرِ خدا کر دیا لیکن فاسق و فاجر یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنا قبول نہ کی۔

حسین ابن علی نے کی ہے قائم اک مثال ایسی
کہ تقلید اس کی تقدیر جاودانی ہے

نیز جب یزید نے حرمین شریفین پر لشکر کشی کا ارادہ کیا تو ابن زیاد کو اس لشکر کی سپہ سالاری کی پیشکش کی لیکن ابن زیاد نے یہ کہہ کر انکار کر دیا....!

واللّٰہ لا اجمعتہما للفاسق قتل ابن بنت رسول اللّٰہ وغزو الکعبۃ ۔

(تاریخ کامل ج۴ ص۱۱۲، البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۱۹، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۶۸)

خدا کی قسم میں ایک فاسق کے لیے دو برائیاں جمع نہیں کر سکتا۔ پہلے تو اس کے حکم سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کیا ہے اور اب کعبہ پر حملہ کروں۔"

معتمد سپاہی کی گواہی مولوی عبدالرب صاحب دیوبندی، یزید کے خاص سپاہی شمر لعین کی یزید عنید کے ساتھ ایک گفتگو نقل کرتے ہیں۔ آپ بھی پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ امام کا قاتل کون ہے۔

جب امام زین العابدین نے یزید سے جناب امام حسین کا قاتل مانگا تو "یزید نے کہا قاتلِ حسین کون ہے، سب نے کہا خولی ہے، خولی نے کہا سنان بن انس ہے۔ سنان نے کہا بشیر بن مالک ہے، اس نے کہا شمر ہے۔ شمر نے کہا قاتل حسین وہ ہے جس نے ان کے قتل کا حکم دیا تھا اور ان کے قتل کے واسطے لشکر بھیجا تھا۔ یزید اس بات سے شرمندہ ہوگیا (مرج البحرین صد ۳۶۱)

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ یزید کا بیٹا معاویہ اور یزید کا باِاعتماد حاکم ابن زیاد اور یزیدی فوج کا معتمد سپاہی شمر ذی الجوشن بھی واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید کو ہی قرار دے رہے ہیں۔

مورخ ابن اثیر ایک مقام پر تو ابن زیاد نے اپنی مجبوری کا بھی اظہار کیا ہے، کہتا ہے۔ واما قتل الحسین فانه اشار الی یزید بقتله او قتلی فاخترت قتله۔ (تاریخ کامل ۴ ص ۶۹) یعنی یزید نے مجھے اشارتاً یہ سنا دیا تھا کہ اگر تو حسین کو قتل نہ کر سکا تو میں تجھے قتل کروا دوں گا چنانچہ میں نے اپنی جان بچانے کے لیے حسین کو قتل کرنا پسند کیا۔"

علامہ ابن اثیر نے ایک اور مقام پر جناب امام مسلم کے متعلق بھی یزید کے حکم کا تذکرہ کیا ہے آپ لکھتے ہیں۔ بعث ابن زیاد براس مسلم وهانی الی یزید وکتب الیه یزید یشکره۔ (تاریخ کامل ۴ ص ۳۶)

یعنی جب ابن زیاد نے یزید کے حکم کے مطابق جناب امام مسلم کو شہید کر دیا اور آپ کا سر اقدس یزید کے پاس بھیجا تو یزید نے جوابی خط لکھ کر اس کام پر ابن زیاد کا شکریہ ادا کیا۔

کیوں جناب کچھ سمجھ میں آیا؟ اب یا تو یزید دوست حضرات وکالت یزید سے تائب ہو جائیں، یا پھر ابن زیاد، ابن سعد یا شمر وغیرہم میں سے کسی کا یہ بیان

دکھا دیں کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے اپنی مرضی سے کیا ہے یزید کا اس سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں ہے۔ اگر ایسا کوئی حوالہ دکھایا جا سکے اور کسی معتبر و مستند کتاب کا ہو تو پھر تو واقعی ہماری دلیل کا جواب بن سکے گا اور اگر کسی کو کوئی ایسا حوالہ نہ مل سکے اور انشاء اللہ کبھی نہیں مل سکے گا تو پھر جان بوجھ کر کوے کو سفید کہہ کر دنیا کی جگ ہنسائی اور آخرت کا پچھتاوا مول نہ لیں۔ اللہ تعالےٰ ہر کسی کو حق سمجھنے اس پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے اور حق پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اللھم یا ربنا آمین بجاہ سید المرسلین۔

مورخ ابو یعقوب تیسری صدی کا مورخ ابی یعقوب گورنر مدینہ کی طرف یزیدی حکم نامے کا ذکر کرتا ہے۔ آپ بھی پڑھیں۔ کتب یزید الی الولید وھو عامل المدینۃ اذا اتاک کتابی ھذا فاحضر الحسین بن علی و عبد اللہ بن زبیر فخذ ھما بالبیعۃ لی فان امتنعا فاضرب اعناقھما وابعث لی برؤسھما (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۴۱)

یعنی یزید نے حکومت سنبھالتے ہی مدینہ منورہ کے گورنر ولید کو حکم بھیجا کہ جب میرا خط تجھے ملے تو فوراً حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) سے میری بیعت لو اور اگر وہ انکار کریں تو ان کی گردنیں مار دو اور ان کے سر میرے پاس بھیج دو۔"

علامہ خوارزمی علامہ خوارزمی رحمہ اللہ بھی اس خط کا تذکرہ اپنے الفاظ میں کرتے ہیں۔ الفاظ مختلف ہیں معنی ایک ہی ہیں۔ لکھتے ہیں۔ ثم کتب صحیفۃ الی الولید فخذ الحسین بالبیعۃ اخذا اشدیدا عنیفا لیست فیہ رخصۃ فان ابی علیک فاضرب عنقہ وابعث الی براسہ (مقتل حسین ج ۱ ص ۸۰)

یعنی یزید نے ولید گورنر مدینہ کی طرف ایک خط لکھا کہ حسین (رضی اللہ عنہ) کو سختی سے میری بیعت پر مجبور کرو اور اس کام میں کوئی نرمی نہ کرنا اور اگر وہ میری بیعت سے انکار

کریں تو ان کا سر قلم کرکے میرے پاس بھیج دو ۔" اور پڑھیں۔

علامہ شیبانی | علامہ شیبانی رحمہ اللہ اس کو یوں بیان کرتے ہیں۔

فكتب الى الوليد امابعد فخذ حسينا وعبدالله بن عمر و ابن الزبير بالبيعة اخذ اشديدا ليس فيه رخصة حتى يبايعوا ۔

(تاریخ کامل ۳ ص ۱۴) چنانچہ یزید نے گورنر مدینہ ولید کی طرف خط لکھا۔ اے ولید! حسین بن علی، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) پر میری بیعت کے لیے بہت سختی کرو یہاں تک کہ وہ بیعت کر لیں اور اس کام میں بالکل نرمی نہ کی جائے۔"

نیز علامہ شیبانی شہادت کے بعد کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ولما وصل راس الحسين الى يزيد حسن حال ابن زياد عنده وزاده ووصله وسره مافعل ثم لم يلبث الا يسيرا حتى بلغه بغض الناس له ولعنهم وسبهم فندم على قتل الحسين۔

(تاریخ ابن اثیر ۳ ص ۸۷) یعنی جب امام پاک کا سر مبارک یزید کے پاس پہنچا تو یزید کے نزدیک ابن زیاد کا مقام بہت بڑھ گیا اور وہ یزید کا مقرب خاص بن گیا اور یزید اس کے کام پر بہت خوش ہوا لیکن اس کی یہ خوشی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی کیونکہ جب اس کو معلوم ہوا کہ لوگ اس ظلم کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے ہیں اور اس پر لعنت اور سب وشتم کر رہے ہیں تو پھر اس کو اپنے اس فعل پر پچھتاوا ہونے لگا۔"

وہ سجدہ تو سجدہ ہوا ہی نہیں
کہ سر جھک گیا دل جھکا ہی نہیں

حافظ ابن کثیر | مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ

اسی خط کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔ وکتب یزید الی الولید نائب المدینة اما بعد فخذ حسینا و عبد اللہ بن زبیر و عبد اللہ بن عمر بالبیعة اخذا شدیدا لیست فیہ رخصة حتی یبایعوا (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۴۶)
یعنی یزید نے گورنر مدینہ ولید کی طرف حکم لکھ کر بھیجا کہ حسین بن علی، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) پر میری بیعت کے لیے اتنی سختی کرو کہ وہ بیعت کرنے پر مجبور ہو جائیں اور اس کام میں کوئی نرمی نہیں ہونی چاہیے۔"

نیز آپ واقعہ حرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وقد تقدم انہ قتل الحسین و اصحابہ علی یدی عبید اللہ بن زیاد۔ (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۲۲) ترجمہ:۔ اور اس سے پہلے یزید، ابن زیاد کے ہاتھوں جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کروا چکا ہے۔"

نیز آپ لکھتے ہیں:۔ لما قتل ابن زیاد الحسین و من معہ بعث برؤوسھم الی یزید فسر بقتلہ اولا وحسنت بذالک منزلة ابن زیاد عندہ۔ (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۳۲) یعنی جب ابن زیاد نے امام حسین اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کر دیا اور ان کے سر یزید کے پاس بھیجے تو یزید کے نزدیک ابن زیاد کا مقام بہت بڑھ گیا۔"

نیز لکھتے ہیں۔ ان یزید فرح بقتل الحسین اول ما بلغہ ثم ندم علی ذالک۔ (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۳۲) یزید اولا شہادت امام حسین پر بہت خوش ہوا البتہ بعد میں (عوام کی لعنت ملامت کی وجہ سے) اپنے اس فعل پر پچھتایا۔"

نیز آپ لکھتے ہیں۔ ان الرأس لم یزل فی خزانة یزید بن معاویة حتی توفی۔ (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۰۴) یعنی جناب امام حسین رضی اللہ

عنہ کا سر یزید کی موت تک اس کے شاہی خزانے میں پڑا ہوا تھا۔"

قارئین کرام! غور فرمائیں اس ظالم نے آپ کا سر مبارک تاحیات بطور کارنامہ کی یادگار اپنے پاس محفوظ رکھا نہ اس کو دفن کرایا نہ اہل بیت کے سپرد کیا کہ وہ ہی دفن کر دیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اکثر آپ نے دیکھا ہو گا کہ کوئی شکاری اگر کبھی شیر کا شکار کرے تو وہ تازندگی اس کی کھال کو اپنے کارنامے کی یاد کے طور پر محفوظ رکھتا ہے۔ آپ کے سر مبارک کا خزانہ یزید میں ہونے کا ذکر چوتھے باب میں رومی قاصد کے حوالہ سے بھی گزر چکا ہے آگے بھی انشاءاللہ اس کے مزید حوالہ جات نذر قارئین کئے جائیں گے۔

نیز آپ نائب حسین جناب مسلم بن عقیل کے متعلق بھی یزید کے حکم کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ ثم کتب الی ابن زیاد اذا قدمت الکوفۃ فاطلب مسلم بن عقیل فان قدرت علیہ فاقتلہ۔ (البدایہ والنہایہ ۸ ص۱۵۲)

یعنی یزید نے ابن زیاد کی طرف حکم بھیجا کہ جب تم کوفہ پہنچو تو فوراً "مسلم بن عقیل کو طلب کرنا اور اگر بس چلے تو قتل کر دینا۔"

قارئین کرام! غور فرمائیں جو شخص نائب امام کے قتل کا حکم دے رہا ہے وہ اصل صاحب بیعت جناب امام کے ساتھ کتنا بغض و عناد رکھتا ہو گا کیونکہ یزید کا جناب مسلم کے ساتھ اور تو کوئی تنازعہ نہیں تھا۔ آپ کا گناہ صرف یہ تھا کہ آپ لوگوں سے امام حسین کی بیعت لے رہے تھے تو جب آپ کے قتل کا حکم دیا جا رہا ہے تو جسکے لیے بیعت لی جا رہی ہے اور جو یزید کے لیے اصل خطرہ ہیں ان کے قتل کا تو وہ بدرجہ اولیٰ طالب و شائق ہو گا۔ فافہم۔

نیز آپ لکھتے ہیں۔ وارسلھم الی یزید فجمع یزید من کان بحضرتہ من اہل الشام ثم دخلوا علیہ فھنوہ بالفتح (البدایہ ۸ ص۱۹۷)

یعنی جب اہل بیت کا لٹا ہوا قافلہ شام میں یزید کے دربار میں پہنچا تو شامیوں نے یزید کو فتح کی مبارک باد دی۔" غور فرمائیں۔

ابو حنیفہ دینوری | مفسر قرآن مورخ اسلام جناب ابو حنیفہ دینوری رحمہ اللہ یزید کے خط کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ فکتب یزید الی الولید یامرہ ان یأخذ بالبیعة اخذا شدیدا لارخصة فیه وعلیك بالحسین بن علی وعبد اللہ بن زبیر فابعث الیهما الساعة فان بایعا والا فاضرب اعناقهما۔

(اخبار الطوال ص۲۲۷) یعنی یزید نے والیٔ مدینہ ولید کی طرف حکم بھیجا کہ فوراً حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) سے سختی کے ساتھ میری بیعت لو اور اس میں کوئی نرمی نہ کرنا اگر وہ بیعت کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کو قتل کر دو۔"

علامہ طبری وغیرہ | مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن اثیر، علامہ ابن کثیر، علامہ ابن حجر مکی اور علامہ مومن شبلنجی مصری رحمہم اللہ لکھتے ہیں۔

ثم اذن للناس فدخلوا علیه والرأس بین یدیه ومعه قضیب وهو ینکت به ثم قال ان هذا وایانا کما قال الحصین بن همام۔

ابی قومنا ان ینصفونا فانصفت

قواضیب فی ایماننا تقطر الدماء

یفلقن هاما من رجال اعزة

علینا وهم اعق واظلما!

(تاریخ طبری ج ۶ ص۲۲، تاریخ ابن اثیر ج ۴ ص۳۵، تاریخ ابو الفداء ج ۸ ص۱۹۱، صواعق محرقہ ص۹۶، نور الابصار ص۱۴۵) یعنی جب امام عالی مقام کا سر مبارک یزید کے دربار میں اس کے سامنے رکھا گیا تو لوگوں کو دربار میں آنے کی دعوت دی گئی چنانچہ جب لوگ جمع ہو گئے تو یزید اپنے ہاتھ والی چھڑی کو امام پاک کے چہرہ پر لگا کر کہنے لگا

(ابن زیاد نے بھی امام پاک کے چہرہ پر چھڑی ماری (بخاری ج ۱ ص ۵۳۰)

ہمارا اور ان کا حال ایسا ہی ہے جیسا کہ حصین بن ہمام نے کہا ہے کہ ہماری قوم نے ہمارا حق ماننے سے انکار کر دیا، اور ہمارے داہنے ہاتھوں کی تلواروں نے انصاف کر دیا۔ ان سے خون ٹپک رہا ہے۔ تلواروں نے عزت والے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا کیونکہ وہ نہایت سرکش اور بہت ظالم تھے۔"

نیز آپ لکھتے ہیں کہ جب شہداء کربلا کے سر یزید کے دربار میں پہنچے تو سر لانے والے محافظ سپاہی نے دربار میں جاکر سب لوگوں کے سامنے کہا۔۔۔!

بشر یا امیرالمؤمنین بفتح اللہ و نصرہ (تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۲۰) یعنی اے بادشاہ سلامت اس فتح و نصرت پر مبارک باد وصول کریں۔"

نیز آپ نے یزید کا حکم امام مسلم کے متعلق بھی نقل کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں!

کتب یزید الی ابن زیاد ان یطلب مسلم بن عقیل فیقتلہ ان وجدہ (تاریخ طبری ج ۵ ص ۳۴۸) یعنی یزید نے ابن زیاد کو حکم لکھ بھیجا کہ مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اگر مل جائیں تو ان کو فوراً قتل کر دو۔" غالباً اب تو کوئی شک باقی نہیں رہا ہو گا۔

علامہ قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ شارح بخاری علامہ ابن حجر قسطلانی رحمہ اللہ بخاری شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔ والحق ان رضا یقتل الحسین واستبشارہ بذلك ما تواتر معناہ (ارشاد الساری شرح بخاری ج ۵ ص ۱۰۲)

علامہ ابن ہمام فقہ حنفیہ کے معتمد مصنف علامہ ابن ہمام بھی علامہ قسطلانی کے ہم زبان ہیں۔ آپ بھی فرماتے ہیں۔ والحق ان رضا بقتل الحسین واستبشارہ بذالك۔ (شرح فقہ اکبر ص ۸۶)

علامہ علی قاری شارح مشکوٰۃ معتبر حنفی مصنف علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ابن ہمام کا یہی قول نقل کیا ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۸۶)

علامہ تفتازانی | عقائد نسفیہ کے شارح علامہ سعدالدین تفتازانی رحمہ اللہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ والحق ان رضا یزید بقتل الحسین و استبشارہ بذالک (شرح عقائد نسفی ص۱۱۷) ترجمہ سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی سچی بات یہ ہے کہ بے شک یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی ہوا اور اس واقعہ پر اس نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔"

علامہ آلوسی | مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ والطامۃ الکبری ما فعلہ باھل البیت و رضاہ بقتل الحسین و استبشارہ بذالک (تفسیر روح المعانی ج۲۶ ص۷۳ طبع بیروت) یعنی یزید نے اہل بیت اطہار کے ساتھ جو کچھ کیا (وہ سب مسلمان جانتے ہیں) اور اس کا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی ہونا اور اس موقعہ پر اس کا بہت خوشی کا اظہار کرنا یہ سب باتیں اس کے متعلق جواز لعن میں بہت پختہ دلیلیں ہیں۔"

قاضی ثناء اللہ پانی پتی | مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویۃ حیث قتل ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و من معہ من اھل بیت النبوۃ و اھان عترتہ وافتخر بہ وقال ھذا الیوم بیوم بدر (تفسیر مظہری ج۶ ص۵۵)

ترجمہ:۔ جب یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور ان کے ساتھ جو اہل بیت النبی کے افراد تھے ان کو شہید کیا اور نبی کریم کی عترت طاہرہ کی توہین کی اور اس پر فخر کیا اور کہا کہ یہ وقوعہ کربلا واقعہ بدر کا بدلہ ہے۔" (یعنی بدر میں جو ہمارے اموی بزرگ ہاشمیوں نے قتل کئے تھے اس کے بدلہ میں آج ہم نے ہاشمی بزرگوں کو قتل کرکے اپنا پرانا بدلہ لے لیا ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ)

ایک اور مقام پر آپ لکھتے ہیں۔ وقتلوا حسینا رضی اللہ عنہ ظلما

وكفر يزيد بدين محمد صلى الله عليه وسلم حتى انشد ابيا تاحين قتل حسينا رضى الله عنه (تفسیر مظہری ج۵ ص۲۷ مطبوعہ دہلی)

اور یزیدیوں نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو ظلم کے ساتھ شہید کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا انکار کر دیا حتیٰ کہ جب امام پاک شہید ہو گئے تو یزید نے کچھ اشعار کہے (جن کا مضمون یہ تھا کہ واقعہ کربلا واقعہ بدر کا بدلہ ہے۔)

علامہ سبط ابن جوزی | علامہ سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ بیان فرماتے ہیں

ان يزيد لما جيئ برأس الحسين سُر به (تذكرة الخواص ص۲۶۵)

یعنی جب یزید کے دربار میں جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک پیش کیا گیا تو یزید آپ کے کٹے ہوئے سر کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔" نیز آپ نے حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یزید کا حکم نقل کیا ہے۔

فكتب يزيد الى ابن زياد قد وليتك الكوفة مع البصرة .... و ان مسلم بن عقيل بالكوفة .... فاقتله فقتله وبعث برأسه الى يزيد فكتب اليه بشكره ۔ (تذکرہ خواص الامہ ص۲۴۵، سانحہ کربلا از ڈاکٹر اسرار احمد ص۴۳) یعنی یزید نے ابن زیاد کو حکم بھیجا کہ میں نے تجھے بصرہ کے ساتھ ساتھ کوفہ کی گورنری بھی دے دی۔ اور مسلم بن عقیل کوفہ میں ہیں ان کو قتل کر دو......! پس ابن زیاد نے امام مسلم کو شہید کر کے آپ کا سر مبارک یزید کے پاس بھیج دیا تو یزید نے جوابی خط میں ابن زیاد کا شکریہ ادا کیا۔"

نیز آپ نے امام پاک کے سر مبارک کا خزانہ یزید میں ہونے کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ رأس الحسين فى خزانة يزيد (تذكرة الخواص ص۲۶۶) یعنی امام حسین کا سر اقدس یزید کے خزانہ میں رکھا ہوا تھا۔"

محدث ہیثمی | محدث ابن حجر مکی بھی اس بات کو نقل فرماتے ہیں

آپ لکھتے ہیں۔ رأس الحسین فی خزانۃ یزیـد۔ (صواعق محرقہ ص۱۹۹)
ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

حضور غوث اعظم

پیرانِ پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس بات کی تائید فرماتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ راس الحسین ابن علی فی خزانۃ یزید بن معـاویـۃ۔ (غنیۃ الطالبین ص۲۳۸ ، روضۃ الاصفیاء ص۱۸۵)

شیخ صبان

علامہ شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ لکھتے ہیں!

فارسلہ ومن معہ من اھل بیتہ الی یزید ... فسر سرورکثیرا واوقفہم موقف السبی واھانہم وصار یضرب الرأس الشریف بقضیب کان معہ ویقول لقیت بغیک یاحسین ویالغ فی الفرح ثم ندم لما مقتہ المسلمون علی ذالک وابغضہ العالم (اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار طبع مصری ص۲۰۷)

یعنی جب ابن زیاد نے اہل بیت کرام کا لٹا ہوا قافلہ اور شہداء کرام کے سرہائے مبارک یزید کے پاس بھیجے تو یزید انہیں دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوا اور اہل بیت کے افراد کو قیدیوں کی جگہ پر بٹھایا گیا اور ان کی توہین کی اور اپنی چھڑی سے امام پاک کے سر مبارک کو چھیڑنے لگا اور کہنے لگا اے حسین تجھے تیری بغاوت کی سزا مل گئی ہے۔ اس موقع پر وہ بہت زیادہ خوش ہو رہا تھا لیکن جب اسے لوگوں کے غم و غصہ اور غیض و غضب کا پتہ چلا تو پھر اسے اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی۔"

(ابن زیاد کا سر امام پر چھڑی مارنا ، بخاری ج ۱ صفحہ ۵۳۰)

نیز آپ نے بھی حضرت امام مسلم کے متعلق یزید کے حکم کا تذکرہ کیا ہے آپ لکھتے ہیں فارسل الی عبید اللہ بن زیاد والیہ علی الکوفۃ یامرہ یطلب مسلم وقتلہ فظفر بہ فقتلہ (اسعاف الراغبین ص۲۰۵) یعنی یزید نے ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنایا تو اسے حکم دیا کہ وہاں مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اس کو فوراً قتل کر دو۔"

علامہ عسقلانی | شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے
بھی جناب امام مسلم کے متعلق یزیدی حکم نقل کیا ہے. آپ لکھتے ہیں فکتب یزید
الی عبید اللہ بن زیاد انہ قد اضاف الیہ الکوفۃ وامرہ ان یطلب
مسلم بن عقیل فان ظفر بہ فقتلہ ۔ (الاصابہ
فی تمیز الصحابہ ۱ صـ۳۳۳، تہذیب التہذیب ۲ صـ۳۴۹) یعنی یزید نے ابن زیاد کو
حکم نامہ لکھ کر بھیجا کہ تجھے کوفہ کی حکومت بھی دے دی گئی ہے لہذا تم وہاں جاکر
مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اگر تیرا بس چلے تو اسے فوراً قتل کردو ۔"

علامہ سیوطی | مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
نقل فرماتے ہیں ۔ ولما قتل الحسین وبنو ابیہ بعث ابن زیاد
برؤسھم الی یزید فسر بقتلھم اولا ثم ندم لما مقتہ المسلمون علی ذالک
(تاریخ الخلفاء صـ۱۴۵ مطبوعہ دہلی) یعنی جب جناب امام حسین اور آپ کا خاندان
شہید ہو چکا تو ابن زیاد نے ان شہداء کے سرہائے مبارکہ یزید کے پاس بھیج دیئے
چنانچہ یزید ان کے قتل سے بہت خوش ہوا لیکن جب مسلمان اسے اس فعل پر
ملامت کرنے لگے تو پھر اسے افسوس ہونے لگا (کہ ہائے میں نے یہ کیا کر دیا کہ
رہتی دنیا تک کی لعنت خرید لی) (تاریخ الخلفاء اردو صـ۳۰۶)

نیز آپ لکھتے ہیں جب امام عالی مقام کی کوفہ کی طرف روانگی کی خبر یزید کو پہنچی
تو .... ! فکتب یزید الی والیہ بالعراق عبید اللہ بن زیاد بقتالہ ۔
(تاریخ الخلفاء صـ۱۴۴) اس نے والی عراق ابن زیاد کو حکم بھیجا کہ امام حسین سے جنگ کرو"

اللہ رے ان کی ندامت جفا کے بعد
گردن ہے اعتراف میں خم بولتے نہیں

شیخ عبد الحق محدث دہلوی | محقق علی الاطلاق محدث بالاتفاق

شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ و لما قتل الحسین وبنو ابیه بعث ابن زیاد برؤسهم الی یزید فسر بقتلهم اولاً ثم ندم لما مقته المسلمون علی ذالک وابغضه الناس وحق لهم ان یبغضوه (ماثبت من السنة ص۲۳) یعنی جب امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی شہید ہو چکے تو ابن زیاد نے ان کے سر یزید کے پاس بھیج دیئے چنانچہ یزید پہلے تو ان سرہائے بریدہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا لیکن جب مسلمان اس کے اس فعل پر ناراض ہوئے اور غم و غصہ کا اظہار کیا تو پھر اسے اپنے اس ظلم پر پشیمانی ہوئی اور در حقیقت مسلمانوں کا یزید پر غم و غصہ بالکل صحیح تھا۔"

نیز آپ لکھتے ہیں۔ و بعضے دیگر گویند کہ وے امر بقتل آنحضرت نکردہ وبداں راضی نبودہ و بعد از قتل وے واہل بیت وے رضوان اللہ تعالےٰ علیہم مسرور و مستبشر نشدہ ایں سخن مردود و باطل است (تکمیل الایمان ص۹۹) یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ یزید نے جناب امام کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا اور آپ کے اور آپ کے خاندان کے قتل پر اس نے خوشی کا اظہار بھی نہیں کیا تھا، ہمارے نزدیک یہ بات بالکل غلط ہے۔"

نیز آپ فرماتے ہیں! و عجب است ازیں قائل کہ یزید را نگفت امر کنندہ ابن زیاد بود (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۶۲۳) یعنی اس شخص پر تعجب ہے جو یزید کو قتل امام کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ابن زیاد کو آپ کے قتل کا حکم یزید نے ہی دیا تھا۔"

نیز آپ فرماتے ہیں! و عجب است ازیں قائل کہ یزید را نگفت کہ امیر عبیداللہ بن زیاد بود و ہرچہ کرد بامر وے و برضائے وے کرد (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۶۲۳) اور تعجب ہے اس شخص پر جو بنو امیہ کے برے لوگوں میں یزید کو شمار نہیں کرتا

اور ابن زیاد کو برا کہتا ہے حالانکہ یزید ابن زیاد کا امیر تھا اور ابن زیاد نے جو کچھ کیا ہے وہ یزید کے حکم اور اس کی رضا سے کیا ہے۔"

نیز آپ لکھتے ہیں! یزید بن معاویہ و عبداللہ بن زیاد ..... تحقیق صادر شد از ایشاں از قتل اہل بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۱۵۹) یعنی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یزید اور ابن زیاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت پاک کا قتل واقع ہوا ہے۔"

ایک شبہ کا ازالہ یہ تمام دلائل و براہین دیکھنے اور پڑھنے کے بعد بھی کسی کور ذہن میں یہ خیال آئے کہ شہدائے کربلا کے سر دیکھ کر یزید نے ابن زیاد پر لعنت کی تھی جس سے یزید کا اس واقعہ سے لاتعلق ہونا ثابت ہوتا ہے تو جناب اس بات کا جواب علامہ ابن کثیر سے وصول کیجئے۔ آپ لکھتے ہیں ....!

وقد لعن ابن زیاد علی فعلہ ذالک وشتمہ فیما یظھر ویبد و ولکن لم یعزلہ علی ذالک ولا عاقبہ ولا ارسل بعیب علیہ ذالک واللہ اعلم۔ (تاریخ ابن کثیر ج۸ ص۲۰۳ طبع بیروت)

ترجمہ! یزید نے ابن زیاد پر اس کے مظالم کی وجہ سے لعنت ملامت تو کی تھی لیکن نہ تو اس کو اس کے عہدے سے معزول کیا اور نہ ہی اسے کوئی سزا دی اور نہ ہی اس کو تنبیہہ و سرزنش کا کوئی خط لکھا۔"

کیا یہ خاموشی اس کی رضا کی دلیل نہیں ہے اور کیا وہ بیان کردہ آنسو مگرمچھ کے آنسو نہیں تھے۔ اگر کوئی کہے کہ یزید نے زندہ حاضر کرنے کو کہا تھا تو کسی عدلیہ کے افسر سے معلوم کرلیں کہ جس شخص کے وارنٹ گرفتاری جاری کیے گئے ہوں اس کو قتل کر کے عدالت میں لے جانے والے پولیس افسر کے لئے کیا حکم ہوتا ہے۔ فافہم۔

مولانا نعیم الدین فرماتے ہیں "یزید کی رعایا بگڑ گئی اس پر اس نابکار نے

اظہار ندامت کیا مگر یہ ندامت تو اپنی جماعت کو قبضہ میں رکھنے کے لئے تھی ورنہ اس ناپاک کا دل تو اہل بیت کرام کے عناد سے بھرا ہوا تھا۔" (سوانح کربلا ص۱۱۳)

علامہ قطب الدین خان | شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب فرماتے ہیں۔ "یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زیاد اللہ انہیں ذلیل کرے ان سے قتل اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صادر ہوا (مظاہر حق ج۴ ص۳۲۰)

نیز آپ فرماتے ہیں " اور تعجب ہے اس کہنے والے پر کہ یزید پلید بھی باوجودیکہ بنی امیہ سے تھا اس کو ذکر نہ کیا چاہیے تھا کہ اس کو بھی ذکر کرتے کیونکہ وہ امیر تھا عبیداللہ کا اور جو کچھ عبیداللہ بن زیاد نے کیا اس کے حکم اور رضا سے کیا " (مظاہر حق ج۴ ص۵۴۶)

علامہ ابن اثیر، علامہ ابن جریر
علامہ سبط ابن جوزی ____
علامہ ابن کثیر، علامہ عسقلانی

ان تمام اکابر نے نقل کیا ہے کہ جب مخدرات عصمت دربار یزید میں پیش کی گئیں تو ......!

نظر رجل من اهل الشام الی فاطمة بنت الحسين (و فی بعض الرواية سكينة) فقال هب لی هذه الجارية فانهن لنا حلال فصاحت الصبية وارتعدت بثوب عمتها زينب فصاحت زينب ليس ذالك الی يزيد ولا كرامة فغضب يزيد فقال لو شئت لفعلت قالت كلا والله ما جعل الله ذالك لك الا ان تخرج من ملتنا او تدين بغير ديننا فغضب يزيد ثم قال انما خرج من دين ابوك واخوك فقالت زينب بدين الله ودين ابی ودين اخی وجدی۔

(تاریخ کامل ج۴ ص۸۶، تاریخ ابوالفداء ج۸ ص۱۹۴، تاریخ طبری ج۵ ص۱۰۵، تذکرہ خواص الامہ ص۲۶۴، صحابیات عارفات ص۱۸۱، سانحہ کربلا از ڈاکٹر اسرار احمد یزیدی ص۴۸)

تہذیب التہذیب ج۲ ص۳۵۳) ترجمہ :۔ شامیوں میں سے ایک آدمی کی نظر سیدہ فاطمہ بنت حسین (اور بعض روایات کے مطابق سیدہ سکینہ) پر پڑی تو اس نے کہا بادشاہ سلامت یہ دوشیزہ مجھے دے دیں کیونکہ یہ (بطور مالِ غنیمت) ہم پر حلال ہیں۔ بچی نے جب سنا تو وہ چیخ کر اپنی پھوپھی سے چمٹ گئی۔ سیدہ زینب نے گرج کر کہا "نہ تو تیری اتنی حیثیت ہے اور نہ ہی یزید کو یہ حق حاصل ہے"۔ یزید نے غضب ناک ہو کر کہا تو جھوٹ کہتی ہے اگر میں چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں۔ سیدہ نے فرمایا ہرگز نہیں ہاں البتہ اگر تو ہماری ملت سے خارج ہو چکا ہے اور ہمارے دین کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کر چکا ہے (تو پھر تو اتنی بڑی بے حیائی کر سکتا ہے) یزید نے غصہ میں کہا ہاں میں تیرے باپ اور بھائی کے دین سے نکل گیا ہوں۔ بنتِ شیرِ خدا پھر گرجیں فرمایا "بلکہ اللہ کے دین سے اور میرے ناناجان جناب محمد مصطفیٰ کے دین سے، میرے باباجان جناب حیدر کرار کے دین سے اور میرے برادر جناب امام حسین کے دین سے تو نکل گیا ہے۔" یزید خاموش ہو گیا اور انکو مدینہ منورہ بھیجنے کے انتظامات کرنے لگا۔

اہلِ بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں

لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

قارئین کرام! کیا یہ واقعہ پڑھ لینے کے بعد کوئی صاحب بصیرت شخص یزید کی پاکدامنی کی گواہی دے سکے گا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ واقعہ تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یزید اور یزیدی اس جنگ کو حق و باطل کی جنگ اور ان سید زادیوں کو بطور مالِ غنیمت اپنا حق سمجھتے تھے جیسا کہ ایک یزیدی فوجی ابن نمیر لعین نے کہا تھا وانی لارجوا ان یکون جھادی مع ابن بنت رسول اللہ ھؤلاء افضل من جھاد المشرکین

وابیسر تہوا باعند اللہ (البدایہ والنہایہ ۸ ص۱۸۱) ترجمہ :۔ اور بے شک میں امید کرتا ہوں کہ نواسہ رسول امام حسین کے ساتھ جہاد کرنا مشرکوں کے ساتھ جہاد کرنے سے افضل اور زیادہ ثواب والا ہے۔" (استغفر اللہ) ورنہ یزید ان گستاخوں کو عبرت ناک سزا دیتا اور کہتا ظالم یہ سادات طیبات ہیں۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس گستاخ کی زبان کھینچ کر کتوں کے آگے ڈال دی جاتی لیکن یہاں تو یزید الٹا سیدہ کو ڈانٹ رہا ہے وہ علیحدہ بات ہے کہ بنت اسد اللہ نے ترکی بہ ترکی جواب دے کر یہ واضح کر دیا کہ ......!

جن کی نظروں پر عیاں ہے حق پرستی کا جلال
پیش باطل جھک نہیں سکتی کبھی ان کی جبیں

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی | برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے مسلم استاد جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فیما ارتکبہ من القبائح بعد ھذہ الغزوۃ من قتل الحسین وتخریب المدینۃ۔ (شرح تراجم بخاری ص۳۲) یعنی جس (۵۱ھ کی) جنگ سے یزید دوست حضرات یزید کی مغفرت بیان کرتے ہیں اس جنگ کے بعد یزید نے جو برائیاں کیں ان میں سے امام حسین کا قتل اور مدینہ منورہ کی تباہی بھی ہے۔

شیخ بو علی قلندر | مشہور روحانی شخصیت جناب شیخ بو علی شاہ قلندر فرماتے ہیں!

بہر دنیا آں یزید نا خلف — دین خود کردہ برائے او تلف
زال دنیا چوں در آمد در نکاح — کرد بر خود خون آں سید مباح

(مثنوی بو علی شاہ قلندر ص۶)

ترجمہ :۔ اس یزید بد بخت نے دنیا کی خاطر اپنا دین تباہ کر لیا۔ دنیا کی بوڑھی

جب اس کے نکاح میں آئی (اسے حکومت ملی) تو اس نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون اپنے اوپر حلال کر لیا۔"

فاضل بریلوی عصر حاضر کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "یزید نے رسول اللہ کے جگر پاروں کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔" (عرفانِ شریعت ج۲ صا۲)

مولانا نعیم الدین مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ "یزید وہ بدنصیب، بدباطن، سیاہ دل، ننگِ خاندان ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے۔" (سوانح کربلا ص۲۲)

نیز آپ فرماتے ہیں "حضرت امام حسین کا وجود مبارک یزید کی بے قاعدگیوں کے لیے ایک زبردست محتسب تھا اسی لیے حضرت امام کی شہادت یزید کیلئے باعث مسرت ہوئی (سوانح کربلا ص۱۱۱)

مفتی محمد شفیع دیوبندی حضرت ابو برزہ اسلمی کے سامنے جب یزید نے سر امام پر چھڑی ماری تو آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا اے یزید کل قیامت کو جب تو آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے تو ان کے شفیع محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے (شہید کربلا ص۹) (یزید نے کہا اے بڈھے مجھے اگر تیرے بڑھاپے کا خیال نہ ہوتا تو تجھے قتل کرا دیتا۔ آپ نے فرمایا ظالم میرے بڑھاپے کا تو تجھے لحاظ ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت طاہرہ کا تجھے کچھ لحاظ نہیں ہے اس پر وہ خاموش ہو گیا) یہاں آپ یزید کو ابن زیاد کے ساتھ اور جناب حسین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا رہے ہیں۔ آپ کا نظریہ بالکل واضح ہے۔

مولوی عبدالرب دیوبندی یزید نے والیٔ مدینہ ولید کو حکم بھیجا کہ

امام حسین اور ان کے رشتے داروں کو ذرا مہلت نہ دینا اگر مخالفت کریں تو ان کا سرکاٹ کر میرے پاس روانہ کر دینا (مرج البحرین ص ۲۸۲)

نیز لکھتے ہیں کہ ! اس وقت یزید سر مبارک کو جو طشت زریں میں رکھا تھا دیکھ کر بہت خوش ہوا اور جو چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی وہ حضرت حسین کے ہونٹوں پر لگاتا تھا اور کہتا تھا اے حسین اسی منہ سے تم کہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت نہیں کریں گے (مرج البحرین ص ۳۵۹)

مولوی وحیدالزمان غیر مقلد بزعم خود اہلحدیث حضرات کے مایہ ناز محدث مولوی وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں۔ وامر یزید بن الك واستبشاره به متواتر لا یمکن الانکار عنه وقد روی عن یزید لعنه الله لیت اشیاخی ببدر شهدوا... وعدلناه ببدر فاعتدل (حاشیہ ہدیۃ المہدی ۱ ص ۹۸) ترجمہ: اور یزید نے امام حسین کے قتل کا حکم دیا تھا اور آپ کے قتل پر اس نے خوشی کا اظہار کیا تھا اور یہ بات اتنے تواتر سے ثابت ہے کہ اس کا انکار ممکن ہی نہیں ہے۔ نیز یزید اللہ کی لعنت ہو اس پر۔ سے نقل کیا گیا ہے کہ (شہداء کربلا کے سرہائے مقدسہ دیکھ کر) یزید نے کہا تھا۔ کاش آج میرے بدر والے بزرگ (جو بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے) موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے ان سے بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے۔ پس اب حساب برابر ہو گیا ہے۔"

نیز وہ لکھتے ہیں " یزید نے خلیفہ بننے کے بعد وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذاللہ امام حسین کو قتل کرایا، اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔" (تیسیر الباری شرح بخاری ۱۱ ص ۹۶)

کیوں جناب آیا کچھ سمجھ شریف میں ؟ اللہ تعالے حق کو ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نواب صدیق حسن بزعم خود اہلحدیث حضرات کے مایہ ناز عالم نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ "بعد قتل امام حسین لشکر تجہیز مدینہ منورہ فرستادہ و بقیہ صحابہ و تابعین را امر بقتل کرد و ہم دریں حالت ناپسندیدہ از دنیا رفتہ دیگر احتمال توبہ و رجوع او کجاست (بغیۃ الرائد ص۹۸) یعنی:۔ یزید نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے لشکر بھیجا اور صحابہ کرام اور تابعین کے جم غفیر کے قتل کا حکم دیا اور اسی بری حالت میں دنیا سے کوچ کر گیا تو پھر اس کی توبہ اور رجوع کا خیال کیسے کیا جا سکتا ہے۔" بزعم خود اہلحدیث حضرات سے مخلصانہ اور ہمدردانہ گزارش ہے کہ ...... !

"میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن"

مولوی عبدالحئی لکھنوی مشہور حنفی مصنف مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں۔ "اور بعض کہتے ہیں کہ یزید نے امام حسین کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ اس امر پہ وہ راضی تھا اور نہ قتل امام حسین اور اہل بیت کے بعد وہ خوش ہوا حالانکہ یہ قول باطل ہے (فتاوی عبدالحئی ص۳۰)

مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک چودھویں صدی کے مجدد اور ان دوستوں کے نزدیک مستند شخصیت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔ "یزید کو اس قتال میں (واقعہ کربلا میں) معذور نہیں سمجھا جا سکتا۔ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کراتا تھا۔" جھگڑا تو بیعت ہی کا تھا نا۔ نہ وہ بیعت پر مجبور کرتا اور نہ واقعہ کربلا رونما ہوتا۔ (امداد الفتاوی ج۴ ص۵۴)

شاعر مشرق شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

موسیٰ و فرعون، شبیر و یزید ... ایں دو قوت از حیات آمد پدید

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون مردود ، اسی طرح جناب امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید عنید۔ یہ دونوں (حق و باطل کی) قوتیں ہمیشہ سے کشمکشِ حیات میں آپس میں دست و گریبان ہوتی آئی ہیں۔

درویش لاہوری کی اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی کہے کہ واقعہ کربلا کے ساتھ یزید کا کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے کسی واقعہ سے فرعون کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب یہ بات نہیں کہی جاسکتی تو پھر وہ بھی نہیں ہو سکتی۔ سبحان اللہ، علامہ نے ایک ہی شعر میں کتنا بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ واقعی اقبال، اقبال ہی ہے۔

پروفیسر سید عبدالقادر
پروفیسر محمد شجاع الدین

عصر حاضر کے مؤرخ پروفیسر سید عبدالقادر وائس پرنسپل و صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ کالج لاہور اور پروفیسر محمد شجاع الدین پروفیسر علم تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور رقمطراز ہیں "ابن حنظلہ کا قول ہے کہ یزید نے ساڑھے تین سال حکومت کی۔ پہلے سال اس نے جناب امام حسین کو شہید کرایا، دوسرے سال مدینہ کو لوٹا اور تیسرے سال کعبہ پر حملہ کیا (تاریخ اسلام ۲ صـ۱۲)

ڈاکٹر حمید الدین

عصر حاضر کے مؤرخ ڈاکٹر حمید الدین۔ پی، ایچ، ڈی لکھتے ہیں "یزید نے حاکم مدینہ ولید بن عتبہ کو فرمان بھیجا کہ حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو طلب کر کے فوراً بیعت لے لو اور کسی کو لیت و لعل کی مہلت نہ ہو۔" (تاریخ اسلام صـ۲۴۳)

نیز لکھتے ہیں "واقعہ کربلا نے دنیائے اسلام میں ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بے دردانہ قتل کو کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لوگ پہلے ہی یزید کو (اس کی بری عادتوں کی وجہ سے) ناپسند

کرتے تھے لیکن اس جان گداز سانحہ کے بعد اور زیادہ خلاف ہوگئے (تاریخ اسلام ص۲۵۱)

نیز لکھتے ہیں۔ "یزید کا پہلا سیاہ کارنامہ سانحہ کربلا ہے اور مدینۃ الرسول کی تباہی یزید کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے اور حرم پر سنگباری یزید کا تیسرا سیاہ کارنامہ ہے (تاریخ اسلام ص۲۵۳)

مجرم کا اقبال جرم

جب عوام اہل اسلام کو کربلا و دمشق کے ظلم و اہانت کا پتہ چلا تو تمام لوگ یزید کے مخالف ہوگئے۔ اس حالت کو دیکھ کر یزید کف افسوس ملنے لگا اس وقت اس نے کہا۔ فبغضنی بقتلہ الی المسلمین، و زرع لی فی قلوبھم العداوۃ، فابغضنی البر والفاجر بما استعظم الناس من قتلی حسینا (تاریخ ابوالفداء ص۲۲۲) امام حسین کے قتل سے مسلمان میرے دشمن ہوگئے ہیں اور ان کے دلوں میں میری عداوت پیدا ہوگئی ہے اور ہر نیک اور بد (اچھا اور برا، شریف اور رذیل) میرے حسین کے قتل کو اتنا بڑا ظلم سمجھ رہا ہے کہ اس کی وجہ سے سب ہی میرے دشمن بن گئے ہیں۔" کیوں جناب یہاں تو خود یزید صاحب بھی اقرار کر رہے ہیں کہ جناب حسین کو اس نے ہی قتل کیا (کرایا) ہے۔"

پھنسا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

نیز پچھلے باب میں یزید کے اشعار نقل کئے گئے ہیں وہ بھی اس مسئلہ کو سمجھنے میں کافی معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک اس باب کی مناسبت سے دوبارہ پیش کرتا ہوں۔ پڑھیں اور مطمئن ہوں۔

۱۔ اسقنی شربۃ تروی فؤادی + ثم مل فاسق مثلھا ابن زیاد
قاتل الخارجی اعنی حسینا + ومبید الاعداء والحساد

(تذکرہ خواص الامہ ص۲۹۰) ترجمہ:۔ اے ساقی مجھے وہ شربت پلا جو میرے دل کو سیراب کردے۔ پھر اسی طرح جام بھر کر ابن زیاد کو بھی دے۔ یہ (معاذاللہ) خارجی حسین کو قتل کرنے والا ہے۔ یہ میرے دشمنوں اور حاسدوں کو نیست ونابود کرنے والا ہے۔"

۳۔ لما بدت تلك الحمول واشرفت
تلك الرؤس علی شفا جیرون

۴۔ نعب الغراب فقلت قل اولا تقل
فقد اقتضیت من الرسول دیون

(تفسیر روح المعانی ج۲۶ ص۷۳، تذکرہ خواص الامہ ص۲۶۱) ترجمہ:۔ جب وہ سواریاں ظاہر ہوئیں اور جیرون کے کنارے پر سر نظر آئے تو کوا چیخا۔ پس میں نے کہا تو چیخ یا نہ چیخ۔ میں نے رسول سے اپنے قرضے وصول کرلیے ہیں۔"

۵۔ لیت اشیاخی ببدر شهدوا جزع الخزرج من وقع الاسل

۶۔ قد قتلنا القرن من ساداتهم وعدلنا قتل بدر فاعتدل

(اخبار الطوال ص۲۶۸، تذکرۃ الخواص ص۲۶۱، صواعق محرقہ ص۲۲، تاریخ ابن کثیر ج۸ ص۲۲۴، تفسیر مظہری ج۶ ص۵۵، حاشیہ ہدیۃ المہدی ج۱ ص۹۵ وغیرہم۔) ترجمہ:۔ کاش آج میرے بدر (میں محمد کے ہاتھوں قتل ہونے) والے بزرگ موجود ہوتے اور دیکھتے کہ ہم نے ان کی ایک نسل کو قتل کردیا ہے اور اب بدر میں قتل ہونیوالے (اموی کافروں) کا بدلہ ہوگیا پس اب حساب برابر ہوگیا ہے۔"

۷۔ لست من خندف ان لم انتقم
من بنی احمد ما کان فعل

(تفسیر مظہری ج۵ ص۲۷۱۔ تذکرہ خواص الامہ ص۲۶۱) ترجمہ:۔ میں خندف

(یا جذب) کی اولاد میں سے نہیں ہوں اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ نہ لوں۔"

قارئین کرام! اب تو یقیناً کسی کو کوئی شبہ نہیں رہ گیا ہوگا۔ کیونکہ اوّل تو یزید بے دید نے خود اعترافِ جرم کر لیا ہے ۲: اس کے معاصرین حضرات اس کو قاتلِ امام سمجھتے اور کہتے ہیں ۳: اس کے اپنے مصاحب خاص، ابن زیاد، شمر وغیرہ اس کے قتلِ امام کے حکم کی تصدیق کر رہے ہیں ۴: یزید کا سگا بیٹا اس کے اہل بیت کرام سے لڑنے کی تصدیق کر رہا ہے ۵: صحابہ کرام اسکے قتلِ اہلِ بیت کا اعلان کر رہے ہیں ۶: محدثین کرام، مفسرین کرام، مؤرخین اسلام اس بات کی توثیق کر رہے ہیں ۷: اکابرین اسلام واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید کو ہی گردانتے ہیں ۸: عصر حاضر کے مؤرخ، مفسر اور محدث قتلِ حسین یزید کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں ۹: سنی بریلوی حنفی، دیوبندی، غیر مقلد، تمام مکاتبِ فکر کے پرانے اور موجودہ معتبر علماء اسی نظریہ کے حامل ہیں۔ لہذا: حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی، سب ہی یزید کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں۔

واقعہ حرہ اور یزید

ویسے تو اس موضوع کے متعلق آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مقدسہ کے باب میں کافی وضاحت سے لکھا جا چکا ہے لیکن یہاں یزید کا واقعہ حرہ سے تعلق، اس کے متعلق یزید کا حکم اور اس وقوعہ کے بعد یزید کی کیفیت کے متعلق اختصاراً چند باتیں ہدیۂ قارئین کرتا ہوں ان شاء اللہ ہر غیر متعصب قاری کے لیے تشفیٔ مزید کا باعث بنیں گی۔

علامہ سبط ابن جوزی
علامہ شعبی

وقال الشعبی الیس قد رضی یزید بذالك وامرہ بہ وتشکرہ وان علی فعلہ

(تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۲۹) علامہ سبط ابن جوزی، امام شعبی کا فرمان نقل کرتے ہیں

آپ نے فرمایا کیا یزید نے مدینہ منورہ کی تباہی اور اس میں قتل و غارت گری کا حکم نہیں دیا تھا؟ اور کیا وہ اس واقعہ فاجعہ پر راضی نہیں ہوا تھا۔ اور کیا اس نے مروان کا یزیدی لشکر کو کامیابی دلوانے پر شکریہ ادا نہیں کیا تھا۔"

علامہ ابن کثیر مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ان یزید لما بلغہ خبر اھل المدینۃ وماجری علیھم عند الحرۃ من مسلم بن عقبۃ وجیشہ فرح بذالک فرحا شدیدا۔ (تاریخ ابن کثیر ج۸ ص۲۲۴)

نیز آپ لکھتے ہیں۔ اباح المدینۃ ثلاثۃ ایام کما امرہ یزید۔ (تاریخ ابوالفدا ج۸ ص۲۲۰) ترجمہ:- یزید کے حکم کے مطابق مدینہ منورہ میں تین دن تک قتل و غارت، لوٹ مار اور زنا وغیرہ کو جائز رکھا گیا اور جب یزید کو اپنے تعمیلِ حکم اور مدینہ منورہ میں مسلم بن عقبہ کے ہاتھوں کئے گئے مظالم کی خبر پہنچی تو وہ مسلم بن عقبہ کے اس ظلم و تشدد پر بہت زیادہ خوش ہوا۔"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی محقق علی الاطلاق محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں! "سہ روز بموجب حکمے کہ وے کردہ بود اباحت حرم مدینہ منورہ و نہب اموال و قتل نفوس و فسق نساء شعار ایشاں بود۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۱۴۰) یعنی یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک مدینہ منورہ میں لوٹ مار، قتل و غارت گری اور عورتوں کے ساتھ بدکاری کو جائز رکھا گیا۔"

نیز آپ لکھتے ہیں۔ نقل است کہ چوں مروان بعد ازیں واقعہ بر یزید پلید قدوم برد تشکرانہ سعی اوکہ دریں واقعہ نمودہ باحسن طریق بجا آورد و اورا بجود مقرب گردانید (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۱۴۰) نقل کیا گیا ہے کہ جب مروان اس واقعہ کے بعد یزید پلید کے پاس گیا تو یزید نے مدینہ کی لڑائی میں اسکی

کوشش (سازش اور چال) کا بے حد شکریہ ادا کیا اور اس کو اپنا مقرب خاص بنالیا۔"

نیز اس جنگ کے متعلق یزیدی فوج کے جو نظریات تھے وہ ان کے سردار مسلم بن عقبہ کے ایک بیان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وہ کہا کرتا تھا۔۔۔۔۔!

اللھم انی لم اعمل عملا قط بعد شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ احب الی من قتل اھل المدینۃ۔

(البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۲۵) خدا گواہ ہے جب سے میں نے کلمہ پڑھا ہے اس دن سے آج تک مدینہ والوں کو قتل کرنے سے زیادہ اچھا کام میں نے کوئی نہیں کیا۔"

نیز وہ کہا کرتا تھا " یقین دانم کہ حق سبحانہ تعالے مرا بسبب قتل این ناپاکاں از جمیع ذنوب و معاصی مطہر ساخت (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۳۴) میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالے نے ان ناپاک مدینہ والوں کو قتل کرنے کی وجہ سے مجھے تمام گناہوں سے پاک کر دیا ہے۔"

قارئین کرام! میں اب بات کو ختم کرتا ہوں آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ اہل بیت کرام و صحابہ کرام و تابعین عظام کو قتل کرنے کو اتنا کار ثواب سمجھنے والے لوگ کیا تھے اور کیسے مسلمان تھے۔ مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمائیں (ینابیع المودہ ص۳۲۳، مطالب السؤل ج۲ ص۲۶، تاریخ خمیس ج۲ ص۳۰۱، تحفہ اثنا عشریہ ص۶، شذرات الذہب ج۱ ص۶۹، شرح مقاصد ج۲ ص۳۰۹، عقائد اسلام ص۲۳۲، حیاۃ الحیوان ج۱ ص۸۸، نورالابصار ص۱۳۹) وغیرہم۔

کیا علامہ ابن جریر طبری شیعہ تھے

واقعہ کربلا و حرہ سے متعلق یزید علیہ، ابن زیاد، ابن سعد، مروان وغیرہم کے بعض حالات و واقعات جب تاریخ طبری کے حوالہ سے نقل کیے جاتے ہیں تو یزید دوست حضرات اکثر دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جی ابن جریر تو شیعہ تھا، اس نے تو اموی خلفاء کے خلاف

لکھا ہی ہے اس کی باتوں کا کیا اعتبار ہے ......! تو جناب گزارش یہ ہے کہ یہ ایک سفید جھوٹ ہے اور الحمد للہ و بمنہ ہم اپنی اس بات کو بھی حسبِ عادت اور بطریقِ سابق انشاء اللہ تعالےٰ تحقیقی طور پر ہی ثابت کریں گے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ضد و عناد اور ہٹ دھرمی سے محفوظ رکھے اور حق واضح ہو جانے کے بعد حق کو مان لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ تو جناب آئیں ذرا اس بات کی تحقیق کریں۔

علامہ ابن کثیر علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی کتاب کی آدھی عبارت نقل کر کے صاحبِ "خلافت معاویہ و یزید" جناب عباسی صاحب نے اپنے غلط مدعا کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے ہم اسی محولہ کتاب کی اسی عبارت سے بات کی ابتدا کرتے ہیں۔ جب آپ پوری عبارت پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس عبارت سے عباسی صاحب کا نہیں بلکہ الحمد للہ ہمارا مؤقف ثابت ہوتا ہے۔ پوری عبارت اس طرح ہے ......!

ولقد ظلمتہ الحنابلۃ۔ ودفن فی دارہ لان بعض عوام الحنابلۃ ورعاعہم منعوا من دفنہ نہارا و نسبوہ الی الرفض ومن الجہلۃ من رماہ بالالحاد وحاشاہ من ذالک کلہ (البدایہ والنہایہ ع۱۱ ص۱۴۶ طبع بیروت)

اور علامہ ابن جریر رحمہ اللہ پر حنابلہ نے ظلم کیا ہے اور آپ کو اپنے گھر میں ہی دفن کیا گیا کیونکہ بعض کم عقل حنبلیوں نے دن میں آپ کو دفن کرنے میں رکاوٹ ڈالی تھی اور وہ اپنی جہالت کی وجہ سے آپ کی نسبت شیعیت اور الحاد کی طرف کرتے تھے اور درحقیقت وہ ان تمام الزامات سے بالکل مبرا اور پاک تھے۔"

عباسی صاحب کو یہ حوالہ پیش کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے تھی کیونکہ اس میں آپ کو شیعہ نہیں لکھا گیا بلکہ اس میں تو آپ کے شیعہ ہونے کی تردید کی گئی ہے

آپ کا اور حنابلہ کا اختلاف یہ تھا کہ آپ جناب احمد بن حنبل کو مجتہد نہیں مانتے تھے بلکہ دیگر علماء کی طرح ان کو بھی ایک عالم مانتے تھے اس لیے حضرت امام احمد کے ماننے والے آپ کے مخالف تھے۔ یہ صرف ذاتی قسم کا اختلاف تھا کوئی مذہبی اختلاف نہیں تھا۔

نیز آپ فرماتے ہیں۔ عن الشیخ ابی حامد احمد بن ابی طاہر الفقیہ الاسفرائینی انہ قال لو سافر رجل الی الصین حتی ینظر فی کتاب تفسیر ابن جریر الطبری لم یکن ذالک کثیرا (البدایہ والنہایہ ع ۱۱ ص ۱۴۶) یعنی شیخ ابی حامد احمد بن ابی طاہر الفقیہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی آدمی علامہ ابن جریر کی کتاب تفسیر ابن جریر کو دیکھنے کے لیے چین تک کا سفر بھی کرے تو یہ سفر کچھ زیادہ نہیں ہے۔"

نیز آپ لکھتے ہیں۔ کان احد ائمۃ الاسلام علما وعملا بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ (البدایہ والنہایہ ع ۱۱ ص ۱۴۶) آپ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور عمل میں ائمہ اسلام میں سے ایک امام تھے۔"

نیز فرماتے ہیں۔ وقال خطیب بغدادی ولہ التفسیر الکامل الذی لا یوجد لہ نظیر ..... وکان من اکابر ائمۃ العلماء ویحکم بقولہ ویرجع الی معرفتہ وفضلہ وقد کان جمع من العلوم مالم یشارکہ فیہ احد من اھل عصرہ وکتابہ اجل التفاسیر واعظمہا ابن جریر الطبری"

نیز فرماتے ہیں! ما اعلم علی ادیم الارض اعلم من ابن جریر (البدایہ ع ۱۱ ص ۱۴۶) البدایہ والنہایہ ع ۱۱ ص ۱۴۶ اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ علامہ ابن جریر کی تفسیر وہ کامل تفسیر ہے جس کی نظیر نہیں ملتی اور آپ

اکابر ائمہ علماء میں سے تھے اور آپ کے قول پر فیصلہ کیا جاتا تھا اور آپ کی معرفت اور آپ کے علم وفضل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور آپ نے اپنی تصانیف میں اتنے علوم جمع فرما دیئے ہیں کہ ان کے زمانہ کے علماء میں سے کوئی بھی اتنے علوم جمع نہ کر سکا اور ان کی کتاب تفسیر ابن جریر، تفسیروں میں بہت بلند اور اعلیٰ درجے کی تفسیر ہے اور میں روئے زمین پر ابن جریر سے بڑے کسی عالم کو نہیں جانتا۔

علامہ سیوطی | مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فان قلت فای التفاسیر ترشد الیه وتأمرون الناظرون ان یعول علیه، قلت تفسیر الامام ابی جعفر بن جریر الطبری الذی اجمع العلماء المعتبرون علی انه لم یؤلف فی التفسیر مثله قال النووی فی تهذیبه۔

علامہ نووی | کتاب ابن جریر فی التفسیر لم یصنف احد مثله۔ (الاتقان فی علوم القرآن ۲ ص۱۹۰ طبع مصری)

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ کون سی ایسی تفسیر ہے جس سے استفادہ کرنے کا آپ مشورہ دیں گے اور لوگوں کو اس کی محتاجی کا حکم دیں گے تو میں کہوں گا امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری کی وہ تفسیر جس کے متعلق معتبر علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی اور علامہ شرف الدین نووی شارح مسلم نے اپنی کتاب التہذیب میں لکھا ہے کہ فن تفسیر میں ابن جریر کی کتاب جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔"

علامہ ذہبی | فن رجال کے امام علامہ ذہبی رحمہ اللہ اس بات پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وهذا رجم بالظن الکاذب بل ابن

جریر من کبار ائمہ الاسلام المعتمدین..... ولا یحل لنا ان تؤذیہ بالباطل والھوی (میزان الاعتدال ج۳ ص۴۹۸) ۔ یعنی یہ محض گمان کی بناء پر الزام لگایا گیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علامہ ابن جریر کبار معتمد ائمہ اسلام میں سے ہیں اور ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ ہم انہیں محض جھوٹ اور غلط افواہ کی وجہ سے ایذا دیں۔"

نیز آپ لکھتے ہیں۔ الامام العلم الفرد الحافظ ابو جعفر الطبری۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۷۱۰) یعنی . حافظ (الحدیث) ابوجعفر طبری اپنے دور کے وہ امام ہیں کہ ان جیسا عالم اور کوئی نہیں ہے۔"

علامہ ابن اثیر مورخ اسلام علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں۔ ....!

وانما اعتمدت علیہ من بین المؤرخین اذ ھو الامام المتقن حقا الجامع علما وصحۃ اعتقادا وصدقا۔ (تاریخ کامل ج۱ ص۳) اور میں نے مورخین میں سے علامہ ابن جریر پر اعتماد کیا ہے کیونکہ وہ یقینی طور پر قابل اعتماد امام ہیں اور بہت بڑے عالم ہیں بہت سچے اور عمدہ عقیدے والے ہیں۔"

ابن خلدون مورخ اسلام علامہ ابن خلدون نیز عباسی صاحب کے معتمد مورخ لکھتے ہیں۔ اعتمدنا للوثوق بہ وللسلامتہ من الاھواء الموجودۃ فی کتب ابن قتیبۃ وغیرہ من المؤرخین۔ (تاریخ ابن خلدون ج۳ ص۔ اردو ج۲ ص۳۹۳ نفیس اکیڈمی) ہم نے بنوامیہ کے حالات و واقعات میں علامہ طبری پر بھروسہ کیا ہے کیونکہ وہ ان کوتاہیوں اور خرابیوں سے محفوظ ہے جو قتیبہ وغیرہ کی کتابوں میں ہیں۔"

شیخ دباغ معروف روحانی شخصیت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تصنیف میں علامہ طبری کو "امام ابوجعفر طبری" لکھا ہے۔ (الابریز ج۱ ص۱۶۸)

ڈاکٹر صبحی صالح بیروت کے عالم ڈاکٹر صبحی صالح نے متعلقات

قرآن پر تحقیق کی اور تفاسیر کے باب میں لکھتے ہیں۔

" روایات و آثار کی مدد سے جو تفسیریں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے بہتر ابن جریر کی تفسیر ہے اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صحابہ اور تابعین (یہ لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے) کے اقوال مع اسانید تحریر کئے ہیں (علوم القرآن صـ۲۱۶) ہٹ دھرمی کی حد ہے کہ جو شخص اپنا ماخذ صحابہ کرام اور تابعین کے فرامین کو بنا رہا ہے یار لوگ اسے شیعہ کہہ رہے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار ....!

علامہ حقانی مفسر قرآن علامہ عبدالحق حقانی لکھتے ہیں۔ "چوتھے طبقے کے مشاہیر میں سے ابو جعفر محمد بن جریر طبری ہیں۔ شیعہ اور کرامیہ میں بھی ایک شخص ابن جریر طبری گزرا ہے۔ بعض لوگ کبھی اس نام سے بھی دھوکا دے دیا کرتے ہیں ان کی (علامہ طبری) کی وفات ۳۱۰ھ میں ہوئی (البیان فی علوم القرآن صـ۵۲)

عبدالصمد صارم ابو جعفر ابن جریر نام ۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے انسے طبرانی نے روایت کی ہے (ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی مشہور محدث ہیں ان کی تصنیف طبرانی شریف مشہور حدیث کی کتاب ہے) مجتہد تھے ان کی تفسیر ضحاک کے اقوال کے علاوہ عظیم الشان اور معتبر تفسیر ہے کثیر التصانیف ہیں۔ صاحب تفسیر و تاریخ ہیں۔ ایک ابن جریر طبری فرقہ کرامیہ میں بھی گزرا ہے دونوں میں صرف سن ولادت و وفات کا فرق ہے۔ بعض لوگ اس نام سے دھوکہ دیتے ہیں ان کا وصال ۳۱۰ھ میں ہوا (تاریخ التفسیر صـ۹۸،۵۵)

ایک ابن ماجہ جریر طبری فرقہ کرامیہ میں بھی گزرا ہے بعض لوگ اس ابن جریر کے اقوال امام ابن جریر کی طرف منسوب کرکے دھوکا دیتے ہیں۔ ان میں صرف سنین ولادت و وفات میں فرق ہے (تاریخ القرآن صـ۲۱۸)

ایک جریر طبری شیعی بھی گزرا ہے ان کے نام ولدیت لقب اور وطن وغیرہ سب ایک ہیں، دونوں صاحب تاریخ و تفسیر ہیں صرف سنین ولادت اور وفات میں فرق ہے (تاریخ الحدیث صد ۲۲۳)

علامہ شبلی نعمانی سید سلیمان ندوی عصر حاضر کے مورخ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں " ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ کے معتبر اور مستند ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے"۔ (سیرۃ النبی ج۱ صفحہ ۲۴)

ابن تیمیہ تمام یزید دوست حضرات کے معتمد محدث ابن تیمیہ علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری کے عقیدہ کے متعلق لکھتے ہیں "ولیس فیہ بدعۃ" (فتاوی ابن تیمیہ ج۲ صد ۱۹۲ طبع مصری) یعنی علامہ ابن جریر طبری میں بدعتیوں والی کوئی بات نہیں تھی " ابن تیمیہ کے متعلق تو یقیناً دیگر دوست حضرات بڑے محتاط فقیہ اور عالیشان محدث اور بلند پایہ مفکر ہونے کا دعویٰ کریں گے اور یہ بات بھی ضرور تسلیم کریں گے کہ ان کا شیعیت کے ساتھ کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ ان کی کتاب منہاج السنۃ اس بات کا بین ثبوت ہے وہ بھی علامہ ابن جریر کے حسن عقیدہ کی گواہی دے رہے ہیں اگر ابن جریر رافضی ہوتے تو ان میں رافضیوں والی وہ سب بدعتیں بھی ضرور موجود ہوتیں لیکن ان تمام حوالہ جات سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آپ پر رافضیت کا جو الزام لگایا جاتا ہے وہ محض اس لیے کہ آپ نے یزید اور یزیدیوں کے تمام حالات نہایت وضاحت سے بیان کر دیئے ہیں اور وہ تمام واقعات یزیدیوں کے لیے نوک سناں کی طرح خطرناک ہیں۔ حالانکہ یزید دوست حضرات کے معتمد مفسر و مورخ علامہ حافظ ابن کثیر حنابلہ کا یہ الزام نقل فرما کر اس کی پر زور تردید فرما چکے ہیں اور ان الزام لگانے والوں کو آپ جاہل اور بے وقوف لکھ چکے ہیں فن رجال کے امام علامہ ذہبی اس الزام کو ناحق ایذا اور باطل و توہم پرستی کہہ کر اس کی

پر زور تردید فرما چکے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ کے عقیدہ میں کوئی خرابی ہوتی تو علامہ ابن کثیر، علامہ ابن اثیر، علامہ ابن خلدون، علامہ ذہبی، علامہ ابن خزیمہ، علامہ خطیب بغدادی، علامہ سیوطی، علامہ نووی، شیخ اسفرائینی، شیخ عبدالعزیز دباغ، علامہ حقانی، ڈاکٹر صبحی صالح بیروتی، عبدالصمد صارم عصر حاضر کے مفکر اور یزید دوست حضرات کی معتمد شخصیت شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی اور ابن تیمیہ وغیرہم کبھی بھی آپ کے اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم، مفسر محدث، فقیہ، مورخ، مفتی، مرجع علماء، یکے از اکابر ائمہ اسلام، متقن امام، جامع العلوم، خوش عقیدہ، سچے، محفوظ عن الاھواء اور یکے از مشاہیر اسلام ہونے کی گواہی نہ دیتے اور آپ کی تفسیر کو اتنا بلند پایہ درجہ دیتا کہ جس کو صرف ایک نظر دیکھنے کے لیے چین تک کا سفر بھی معمولی شمار کرتا۔ تمام تفسیروں میں سے بہترین تفسیر سمجھتا اور یہ دعوٰی کرتا کہ اس جیسی یا اس پایہ کی تفسیر اور کوئی نہیں لکھی گئی اور اس تفسیر میں اتنے علوم جمع کر دیئے گئے ہیں کہ ان کی نظیر نہیں ملتی وغیرہ یہ سب باتیں اس چیز پر حرف آخر ہیں کہ یہ اکابرینِ اسلام اتنی تعریف کسی بد مذہب بد عقیدہ رافضی مصنف اور اس کی تصنیف کی نہیں کر رہے بلکہ حافظ الحدیث امام المتقن، بحر العلوم، علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ واقعی اس مرتبہ کے تھے جو اکابرینِ اسلام ان کے متعلق بیان کر رہے ہیں اور آپ پر الزام تراشی کرنے والے وہی کچھ ہیں جو عباسی صاحب کی محولہ آدھی عبارت کے باقی حصہ میں انہیں علامہ ابن کثیر نے کہا ہے (بے وقوف اور جاہل)

الحمد للہ و منہ ہماری اس مختصر مگر جامع تحقیق کے بعد انشاء اللہ تعالٰی ہر غیر متعصب، سلیم الفطرت اور حق بین شخص ضرور اس حقیقت سے واقف ہو چکا ہوگا کہ یہ یار لوگوں کا محض ایک ڈرامہ ہے جو کہ انہوں نے محبت یزید

اور بغضِ اہل بیت کے پیشِ نظر کھیلا ہے لیکن شائید انہیں یہ یاد نہ رہا کہ ساری دنیا اندھی نہیں ہے جو بغیر تحقیق کئے ان کے ہر افتراء پر آنکھیں بند کئے آمین پکار اُٹھے گی۔ اللہ تعالےٰ ہر کسی کو ہٹ دھرمی اور تعصب کی لعنت سے محفوظ رکھے اور حق کو سمجھنے، ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت امام حسن کا قاتل یزید

تقریباً تمام معتبر تواریخ سے ثابت ہے کہ سبط النبی شبیہ رسول جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی یزید بے دید نے زہر دلوا کر شہید کرایا تھا۔ چند حوالہ جات ہدیہ قارئین کرتا ہوں پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں۔

علامہ ہیثمی علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں.....!

وکان سبب موته ان زوجته جعدة بنت الاشعث دس الیها یزید ان تسمه ویتزوجها وبذل لها مأة الف درهم ففعلت فمرض اربعین یوما فلما مات بعثت الی یزید تسأله الوفاء بما وعدها فقال لها انا لم نرضاك للحسن افنرضاك لانفسنا (صواعق محرقه ص۱۴۰)

علامہ سبط ابن جوزی علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ اس بات کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ دس الیها یزید بن معاویة ان سمی الحسن وانا تزوجك فسمته فلما مات ارسلت الی یزید تسأله الوفاء بالوعد فقال انا واللہ ما ارضاك للحسن افنرضاك لانفسنا (تذکرہ خواص الامہ ص۲۱۱)

علامہ عسقلانی فن رجال کے امام شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ ان جعدة بنت الاشعث سقت الحسن السم فاشتكى منه شكاة فكان يوضع تحته طست و ترفع اخرى نحوا من اربعين يوما. (تہذیب التہذیب ۲؍ صہ ۳)

علامہ ابن کثیر مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ ان يزيد بن معاوية بعث الى جعدة بنت الاشعث ان سمى الحسن وانا اتزوجك بعده ففعلت فلما مات الحسن بعثت اليه فقال انا والله لم نرضاك للحسن افنرضاك لانفسنا (البدایہ والنہایہ ۸ صہ ۴۳)۔

علامہ سیوطی خاتم الحفاظ مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ سمته زوجته جعدة بنت الاشعث بن قيس دس اليها يزيد بن معاوية ان تسمه فيتزوجها ففعلت فلما مات الحسن بعثت الى يزيد تسأله الوفاء بما وعدها فقال انا لم نرضاك للحسن افنرضاك لانفسنا (تاریخ الخلفاء صہ ۱۳۴)

شیخ مومن شبلنجی علامہ شیخ سید مومن مصری شبلنجی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ وسقته زوجته جعدة بنت الاشعث بن قيس الكندى السم فبقى مريضا اربعين يوما وكان قد سألها يزيد فى ذالك و يذل لها مأة الف درهم وان يتزوجها بعد الحسن ففعلت ولما مات الحسن بعثت الى يزيد تسأله الوفاء بما وعدها فقال انا لن نرضاك للحسن افنرضاك لانفسنا (نور الابصار صہ ۱۳۶)

علامہ الصبان علامہ شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ اس واقعہ کا

تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ وکان سبب موتہ ان زوجتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی دس الیھا یزید ان تسمہ و یتزوجھا و یبذل لھا مأۃ الف درھم لیکون الامر لہ بعد الیہ معاویۃ و یبطل شرط ان یکون للحسن بعد معاویۃ نفعلت فمرض اربعین یوماً فلما مات بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدھا فقال انا لم نرضک للحسن افترضاک لانفسنا ۔ (اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار صفحہ ۱۹۹)

یعنی یزید عنید نے آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی کو ایک لاکھ درہم بھیجا اور خفیہ پیغام بھیجا کہ اگر تو امام حسن کو زہر دے دے تو ان کی وفات کے بعد میں تجھ سے شادی کر لوں گا، اور وہ اس لیے آپ کی جان کا دشمن بنا ہوا تھا کہ امیر معاویہ امام حسن کو لکھ کر دے چکے تھے کہ میرے بعد خلیفہ امام حسن ہوں گے لہٰذا وعدے کے مطابق ولیعہد جناب امام حسن تھے اور یزید نے آپکو امیر معاویہ کی زندگی میں ہی ختم کر دینا چاہا تاکہ امام حسن کی وفات کے بعد ولیعہد میں بنوں (چنانچہ ایسا ہی ہوا) وہ بدقسمت یزید کے دھوکے میں آ گئی اور آپ کو زہر دے دیا چنانچہ زہر اتنا سخت تھا کہ جگر اور انتڑیاں کٹ کٹ کر تھے کے ساتھ آ رہی تھیں آپ کے سامنے ایک برتن رکھا جاتا جب وہ خون سے بھر جاتا تو اُسے اٹھا لیا جاتا اور دوسرا رکھ دیا جاتا اسی طرح آپ چالیس دن بیمار رہ کر انتقال فرما گئے۔ آپ کے وصال کے بعد جعدہ نے یزید کو پیغام بھیجا کہ اپنا وعدہ پورا کرو یزید نے جواب دیا میں نے حسن کے نکاح میں تیرا رہنا گوارہ نہ کیا تو تجھے اپنے نکاح میں رکھنا میں کب گوارہ کروں گا۔" اس طرح وہ کہیں کی بھی نہ رہی۔

نیز مطالعہ کے شوقین حضرات درج ذیل حوالہ جات بھی ملاحظہ فرمالیں!

تاریخ الخلفاء اردو صفحہ ۲۸۲ ، شواہد النبوۃ اردو صفحہ ۲۱۶ ، نزہتہ المجالس اردو جلد ۲ صفحہ ۵۱۸

روضۃ الاصفیاء اردو ص۱۷۳، سفینۃ الاولیاء دارا شکوہ ص۳۶، تشریف البشر از نواب صدیق حسن ص۲۴، اسد الغابہ ج۲ ص۱۱۵، تاریخ کامل ج۳ ص۱۸۲، مروج الذہب ج۲ ص۵۵، سر الشہادتین ص۱۰، شمس التواریخ ج۲ ص۱۲۳۵)

قاتلین حسین کے چند عبرت آموز واقعات

حدیث شریف میں ہے۔ عن ابن عباس قال اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ محمد انی قد قتلت بیحیٰ بن زکریا سبعین الفا وانی قاتل بابن بنتك سبعین الفا وسبعین الفا۔ (مستدرک حاکم ج۳ ص۱۷۸، تہذیب التہذیب ج۲ ص۳۵۵، اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار ص۲۱۰، خصائص کبریٰ ج۲ ص۲۸۳، سیرۃ النبی از شبلی ج۳ ص۱۰۷، سوانح کربلا ص۱۱۹، تشریف البشر از نواب صدیق حسن غیر مقلد ص۵۳) وغیرہم۔ ترجمہ:۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی طرف وحی نازل فرمائی کہ میں نے جناب یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے بدلہ میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) جانیں لی تھیں اور اے پیارے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ کے نواسے کی شہادت کے بدلہ میں میں ستر ہزار اور ستر ہزار (۱۴۰۰۰۰) جانیں لوں گا۔"

دنیا پرستارانِ سیاہ باطن اور مغروران تاریک دروں کیا کیا امیدیں باندھ رہے تھے جناب امام کی شہادت سے ان دشمنان حق کو کیسی کیسی توقعات تھیں لشکریوں کو گراں قدر انعاموں کے وعدے دیئے گئے۔ سرداروں کو عہدے اور حکومت کا لالچ دیا گیا۔ یزید اور ابن زیاد وغیرہ کے دماغوں میں سلطنت اور جہانگیری

کے نقشے کھینچے ہوئے تھے وہ سمجھتے تھے کہ فقط امام کا ہی وجود ہمارے لئے عیشِ دنیا سے مانع ہے یہ نہ ہوں تو تمام کرۂ زمین پر ہماری ہی سلطنت ہوگی اور ہزاروں برس تک ہماری حکومت کا جھنڈا گڑا رہے گا، مگر وہ ظالم کے انجام اور قہرِ الہٰی کی تباہ کن بجلیوں اور ستم رسیدہ اہلِ بیت کرام کی جہاں برہم کن آہوں سے بے خبر تھے انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ خونِ شہیداں رنگ لائے گا اور انکی سلطنت کے پرزے اڑ جائیں گے ایک ایک شخص جو قتلِ امام میں شریک ہوا تھا طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوگا۔ وہی فرات کا کنارہ ہوگا وہی عاشورہ کا دن اور وہی ظالموں کی قوم ہوگی اور مختار کے گھوڑے ان بدبختوں کو روند رہے ہوں گے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے۔ گھر لوٹے جائیں گے، انہیں سولیوں پر لٹکایا جائے گا اور ان کی لاشیں گندے گڑھوں میں پڑی سڑ رہی ہوں گی۔ دنیا کا ہر شخص ان پر ملامت کرے گا اور ان کی ہلاکت و بربادی پر خوشیاں منائی جائیں گی (سوانح کربلا صنا۱۱) ابن سعد کو مختار کے دربار میں طلب کیا گیا بیٹے نے کہا وہ گوشہ نشین ہو گیا ہے۔ مختار نے کہا امام پاک کی شہادت کے دن کیوں گوشہ نشین نہ ہوا۔ چنانچہ بلا کر پہلے اس کے بیٹے کو اس کے سامنے قتل کیا گیا اور کہا گیا ظالم دیکھ جب سامنے جوان بیٹا قتل ہو تو باپ کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ پھر اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ پھر شمر کو تلاش کر کے قتل کیا گیا اور ان کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے اور ان کے سر کاٹ کر جناب محمد بن حنفیہ کے پاس مدینہ منورہ بھیج دئے اس وقت امام زین العابدین دوپہر کا کھانا تناول فرما رہے تھے آپ نے فوراً سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا جب امام پاک کا سر ابن زیاد کے پاس بھیجا گیا تھا اس وقت وہ بھی دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا۔ آج اللہ تعالےٰ نے انہیں ذلیل و خوار کر کے جب ہمارے پاس بھیجا ہے تو ہم

بھی دوپہر کا کھانا کھا رہے ہیں علامہ زہری بیان فرماتے ہیں۔ انه لم یبق احد ممن قتل الحسین الا عوقب فی الدنیا قبل الآخرة اما بالقتل او سواد الوجه او تغیر الخلقة او زوال الملك فی مدة یسیرة (نور الابصار صفحہ ۱۴۲)

کہ قاتلینِ حسین میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جسے آخرت کے عذاب سے پہلے دنیا ہی میں عذاب و عقاب نہ مل گیا ہو۔ یا تو انہیں ذلیل و خوار کر کے قتل کر دیا گیا یا ان کے چہرے سیاہ ہو گئے، یا ان کی شکلیں بگڑ گئیں (انسان کے بجائے کوئی اور شکل ہو گئی) یا ان کی حکومت تھوڑی ہی مدت میں ختم ہو گئی۔"

چنانچہ مختار نے اعلان عام کر دیا تھا۔ اطلبوا الی قتلة الحسین فانه لا یسوغ لی الطعام والشراب حتی اطهر الارض منهم (تاریخ طبری ج ۲ صفحہ ۱۲)

یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو تلاش کرو کیونکہ میں نے عہد کیا ہے کہ اس وقت تک نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں گا اور نہ سیر ہو کر پانی پیوں گا جب تک زمین کو ان بدبختوں کے ناپاک وجودوں سے پاک نہ کر لوں۔"

ابن زیاد چنانچہ واقعہ کربلا کے سب سے بڑے ہیرو عبید اللہ بن زیاد کا سر جب مختار ثقفی کے دربار میں پیش کیا گیا تو اچانک شور اٹھا کہ وہ آیا، وہ آیا۔ سب لوگ سروں سے پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور دیکھنے لگے۔ فاذا حیة قد جاءت تخلل الرؤس حتی دخلت فی منخری عبید اللہ بن زیاد فمکثت هنیهة ثم خرجت فذهبت حتی تغیبت ثم قالوا قد جاءت قد جاءت ففعلت ذالك مرتین او ثلاثا۔ هذا حدیث حسن صحیح (ترمذی شریف ج ۲ صفحہ ۲۱۸، البدایہ والنہایہ ج ۸ صفحہ ۱۹۱، ما ثبت من السنہ صفحہ ۳۲، تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۲۸۶، نور الابصار صفحہ ۱۵۱، تنویر الازہار ج ۱ صفحہ ۵۲۸، اسعاف الراغبین صفحہ ۲۰۹، سوانح کربلا صفحہ ۱۱۸) ترجمہ:- پس ایک سانپ آیا اور ان سروں

ہیں سے ابن زیاد کے سر کو ڈھونڈ کر اس کے نتھنوں میں داخل ہوگیا اور تھوڑی دیر وہاں ٹھہرا پھر نکل کر چلا گیا۔ پھر شور بلند ہوا وہ آیا وہ آیا پھر وہ آیا اور اس نے پھر اسی طرح کیا۔ اس طرح اس نے دو یا تین بار کیا۔ محدث ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔" تمام لوگ کھڑے دشمنِ اہلِ بیت کا دنیا میں یہ انجام دیکھ رہے تھے اور توبہ استغفار کر رہے تھے اللہ تعالےٰ ہر کسی کو اپنی گرفت سے محفوظ رکھے۔ آمین

شمر لعین جناب امام حسین کو شہید کرنے والے شمر لعین کو مختار ثقفی نے قتل کرایا اس کا سر مدینہ منورہ میں حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس بھیج دیا اور اس کی لاش کتوں کے آگے پھینک دی (تاریخ طبری ج ۴ ص ۹۴، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۷۳، تاریخ کامل ج ۴ ص ۹۳، تاریخ ابن خلدون اردو ج ۲ ص ۱۴۹)

خولی بن یزید خولی وہ خبیث ہے جس نے حضرت امام عالی مقام کا سر اقدس تنِ نازنین سے جدا کیا تھا یہ روسیاہ بھی گرفتار کر کے مختار کے پاس لایا گیا۔ مختار نے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے، پھر سولی پر چڑھایا اور آخر کو آگ میں جھونک دیا۔ چھ ہزار کوفی جو حضرت امام حسین کے قتل میں شریک تھے مختار نے ان کو طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کیا۔" (سوانح کربلا ص ۱۱۷، تاریخ طبری ج ۷ ص ۱۲۴، تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۲۷۲، تاریخ ابن اثیر ج ۴ ص ۹۴)

حرملہ راوی بیان کرتا ہے کہ جب شہداء کربلا کے سروں کو لے کر یزیدی فوج کوفہ میں یزید کی طرف جا رہی تھی تو ان میں ایک بہت خوبصورت نوجوان تھا جو کہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے گھوڑے کے گلے میں ایک چاند جیسے خوبصورت آدمی کا سر لٹکایا ہوا تھا۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا یہ سر کس کا ہے؟ گھڑ سوار نے جواب دیا "عباس علمدار کا" میں نے پوچھا تو

کون ہے اس نے کہا میں حرملہ ہوں۔ راوی کہتا ہے کچھ دن بعد میں نے حرملہ کو دیکھا اس کا چہرہ بالکل سیاہ (جھلسا ہوا) تھا میں نے پوچھا اے حرملہ تجھے کیا ہوگیا ہے تو تو بہت خوبصورت تھا اور آج تو سب سے زیادہ بدصورت ہوگیا ہے۔ فبکی حرملة وقال واللہ منذ حملت الرأس والی الیوم ما تمر علی لیلة واثنان یاخذ ان بضبعی ثم ینتهیان بی الی نار تاجج فیہ قید فعانی فیہا وانا انکص فتسعفنی کما تری ثم مات علی اقبح حال۔ (تذکرۃ الخواص ص۲۸۱، صواعق محرقہ ص۱۹۶، نور الابصار ص۱۴۷، تنویر الازہار ۱ ص۵۲۴، اسعاف الراغبین ص۲۱۳، جامع کرامات اولیاء ص۳۸۸) حرملہ رونے لگا اور کہا خدا کی قسم جس دن میں سر اٹھائے ہوئے تھا۔ اس دن سے آج تک کوئی ایسی رات نہیں گزری کہ دو آدمی آتے ہیں اور مجھے پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ وہ مجھے آگ میں دھکیلتے ہیں اور میں پیچھے ہٹتا ہوں مگر آگ کے شعلے مجھے جھلسا دیتے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایسا کر دیا ہے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے چنانچہ وہ اسی بری حالت میں ہی مر گیا۔"

یزیدیہ جل گیا شیخ سدی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کربلا میں ٹھہرا۔ رات کو ہم بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ میں نے کہا کہ جو بھی امام پاک کے قتل میں شامل ہوا وہ ضرور بری موت مرا۔ وہاں کا ایک آدمی کہنے لگا تم جھوٹ کہتے ہو میں قتل حسین میں شریک تھا لیکن مجھے تو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ فلما کان آخر اللیل فقام الرجل یصلح المصباح فاحترق قال السدی فانا واللہ رأیتہ کانہ حممة۔ (تذکرہ خواص الامہ ص۲۸۲، صواعق محرقہ ص۱۹۵، نور الابصار ص۱۴۷، تنویر الازہار ۱ ص۵۲۴، اسعاف الراغبین ص۲۱۳، تہذیب التہذیب ۲ ص۳۵۵، جامع کرامات اولیاء ص۳۸۸، تشریف البشر ص۴۹)

چنانچہ اسی رات کو سحری کے وقت وہ اٹھا اور چراغ کو درست کرنے لگا کہ اچانک شعلہ بھڑکا اور اسے جلا کر راکھ کر دیا۔ شیخ سدی کہتے ہیں میں نے اسے دیکھا خدا کی قسم وہ جل کر اس طرح ہو گیا تھا جیسا کہ وہ کوئلہ ہو۔"

یزیدیہ اندھا ہو گیا علامہ واقدی نے ابن الدماح سے نقل کیا ہے کہ کوفہ میں ایک آدمی جو کہ شہادت حسین کے وقت (یزیدی فوج میں) موجود تھا اندھا ہو گیا ہم نے اس سے اندھا ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا ہم دس آدمی تھے (جو کہ یزیدی فوج میں شامل تھے) نہ میں نے تلوار چلائی نہ نیزہ مارا اور نہ تیر چلایا۔ جب امام حسین شہید ہو چکے تو ان کا سر نیزہ پر بلند کر دیا گیا تو میں واپس آ گیا۔ اس وقت تک میری آنکھیں بالکل صحیح تھیں ......!

فنمت تلك الليلة فاتاني آت في المنام وقال اجب رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت مالي ولرسول الله فاخذ بيدي وانتهدني ولزم تلبابي وانطلق بي الى مكان فيه جماعة ورسول الله جالس وهو مغتم متحير حاسر عن ذراعيه وبيده سيف وبين يديه نطع واذا اصحابي العشرة من قاتلي الحسين مذبحين بين يديه فسلمت عليه فقال لا سلم الله عليك ولا حياك يا عدو الله الملعون اما استحييت مني تهتك حرمتي وتقتل عترتي ولم ترع حقي قلت يا رسول الله ما قاتلت قال نعم ولكنك كثرة السواد واذا بطست عن يمينه فيه دم الحسين فقال اقعد فجثوت بين يديه فاخذ مرودا واحماه ثم كحل به عيني ثم لعنه وسبه بتكثير سواد هم فاصبحت اعمى كما ترون۔

(تذکرہ خواص الامہ صـ ۲۸۱، صواعق محرقہ صـ ۱۹۵، نور الابصار صـ ۱۲۶، تنویر الازہار ۲، صـ ۵۲۲)

اسعاف الراغبین ص ۲۱۳، تہذیب التہذیب ۲ ص ۳۵۴، جامع کرامات اولیاء ص ۳۸۹، تشریف البشر ص ۴۹) اسی رات جب میں سویا تو خواب میں کوئی شخص آیا اور کہنے لگا چل تجھے رسول اللہ بلاتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے رسول اللہ سے کیا مطلب۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور غصہ سے مجھے گھسیٹ کر ایک جگہ لے گیا وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ایک جماعت اور بھی حاضر تھی۔ حضور حیران و پریشان بیٹھے تھے اور نہایت مغموم نظر آرہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں تلوار تھی اور میرے دس ساتھی جو قتل امام میں شریک تھے وہ آپ کے سامنے ایک چمڑے پر قتل ہوئے پڑے تھے۔ میں نے جا کر حضور کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن۔ خدا تجھ کو سلامتی نہ دے اور نہ تجھے زندہ رکھے اے لعنتی کیا تو نے میرا حیا بھی نہیں کیا کہ تو نے میری اہل بیت کی توہین کی اور انہیں قتل کیا۔ ظالم کچھ میرا ہی لحاظ کر لیتا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے تو امام حسین کو شہید نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ لیکن تو (یزیدی فوج میں شامل ہوا اور) ان کی کثرت کا سبب تو بنا تھا۔ آپ کے دائیں طرف ایک برتن میں امام حسین علیہ السلام کا خون پڑا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے لوہے کی ایک سلائی لی، اسے آگ میں گرم کیا اور وہ گرم گرم سلائی میری آنکھوں میں پھیر دی۔ پس صبح کو میں اندھا اٹھا۔ جیسا کہ تو اب مجھے دیکھ رہا ہے۔"